

3300

خزینہ فیض و تصور



منشاد علی

شاخ
۱۵۹

حضرت مولانا محمد رفیع صاحب مدظلہ العالی

بیت

سورہ برکات

ترجمہ حضرت سیدنا رقیب عالم کاتبی حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب
محدث علی پوری قدس سرہ العزیز کے

خلیفہ اول و اعظم حضرت مولانا مولوی محمد حسین صاحب
بی۔ اے۔ قصوری رحمۃ اللہ علیہ کے

تین ۱۹۹۰

حالات، کرامات، ارشادات اور مکتوبات کا مجموعہ!

3800

(مستحق السلام تاجی)



خزینہ فیضِ قصوری

— ۱۹۶۸ —

مکتبہ

بابوصوفی منشاد علی صاحب بی اے (آنررز) ایم۔ اے (فارسی)
ایم۔ اے (اردو)

انڈین حرم گیٹ ملتان

ناشر

نور احمد - دروازہ پتوالا والہ - قصور

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

86447

~~68447~~

خزینہ رفیعہ قصوری

نام کتاب :

نور احمد - دروازہ تپواں والہ قصور

ناشر :

ایک ہزار

تعداد :

اول

اشاعت :

دین محمدی پریس - لاہور

مطبع :

ادارہ شمس الکتابت چوک اردو بازار لاہور

عمل کتابت :

تین روپے

قیمت

فہرست مضامین

فتح باب

۲۱	باب اول - سیرتِ طیبہ
۲۵	حالاتِ زندگی : ۱ - نام و نسب
۲۶	۲ - تعلیم و تربیت
۲۸	۳ - بیعت
۲۹	۴ - خلافت
۲۹	۵ - سند خلافت
۳۱	۶ - مشغلہ تدریس
۳۱	۷ - شادی خانہ آبادی
۳۱	۸ - فرائض از محکمہ تعلیم
۳۱	۹ - "بردر سرکار"
۳۲	۱۰ - روہتک میں آمد
۳۳	۱۱ - زیارتِ حرمین شریفین
۳۳	۱۲ - روہتک سے تبادلوں
۳۴	۱۳ - کرنال میں
۳۴	۱۴ - پیشین
۳۴	۱۵ - وصال مبارک
۳۵	۱۶ - ایک عجیب واقعہ

- ۱۷- تاریخِ نماز و وفات
۲۵
- ۱۸- مزارِ پیرِ انوار
۲۶
- ۱۹- عرسِ شریف
۲۷
- ۲۰- باقیاتِ صالحات
۲۸
- معمولات: ۱- نماز
۳۹
- ۲- مراقبہ
۴۰
- ۳- اعتکاف
۴۱
- ۴- مقاماتِ مقدسہ کی زیارت
۴۱
- ۵- شیخ کا ادب
۴۲
- اخلاقِ حمیدہ: ۱- محبتِ عامہ
۴۳-۴۲
- ۲- حلم
۴۴
- ۳- عفو و درگزر
۴۳
- ۴- تواضع
۴۲
- ۵- سخاوت
۴۲
- ۶- ایقانے عہدہ
۴۵
- ۷- پیکرِ عزم
۴۶
- ۸- خدمتِ خلق
۴۶
- ۹- جوشِ ایمانی
۴۶
- تبلیغی کارنامے: ۱- ابتدائی زمانہ
۴۹
- ۲- تلقینِ ذکر
۵۰
- ۳- تبلیغی دورے
۵۰

- ۵۱ - ۴ - دینی جلسوں میں وعظ
- ۵۱ - ۵ - فتنہ ارتداد
- ۵۲ - ۶ - آریوں کے جلسوں میں شرکت سے ممانعت
- ۵۳ - ۷ - بھنگیوں کی کانفرنس
- ۵۴ - ۸ - اصلاحی مضامین
- ۵۴ - ۹ - تبلیغی خطوط
- ۵۴ - ۱۰ - درس گاہوں کا قیام
- ۵۴ - ۱۱ - مسلم یونیورسٹی علیگر کا چنڈہ
- ۵۵ - ۱۲ - مدارس اسلامیہ کی امداد
- ۵۵ - ۱۳ - خاموش تبلیغ
- ۵۶ - ۱۴ - تبلیغ بعد وصال

باب دوم - کشف و کرامات

- ۵۹ - سلب مرض - کرامت ۱ : لا علاج مریض کو شفا
- ۶۱ - ۲ : ملک فتح خاں صاحب نون کو صحت
- ۶۱ - ۳ - دختر سکیمپ صاحب کی نکیر بند ہونا
- ۶۲ - ۴ - مولانا عبدالمجید خاں صاحب کی نئی زندگی
- ۶۳ - ۵ - اسٹوب چشم کا علاج
- ۶۲ - ۶ - انگلی کے درد کا عجیب درمان
- ۶۲ - ۷ - باپ بیٹے کو تندرستی
- ۶۲ - ۸ - طاعون سے نجات

- ۶۵ کشف قبور: کرامت ۹: قصبہ مہم میں ایک مزار کا انکشاف
- ۶۶ " ۱۰: قصور میں ایک قبر کی نشان دہی
- ۶۶ " ۱۱: ایک سہروردی بزرگ کا فیضان
- ۶۶ " ۱۲: ماسٹر محمد شفیع صاحب کی روایت
- ۶۶ " ۱۳: ایک بزرگ کے فیض کا اعلان
- ۶۶ " ۱۴: طاعون سے شہید ہونے والا نوجوان
- ۶۸ " ۱۵: حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سے ہمکلامی
- ۶۸ " ۱۶: حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب کی بشارت
- ۶۹ " ۱۷: علم خواطر: دل کی باتیں
- ۶۹ " ۱۸: زائرین کے ناموں کا علم
- ۷۰ " ۱۹: اصلاح نیت
- ۷۰ " ۲۰: ایک اور روایت
- ۷۱ " ۲۱: سٹیشن سے قیام گاہ تک غیبی امور کی خبر اور پیشگوئی
- ۷۱ " ۲۲: آگے اور پیچھے کی خبر
- ۷۱ " ۲۳: ماسراپا انتظار اور منتظر
- ۷۲ " ۲۴: گمشدہ گھوڑی کی بازیابی
- ۷۲ " ۲۵: مہمان کی آمد کا علم
- ۷۳ " ۲۶: قبل ولادت بیٹے کی بشارت اور نام رکھنا
- ۷۳ " ۲۷: شیطانی کاموں سے بچانا: شطرنج سے خواب میں توبہ کرائی
- ۷۴ " ۲۸: پتنگ بازی چھڑانے کا واقعہ عجیبہ
- ۷۵ " ۲۹: بدکاری سے باز رکھنا

- ۷۵ مریدوں کی روحانی امداد: کرامت ۳۰: بھیڑیے سے حفاظت
- ۷۶ " ۳۱: نماز تہجد کے لئے بیدار کرنا
- ۷۶ " ۳۲: اُدھی رات مراقبہ کرنا
- ۷۷ " ۳۳: شاہ آباد کا ذکر
- ۷۷ " ۳۴: کرامت - توجہ مبارکہ کا اثر - خیردار عبدالرحمن پر توجہ
- ۷۸ " ۳۵: راجہ گلاب خان صاحب پر نظر کرم
- ۷۸ " ۳۶: ایک فاحشہ عورت کی اصلاح
- ۸۰ " ۳۷: عینک کا بدلہ
- ۸۰ " ۳۸: ایک درزی کا صلہ
- ۸۰ " ۳۹: رزق حلال اور رزق حرام
- ۸۱ " ۴۰: خلاف مرضی نام سے بچہ بیمار ہو گیا نمبر ۱
- ۸۲ " ۴۱: خلاف مرضی نام سے بچہ بیمار ہو گیا نمبر ۲
- ۸۲ " ۴۲: جنّات سے خلاصی
- ۸۲ " ۴۳: عاقبت بخیر ہونے کی خوشخبری -
- ۸۲ " ۴۴: غیر حسی امور کا ادراک: جھوٹ کا دھواں
- ۸۲ " ۴۵: نماز کا نور
- ۸۲ " ۴۶: بے گناہ کو مارنے کی سزا
- ۸۵ " ۴۷: رعب اور ویدہ: ہندوؤں کے چیلنج کا جواب
- ۸۶ " ۴۸: رحمت کی بارش: فحط سالی میں بارش کی دعا

- ۸۶ مقدمات میں دستگیری : کرامت ۴۹ : جائیداد میں لڑکیوں کا حصہ
- ۸۷ رزق میں برکت : ۵۰ : کھانا زیادہ ہو گیا
- ۸۷ ۵۱ : دودھ کم مکھن زیادہ
- ۸۸ ۵۲ : چپوں کے کھیت میں برکت
- ۸۹ ۵۳ : فصل میں دائمی برکت
- ۹۰ بادل کا سایہ کرامت : ۵۴ : آپ کا ذکر باعث رحمت
- ۹۰ { تصرف باطنی : ۵۵ : ماسٹر محمد شفیع صاحب کی
- آپ بیٹی
- ۹۲ تصرف ظاہری : ۵۶ : نماز کے لئے گاڑی روک لینا
- ۹۲ ۵۷ : گاڑی ٹھہرانے کا ایک اور واقعہ
- ۹۲ ۵۸ : بے مشقت روزی کا انتظام
- ۹۵ کرامات بعدِصال : ۵۹ : مقدمہ سے رہائی
- ۹۶ ۶۰ : بابو بنیاد کی فریاد رسی
- ۹۶ ۶۱ : ولادت فرزند کا مرثدہ
- ۹۶ ۶۲ : موزہ صندوق سے گرنے کی خبر
- ۹۷ ۶۳ : معرور شرابی پہلوان کا انجام
- ۹۷ ۶۴ : زندہ و پائیدہ
- ۹۸ ۶۵ : نوری مشعلیں
- ۹۸ ۶۶ : قرین مشککشائی

باب سوم - ارشادات عالیہ

عقائد : ۱ - وجود باری تعالیٰ

- ۱۰۱ - ۲- توحید و رسالت
- ۱۰۳ - ۳- افضل الرسل
- ۱۰۳ - ۴- برزخ کبریٰ
- ۱۰۵ - ۵- احمد و محمد صلی اللہ علیہ وسلم
- ۱۰۶ - ۶- قریبے سایہ
- ۱۰۶ - ۷- رب محمد (جل و علا و صلے اللہ علیہ وسلم)
- ۱۰۷ - ۸- آیتہ جمال حق
- ۱۰۸ - ۹- حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم
- ۱۰۹ - ۱۰- بارہ وفات کہنا بے ادبی ہے
- ۱۰۹ - ۱۱- لوز محمدی صلی اللہ علیہ وسلم
- ۱۰۹ - ۱۲- قول بشریت میں ایک نکتہ
- ۱۱۰ - ۱۳- روضہ مقدسہ عرش اعظم سے افضل ہے
- ۱۱۲ - ۱۴- عالم ما کان وما یكون
- ۱۱۲ - ۱۵- امی لقب
- ۱۱۳ - ۱۶- خاتم النبیین
- ۱۱۳ - ۱۷- ولایت پر ثبوت ہے
- ۱۱۵ - ۱۸- عصمت انبیاء علیہم السلام
- ۱۱۵ - ۱۹- صحابی کا درجہ
- ۱۱۶ - ۲۰- یرید یلید
- ۱۱۷ - ۱- فضیلت وضو
- ۱۱۸ - ۲- وسعت رزق اور کثرت رزق

- ۱۱۸ -۳- اہمیت و ضویر ایک عجیب مثال
- ۱۱۹ -۴- نماز
- ۱۲۰ -۵- ایمان کی اصل
- ۱۲۰ -۶- احتیاط النظر
- ۱۲۰ -۷- زکوٰۃ
- ۱۲۱ -۸- حج
- ۱۲۱ -۹- روزہ
- ۱۲۲ -۱۰- اتباع سنت
- ۱۲۳ -۱۱- عفت نظر
- ۱۲۴ -۱- ضرورت شیخ تصوف :
- ۱۲۶ -۲- تصور شیخ
- ۱۲۷ -۳- آداب شیخ
- ۱۲۹ -۴- صحبت صالح
- ۱۲۹ -۵- ایک انتباہ
- ۱۳۰ -۶- صحبت طالح
- ۱۳۲ -۷- ذکر
- ۱۳۲ -۸- ذکر اور عشق
- ۱۳۲ -۹- توبہ استغفار
- ۱۳۲ -۱۰- توکل
- ۱۳۲ -۱۱- صبر، رضا، شکر
- ۱۳۵ -۱۲- دین اور دنیا

- ۱۳۶ - ایک نفیس نکتہ
- ۱۳۷ - فقر
- ۱۳۸ - حال اور مقام
- ۱۳۹ - مجاہدہ اور مشاہدہ
- ۱۴۰ - قہر و لطف
- ۱۴۱ - فنا و بقا
- ۱۴۲ - استقامت
- ۱۴۳ - خدمت خلق
- ۱۴۴ - متفرقات : ۱ - اپنی مدد آپ
- ۱۴۵ - ۲ - رہ تَقْنَطُوا
- ۱۴۶ - ۳ - خودکشی
- ۱۴۷ - ۴ - کیمیاگری
- ۱۴۸ - ۵ - تمباکو نوشی
- ۱۴۹ - ۶ - بڑوں کا ادب
- ۱۵۰ - ۷ - لڑکیوں کی پرورش
- ۱۵۱ - ۸ - اتفاق میں برکت ہے
- ۱۵۲ - ۹ - اکل حلال اور صدق مقال

باب چہارم - مکتوبات شریفہ

۱۵۳ بنام راجہ گلاب خاں صاحب :

۱۵۴ مکتوب ۱ : از عدن ذکر سفر حج

بنام قاضی حفیظ الدین صاحب روہتکی :

۱۵۴ مکتوب ۲ : از مکہ مکرمہ - ذکر سفر حج خدمت خلق اور استقامت کی تلقین

۱۵۵ " ۳ : اعلیٰ حضرت قبلہ عالم علی پوری کی محبت کا اظہار۔

۱۵۶ " ۴ : الحب لله والبعض لله۔

بنام قاضی حفیظ الدین صاحب و دیگر ارادتمندان

۱۵۶ مکتوب ۵ : ذکر و فکر تہجد اور سپر بھائیوں کے مل بیٹھنے میں خوبی

بنام قاضی حفیظ الدین صاحب :

مکتوب ۶ : مریدین کی تربیت : علیگرہ یونیورسٹی کے لئے فراہمی شدہ

کی تاکید

۱۵۸

بنام قاضی حفیظ الدین صاحب و سعید علی صاحب

مکتوب ۷ : سپر بھائیوں کی خدمت کا العام - اللہ تعالیٰ اغیور ہے حضور

قبلہ عالم قدس سرہ کا سفر بنگلور بمبئی

۱۵۸

بنام قاضی حفیظ الدین صاحب :

۱۵۹ مکتوب ۸ : نماز پڑھنے میں رکاوٹ ہو تو ملازمت چھوڑ دو۔

۱۵۹ مکتوب ۹ : انجمن اسلامیہ فیروز پور کے سالانہ جلسہ میں شمولیت

۱۶۰ " ۱۰ : چشتی سلسلہ کے ایک بزرگ کا علی پور شریف جانا

۱۶۰ " ۱۱ : ماسٹر نذیر احمد اور ان کی اہلیہ کا تعزیت نامہ

۱۶۲ " ۱۲ : فتنہ ارتداد انجمن خدام الصوفیہ کے کارناموں کی روپراد

کا تذکرہ

" ۱۳ - پروگرام سفر زیارات مقدسہ دہلی - علی پور شریف ، لاہور

سر سید شریف

۱۶۳

بنام قاضی حفیظ الدین صاحب و مولانا عبد المجید خان صاحب۔

مکتوب ۱۴ : حصار میں بھنگیوں کی کانفرنس اور آریوں کے خلاف تبلیغ
اسلام کا اہتمام

۱۶۴

بنام شیخ فضل الہی صاحب نائب تحصیلدار

مکتوب ۱۵ : حاضری جلسہ علی پور شریف، چنڈہ یونیورسٹی۔ نیک کاموں
اور وقت کی قدر کرنے کی ترغیب

۱۶۵

بنام مختار علی صاحب پوسٹ مین :

مکتوب ۱۶ : نیک لوگوں کی صحبت، ادب اور فرمانبرداری کی تلقین

۱۶۶

بنام مولوی محمد یوسف خاں صاحب بہادر گڑھی

مکتوب ۱۷ : قنہ ارتداد کے خلاف مبلغین انجمن خدام الصوفیہ کے پہلے
 وفد کی روانگی۔

۱۶۸

مکتوب ۱۸ : تبلیغ دین کے لئے ڈھائی مہینے کی رخصت لینا

۱۶۸

مکتوب ۱۹ : دو ماہ کی مزید رخصت - "دل بیار دست بکار" کے اصول

۱۶۸

پر دین اور دنیا کے کام محنت سے کرنے کی تلقین

۱۶۹

مکتوب ۲۰ : پنجاب کے شمالی اور مشرقی اضلاع میں تبلیغ

مکتوب ۲۱ : مسلمانوں کو آریوں کے جلسہ میں شرکت سے منع کرنا اور

۱۷۰

اسکے مقابل اسلامی جلسے منعقد کرنے کی ہدایت

مکتوب ۲۲ : اسلام کی فتح اور کفر کی شکست پر اظہار شکر۔ حضور قبلہ

۱۷۱

عالم قدس سرہ کا سفر جنوبی دکن علاقہ کورگ

۱۷۱

مکتوب ۲۳ : بروالہ سیداں (حصار) میں جلسہ معراج شریف

۱۷۲

مکتوب ۲۴ : رہتنگ میں طاعون کی وبا۔ سخت تباہی کا اندیشہ، رحم کی دعا

۱۷۲

مکتوب ۲۵ : علی پور شریف کی حاضری مبارک ہے۔ کسی کے منع کرنے
کی پروا نہیں

مکتوب ۲۶: پیران عظام کے بتائے ہوئے وظائف کافی ہیں۔ تصوف میں

۱۷۴ اصل اصول یکسوئی ہے اور یہ تصور شیخ سے نصیب ہوتی ہے

۱۷۵ مکتوب ۲۷: دیا کے زمانہ میں صبح و شام سورہ یسین شریف پڑھنے کی اجازت

۱۷۶ مکتوب ۲۸: سفر علی پور شریف

۱۷۷ مکتوب ۲۹: پیران عظام کے درباروں کی حاضری باعث برکت ہے

۱۷۸ مکتوب ۳۰: ختم خواجگان پڑھنے کا طریقہ

مکتوب ۳۱: وفات حضرت ستوار شاہ صاحب چوراہی۔ کشمیر میں فتنہ ارتداد

۱۷۹ اور حضور قبلہ عالم قدس سرہ کا وہاں تشریف لے جانا

مکتوب ۳۲: نقل مکتوب سیدی حضور سراج ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہ سلسلہ

۱۸۰ فتنہ ارتداد

مکتوب ۳۳: حافظ محمد سردار کا سفر حج۔ مدینہ منورہ کا راستہ۔ فتنہ ارتداد

۱۸۱ کا امدادی فنڈ

مکتوب ۳۴: حضرت پیر صادق علی شاہ صاحب کے وصال پر حضور قبلہ عالم

۱۸۱ قدس سرہ کا بے نظیر صبر و استقلال

مکتوب ۳۵: حضور قبلہ عالم قدس سرہ کا سفر اولہند و کشمیر حاجیوں

۱۸۲ کے قافلہ کی دلچسپی

۱۸۲ مکتوب ۳۶: ایک شخص مولوی ادیس نامی کا عبرت ناک قصہ (نیز مکتوب ۶۵)

۱۸۳ مکتوب ۳۷: اولیاء اللہ کو گستاخ اور منکروں کی کیا پرواہ

مکتوب ۳۸: حضور قبلہ عالم قدس سرہ کا سفر آگرہ۔ خدمت شیخ میں حاضری

۱۸۴ کی ترغیب۔

۱۸۵ مکتوب ۳۹: حضور قبلہ عالم قدس سرہ کے بعض تبلیغی دورے۔

مکتوب ۴۰: محبت شیخ - پیر و مرشد حضور سرکار علی پوری کے دیدار کی تمنا

اور ہجر میں بقراری -

۱۸۵

۴۱ تا ۴۳: فتنہ ارتداد میں حضور قبلہ عالم قدس سرہ کے رکاب

سعادت میں آگرہ، بریلی، مراد آباد وغیرہ کے تبلیغی دورے

اعلیٰ حضرت حضور قبلہ عالم شہنشاہ علی پوری کے پرشکوہ خیر مقدم

کے دلکش مناظر

۱۸۵ تا ۱۸۷

۴۴: فقیر محبت کا بھوکا ہوتا ہے اور فقر کے معنی یہ ہیں -

۱۸۷

۴۵: اعلیٰ حضرت حضور قبلہ عالم قدس سرہ کا ذکر فکر مراقبہ سحر خیزی

اتباع شریعت کی تاکید فرمانا - مدرسہ نقشبندیہ - علی پور شریف کے

نادار طلبہ کی خدمت کی ترغیب

۱۸۷

۴۶: یاران طریقت جگر کے ٹکڑے ہیں - ختم شریف والدہ ماجدہ

حضور قبلہ عالم قدس سرہ - روز قیامت فہرست یاراں در بغل

۱۸۹

۴۷: علی پور شریف میں انوار قرآنی کی بارش - نیز آپ کے صاحبزادے

کا قرآن پاک سنانا

۱۹۰

۴۸: دعوت ختم قرآن پاک - خدمت والدہ کی تلقین

۱۹۱

۴۹: تصوف کے اچھے نہایت اہم سبق

۱۹۱

۵۰: حضور قبلہ عالم قدس سرہ کا بلوچستان - بمبئی - حیدر آباد دکن

تشریف لے جانا - والدہ کی فرماں برداری کی ہدایت - اخبار

۱۹۳

زمیندار کا بائیکاٹ

۱۹۵

۵۱: قرارداد دربارہ مقاطعہ اخبار زمیندار

۱۹۶

۵۲: محنت اور دیانت سے کام کرنے کی ہدایت

مکتوب ۵۳: تبلیغ دین میں حضور قبیلہ عالم سرکار علی پوری کی سعی تبلیغ

اور بے پناہ جانفشانی

۱۹۶

۱۹۷

۵۴: تعزیت نامہ

۱۹۸

۵۵: جمعۃ الوداع جامع مسجد دہلی میں

۱۹۸

۵۶: حج میں مجالس و عظ

۵۷: شمس الملت حضرت پیر سید نور حسین شاہ صاحب مدظلہم

العالی کا تبلیغی دورہ۔ آپ کے صاحبزادہ صاحب کا امتحان انٹرنس

۱۹۹

پاس کرنا

۵۸: ذکر و مراقبہ۔ درود شریف سحر خیزی کی ہدایت نیز نماز

۲۰۰

باجماعت کی تشویق

۵۹: تبلیغی دورے کے اشتهار چھپوانا۔ ایک باقاعدہ تبلیغی تنظیم

۶۰: آپ کے صاحبزادہ صاحب کا میڈیکل سکول امرتسر میں داخلہ

۲۰۱

یتیم بچوں کی پرورش کا خیال

۶۱: نماز باجماعت پڑھنے اور سب کام مل جل کر کرنے کی ہدایت

۶۲: ذات باری تعالیٰ پر بھروسہ کرنے اور پیران عظام کے

۲۰۲

ارشادات پر عمل کرنے کی تلقین۔

۶۳: میر سعید اللہ صاحب کا انتقال۔ ختم خواجگان پڑھنا با

برکت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد سچے مسلمان

۲۰۳

کے دل کا سہارا ہے۔

۶۴: ایک خواب کی تعبیر۔ صاحبزادہ صاحب کا ہسٹل میں قرآن پاک

سنانا۔ بزرگوں کی نیاز سے برکت حاصل کرنا۔ تبرک حضرت شاہ کمال

۲۰۴

قصور رحمت اللہ علیہ

- مکتوب ۶۵ : مولوی ادریس کا عبرت ناک انجام دینے (مکتوب ۳۶) - حضور
 قبلہ عالم قدس سرہ کے حلم کا ایک عظیم واقعہ - نیز جماعت کے
 لئے "قدامة الصلوة" سنکر کھڑے ہونا۔
 ۲۰۶ مکتوب ۶۶ : نماز دین کا ستون ہے - جھوٹ اور دیگر گناہ کبیرہ شیطان
 کا توپ خانہ ہیں۔
 ۲۰۸ بنام منشی محمد افضل خاں صاحب گوریالوی حال دیپالپوری
 مکتوب ۶۷ : امتحان میں کامیابی پر مبارک باد - اخروی امتحان کیلئے دعا
 ۲۰۹ مکتوب ۶۸ : تبلیغی دورے کا پروگرام
 ۲۰۹ " ۶۹ : بعض فقہی مسائل - ذکر کثیر درود شریف اور تھتور شیخ
 ۲۱۰ " ۷۰ : رونے کی فضیلت اور سنسنے کی ہزمت
 ۲۱۱ " ۷۱ : شادی کی مبارک - حضور قبلہ عالم قدس سرہ کا عزم التردد
 ۲۱۲ جانندھر
 بنام صوفی میاں محمد ابراہیم صاحب قصوری -
 مکتوب ۷۲ : مزاج پرسی - "اولیاء اللہ ایک نور ہیں جن سے مخلوق میں نور
 پھیلتا ہے۔
 ۲۱۲ بنام حافظ غلام حسین صاحب قصوری
 مکتوب ۷۳ : میاں محمد ابراہیم صاحب کی خیریت طلبی
 ۲۱۳ بنام مرزا عبدالرب صاحب سیشن جج
 مکتوب ۷۴ : روزہ سے متعلق بعض نکات عزیز
 ۲۱۳ بنام ملک فتح خاں صاحب نون رحبرار کو اپریٹو سیوسائٹرز
 مکتوب ۷۵ : عالم اسباب سے نظر کا مرفع ہو جانا اصل مقصود ہے۔
 ۲۱۵

دو اسے زیادہ دعا پر یقین ہونا چاہیے۔ امیرانہ زندگی کے مقابلہ
میں درمیانہ زندگی ہی اچھی ہے

پیام مولانا عبد المجید انصاحب تھجری بمقام علی پور شریف

مکتوب ۷۶ : مزاج پرسی ملازمان آستانہ عالیہ اعلیٰ حضرت حضور شہنشاہ

علی پوری قدس سرہ

۲۱۷

مکتوب الیہ نامعلوم

مکتوب ۷۷ : استقامت فتح باب کا باعث ہے۔ تنگی کے ساتھ فراخی ہے

تسلیم و رضا کا سبق

۲۱۸

پیام سعید ازل ماسٹر فضل حسین صاحب کلا نوری

مکتوب ۷۸ : صبر و شکر کی تلقین۔ اس مکتوب شریف کے پڑھنے سے

الظہینان قلب نصیب ہوتا ہے۔

۲۱۸

۷۹ : اللہ تعالیٰ کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں۔ گھبراہٹ کے

۲۲۰

وقت یہ مکتوب شریف بھی پڑھنے کی ہدایت

۸۰ : مکتوب الیہ کو ولادت فرزند پر مبارکباد اور اس کا نام رکھنا

۲۲۱

۸۱ : سلوک سفر ہے اور سفر کبھی پریشانی سے خالی نہیں ہوتا

۲۲۲

۸۲ : عبادات کے ساتھ فرائض منصبی بھی باقاعدگی سے ادا کرنے،

۲۲۳

اخراجات میں میانہ روی اور والدہ کی فرمانبرداری کی تلقین

۸۳ : سب حول اور قوۃ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے (برے کاموں سے

۲۲۴

بچانا اور نیکیوں کی توفیق دینا اسی کی طرف سے ہے)

۲۲۴

۸۴ : صبر و تحمل کی تلقین۔ ہر کام تقدیر سے اپنے وقت پر ہو جاتا ہے

۲۲۵

۸۵ : سلسلہ نقشبندیہ کی بنیاد یاران سلسلہ کی یاد پر ہے خلوت پر نہیں

۲۲۵ مکتوب ۸۶ : انسان کو راضی برضا رہنا چاہئے۔ ایک تیترا اور پتھر سے کافقہ

۲۲۶ " ۸۷ : "اولی الامر" سے مراد پیران عظام ہیں۔

بنام منشی ناطق علی صاحب کلانوری

مکتوب ۸۸ : جدائی صرف عالم ظاہر میں ہے عالم روحانی میں نہیں (روح

۲۲۷ کے لئے بعد نہیں)

بنام حضرت صاحبزادہ جناب حافظ نور احمد صاحب مدظلہم العالی

۲۲۸ مکتوب ۸۹ : اختلاف احوال

۲۲۹ " ۹۰ : خدمت خلق کی تلقین کا ایک خوبصورت پیرایہ۔

۲۳۰ " ۹۱ : کالج کے ماحول میں قرآن شریف سنانے پر اظہار خوشنودی

۲۳۱ " ۹۲ : توکل کا صحیح اسلامی مفہوم اور مسند جبر و قدر کا نہایت عمدہ حل

بنام رانا شیر جنگ خاں صاحب بی۔ اے (علیگ)

۲۳۲ مکتوب ۹۳ : تصور شیخ پر گرانقدر اشارے

۲۳۳ " ۹۴ : صحبت صالحین کی برکات - شریعت، طریقت اور حقیقت

۲۳۴ کی نفیس توصیحات

۲۳۵ " ۹۵ : معیت صادقین اختیار کرنے کا حکم - تصور شیخ کی اہمیت

۲۳۶ پر مزید روشنی

بنام میر ہدایت اللہ صاحب پروفیسر میڈیکل سکول امرتسر (انگریزی ترجمہ)

۲۳۷ مکتوب ۹۶ : شب قدر کے بارے میں ایک عجیب انکشاف

۲۳۸ " ۹۷ : ذکر - محبوب کی مسلسل اور غیر ارادی یاد کا نام ہے - ذکر

کے دو درجے - قبل مشاہدہ، بعد از مشاہدہ - نیز آپ پر حقیقت

۲۳۹ ذکر کا منکشف ہو جانا۔

مکتوب ۹۸ : روحانی بچہ - ولادتِ ثانیہ - اسلام میں رہبانیت نہیں

انسان آرام پسند ہے - دین اور دنیا دونوں بوجھ ایک ساتھ

اٹھانا پسند نہیں کرتا - صحیح طریقہ - قبض اور بسط - دونوں

لازم -

۲۴۱

مکتوب ۹۹ : روحانی رہبانیت اور جسمانی رہبانیت - از دروں شو آشنا

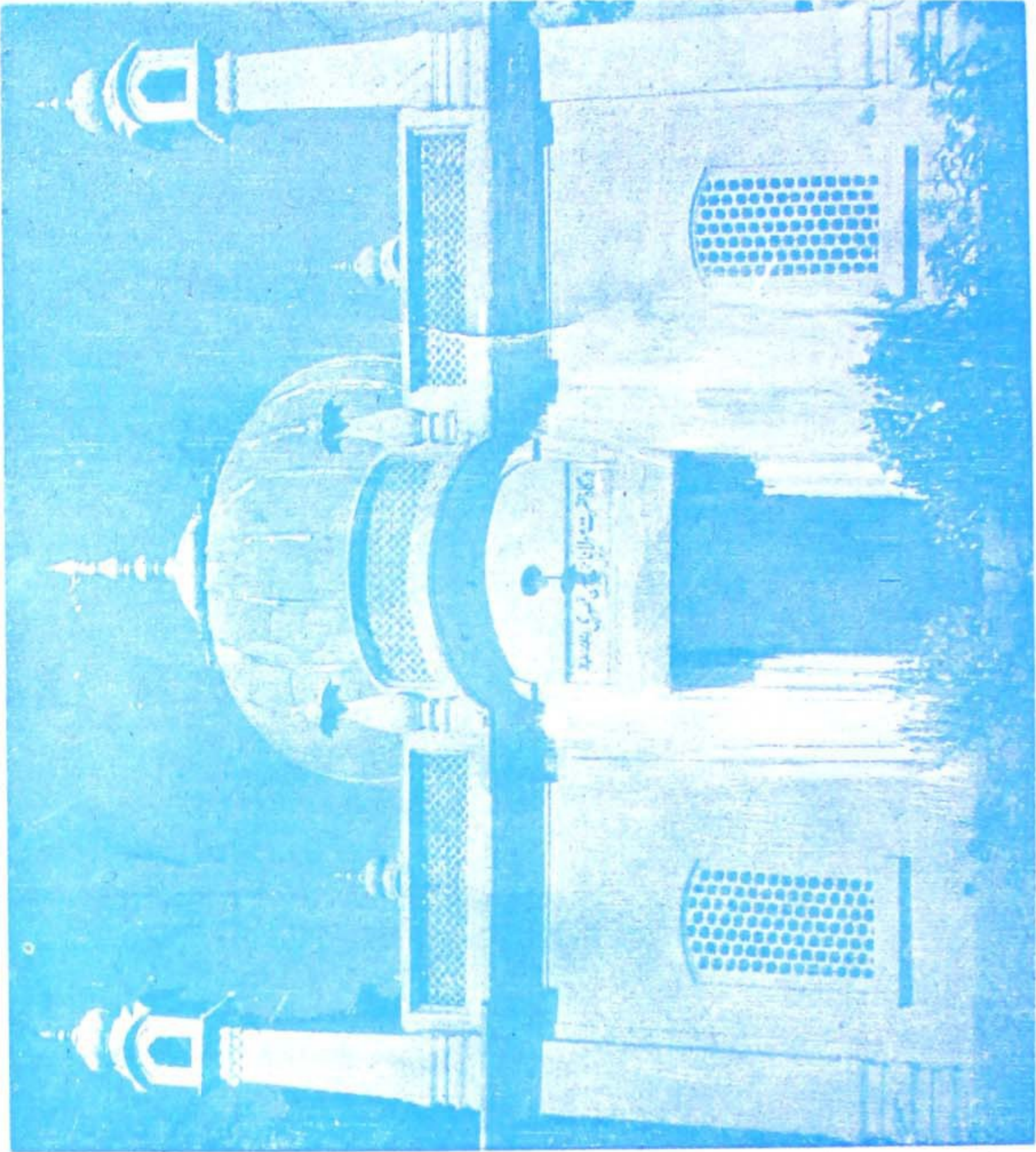
وز بروں بیکانہوش - جو محبت خود عرضی پر مبنی ہو وہ حقیقت

میں محبت ہے ہی نہیں -

۲۴۲

سلسلہ عالیہ کا منظوم شجرہ شریف -

۲۴۶



گنبد مبارک مزار حضرت مولانا محمد حسین قصبی رحمت اللہ علیہ واقع ہے۔ لی روڈ سکریٹل



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فَتْحُ بَابِ

صوفیائے کرام اولیائے عظام "جلسار اللہ" کے تاج سے سرفراز اور "لائشقی جلیسہم" کے اعزاز سے ممتاز ہیں۔ اہل بصیرت کا اتفاق ہے کہ جو شخص خداوند قدوس کی ہمنشینی کا خواہاں ہو، وہ حضرات صالحین کی ملازمت اختیار کرے۔ ان کی خدمت میں رہنے والا بد بخت نہیں رہتا۔ اس طائفہ و علیہ کی محبت اکسیر عظم ہے اور اس کے باعث محرب صادق زمرہ لایحزنون میں شریک ہو جاتا ہے۔ جمال ہمنشیں کی اثر آفرینی مسلمات سے ہے، مہکتے پھولوں کا قرب "گل چہیز" کو مشک و عنبر بنا دیتا ہے۔ اسی طرح حضرات کاملین کے پاکیزہ عقائد و اعمال اور پسندیدہ اخلاق و آداب سے سالک کے قلب و نظر منور ہو جاتے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ نے اپنے کمال لطف و کرم سے ہمیں معیت صادقین کو لازم کر پڑنے کا حکم دیا حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ارباب جمعیت حضرات صوفیہ کی صحبت تمام سعادتوں کی ضامن ہے۔ اس سے آدمی صحیح معنوں میں انسان بن جاتا ہے۔ اسی لیے یقیناً خاصان حق کی ہمنشینی کبریت احمر ہے اور کیمیائے سعادت سے

انچہ زرمی شود از پر تو آن قلب سیاہ
کیمیائست کہ در صحبت درویشانیست

اور جب ان حضرات صالحین کی ظاہری صحبت میسر نہ ہو تو ان کے حالات و حکایات کا مطالعہ بھی دل کی سیاہی دور کرنے میں وہی تاثیر رکھتا ہے بلکہ یہ بھی ایک طرح کی صحبت ہی ہے

زنتھا عشق از دیدار خیزد
بساکیں دولت از گفتار خیزد

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، پیران عظام کے حالات سنکر مریدوں کے دل مضبوط ہو جاتے ہیں، اور انہیں مصیبتوں پر صبر کرنا آسان ہو جاتا ہے اخبار الاخبار میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صالحین کے اخبار آثار پڑھنے سننے کے بیشتر فائدے ہیں ایک تو یہ کہ ان حضرات کا کردار طالب کے لیے مشعل راہ کا کام دیتا ہے۔ گویا اس طرح وہ ان کے نقش قدم پر چل کر معاشرہ کا ایک مفید فرد بن سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ جب بندہ ان معظمین کو اس دنیا میں نیکی سے یاد کرتا ہے تو وہ اسے اس عالم میں دعائے خیر سے یاد فرماتے ہیں اور اسے اپنی روحانی توجہ اور برکتوں سے مالا مال کر دیتے ہیں۔ جہاں ان پاک مستیوں کا ذکر ہو وہاں رحمت الہی نازل ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ شروع سے آج تک سلف صالحین کے تذکرے مرتب ہوتے چلے آئے ہیں۔ امام ابوالفتح اسم قشیری کا الرسالة القشیریہ، حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی کشف المحجوب، حضرت فرید الدین عطار کا تذکرۃ الاولیاء، حضرت مولانا عبدالرحمن جامی کی نفحات الانس وغیرہ ایسے ہی حقیقی گنجائے گراں مایہ ہیں۔

یہ کتاب بھی ایک بلند پایہ صوفی اور ولی کامل حضرت مولانا مولوی محمد حسین صاحب قصوری بی۔ اے۔ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ ہے، جس میں آپ کی سیرت کرامات ارشادات اور مکتوبات کو پیش کیا گیا ہے، اس کے اخذ و جمع کا کام ۱۹۶۵ء کے اوائل میں شروع ہوا، اور چار سال کے عرصہ میں اب ۱۹۶۸ء کے اواخر میں تکمیل کو پہنچا۔

”خزینۃ فیض قصوری“ اس کا تاریخی نام بحمد اللہ اسم بامسمیٰ ہے بلاشبہ یہ کتاب حضرت قبلہ کے فیوض و برکات کا ایک شیریں چشمہ اور بیش بہا خزانہ ہے۔

86447

قبل ازیں حضرت قبلہ کے وصال کے فوراً بعد آج سے تقریباً چالیس سال پہلے
آپ کے خاص الخاص مرید اور خلیفہ مجاز مولانا عبد المجید خان صاحب جھجھری رحمۃ اللہ
علیہ نے آپ کے حالات و ملفوظات کا ایک بابرکت مجموعہ "تھیاء الکملات" کے
نام سے شائع کرایا تھا۔ اس میں لکھا تھا :

"آپ کا طرز عمل رفتار گفتار سیرت اخلاق سب سبق آموز ہیں۔ اس لیے
بطور یادگار اپنے محبت والے بھائیوں کے لیے اپنا سترہ سالہ مشاہدہ پیش
کرتا ہوں؟

اور فرمایا :

"ارباب محبت ان الفاظ میں ایک نور روحانیت پائیں گے جو مردہ دلوں
کے لیے حیات بخش ہے۔"

اسی اساس پر مولانا محمد اویس خاں صاحب گوڑیا نوری نے پنج گنج علی پوری میں آپ کے
احوال درج کئے، اب قصور اور علی پور شریف کے سالانہ جلسوں میں دور دراز سے حاضر
ہونے والے یارانِ طریقت سے معلومات فراہم کی گئیں۔ اب بھی سینکڑوں نہیں ہزاروں
ایسے خوش قسمت لوگ موجود ہیں جنہوں نے حضرت کی زیارت کی اور صحبت پائی اور آپ کے
بہت سے خود نوشت قلمی خطوط دستیاب ہو گئے، غرض اس کتاب کی تیاری میں
حتی الوسع ان سب منابع اور ماخذ سے استفادہ کیا گیا ہے۔

لیکن آخر میں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ جس طرح مولانا عبد المجید خان صاحب نے تھیاء
الکملات کی تدوین کے بعد مولانا محمد اویس خاں صاحب کو لکھا تھا کہ اگرچہ کتاب تو مکمل ہو گئی
مگر افسوس آپ کی شانِ جوں کی توں مخفی ہی رہی۔ ایک ذرہ اس آفتابِ ولایت کے حسن
نہاں کا انشکار نہ ہوا۔ اسی اعترافِ مخمض کے ساتھ یہ ارمغانِ ہدیہ یارانِ ہے اور بھلا
ان کے فضائل و کمالات کا احاطہ کون کر سکے، جن کے بارے میں قطبِ عالم غوثِ اعظم

اعلیٰ حضرت امیر ملت الحاج حافظ پیر سید جماعت علیشاہ صاحب محدث علی پوری قدس سرہ العزیز
 جیسے عظیم المرتبت پیر روشن ضمیر ہزاروں کے اجتماع میں علی الاعلان پکاریں :
 ”میں بروز جمعہ مولوی صاحب کا ہاتھ پکڑ کر اللہ تعالیٰ کے
 روبرو پیش کروں گا۔ یہ تیرا بندہ ہے اور بس میری یہی ایک
 کمائی ہے جس کو تیری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں۔“

طیاعت کے سلسلہ میں جو کاوش صوفی ظہیر الدین صاحب اظہر جماعتی
 (ساکن قلعہ گوجہ سنگھ لاہور) برادر خورہ و حاجی امام الدین صاحب دہلوی نے فرمائی۔ اس کا
 اظہار نہ کرنا ناشکری ہوگی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

منشاد علی

نخزینہ فیض قصوری

باب اول

سیرت طیبہ

سیرتِ طیبہ

- * حالاتِ زندگی
- * معجزات
- * اخلاقِ حمیدہ
- * تبلیغی کارنامے

باب اول — سیرت طیبہ



۱۔ نام و نسب

ہمارے مددگار حضرت قبلہ الحاج مولانا مولوی محمد حسین صاحب بی۔اے رحمۃ اللہ علیہ آج سے سو سال پہلے ۲۱ اکتوبر ۱۸۶۸ء کو بمقام قصور ضلع لاہور پیدا ہوئے۔ آپ کے اجداد و امجاد میں سے میاں نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نواحی موضع مرال سے شہر قصور میں آئے۔ آپ کا خاندان زہد و ریاضت میں ضرب المثل تھا۔ میاں نور محمد صاحب کے صاحبزادے میاں احمد دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مفتی شہر تھے۔ آپ نے کوچہ جھگیاں میں ایک مسجد تعمیر کروائی، جو آج تک مسجد میاں احمد مرالی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ دونوں بزرگ قصور کے معروف صوفی شاعر حضرت بلھے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے احاطہ میں دفن ہیں۔

میاں احمد دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے میاں غلام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہوئے جو ہمارے حضرت قبلہ کے والد بزرگوار تھے۔ آپ اپنے وقت میں استاد زمانہ تھے اور امرتسر میں فارسی کی تعلیم دیا کرتے۔ آنجناب نے ۱۸۸۸ء میں رحلت فرمائی۔

حضرت قبلہ کے والدین کو اپنے فرض کا پورا پورا احساس تھا۔ وہ جانتے تھے کہ بچے کی نشوونما میں گھر کی تعلیم و تربیت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ گھر اولین مکتب ہے اور ماں باپ سب سے پہلے استاد۔ چنانچہ شروع سے ہی

آپ کی تربیت کا خاص خیال رکھا گیا۔ بالکل ابتدائی عمر میں ہی آپ نے ضروری عقائد و مسائل سیکھ لئے۔ آپ خود فرمایا کرتے۔ "ہیں یاد نہیں کہ ہم نے نماز کب یاد کی۔" آپ نے قرآن پاک صرف چھ مہینے میں ختم کر لیا۔

آپ کے والد بزرگوار نے آپ کی غور و پرداخت میں جس جانفشانی سے کام لیا وہ آنجناب کے اس قول سے عیاں ہے کہ :

"میں نے اپنا سارا دماغ ان کی تعلیم و تربیت میں خالی کر دیا، خدا تعالیٰ مجھے دوسرا بٹیا دیتا تو اس کے لئے ایک دماغ اور عطا فرماتا۔"

حضرت والد ماجد آپ کو اپنے ساتھ امرتسر لے گئے تھے، وہاں آپ کی باقاعدہ تعلیم شروع ہوئی۔ ابتدائی مراحل طے کر کے آپ نے ایف۔ اے کا امتحان دیا، تو پھر بزرگوار کا سایہ سر سے اٹھ گیا، چچا، تایا کا سایہ بھی نہ تھا۔ مگر آپ کی ہمت بلند تھی، آپ کسی قسم کی مشکلات کو خاطر میں نہ لاتے، تعلیم جاری رکھی اور سن ۱۸۹۱ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کر لی۔ پھر ایم۔ اے (فلسفہ) میں داخلہ لے لیا۔ لیکن بعض وجوہ کی بنا پر یہ سلسلہ ترک کرنا پڑا۔ آخر ایس۔ اے۔ وی کا امتحان پاس کر کے تدریس کا شغل اختیار کیا۔

جب آپ بی۔ اے کی تیاری کر رہے تھے تو ان ہی دنوں اعلیٰ حضرت امیر ملت حضور قبلہ عالم المحاج حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محمد علی پوری قدس سرہ العزیز چوہہ شریف سے شمع ہدایت لے کر سیدھے لاہور تشریف لائے حضور کے دست انور پر سب سے پہلے بیعت کا شرف آپ ہی کو حاصل ہوا، مولانا عبدالمجید خان صاحب تحیۃ الکمالہ میں لکھتے ہیں کہ شباب کا عالم بی۔ اے کا ناز، فلسفہ کا اثر، کون کون سے حجاب تھے جو مانع اکتساب فیض نہ تھے بلکہ حضور شہنشاہ علی پوری کی نظر کمیہ اثر ان واحد میں اپنا کام کر گئی۔

۴۔ خلافت | اعلیٰ حضرت امیر ملت قدس سرہ العزیز نے آپ کو خلعتِ خلافت سے سرفراز فرمایا، اور چوہہ شریف سے حضور بابا جی فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دستارِ خلافت عطا فرمائی۔ یہاں تک کہ حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ نے بھی روحانی طور پر آپ کی خلافت پر مہر تصدیق ثبت فرمائی۔ تجلیۃ الکمالۃ میں ہے، کہ ایک دفعہ آپ سرہند شریف حاضر ہوئے، جب وضو کر کے روضہ پاک میں داخل ہوئے تو واقعہ میں دیکھا کہ حضرت مجدد صاحب صدر نشین ہیں اور اردگرد آپ کے خلفائے کبار کا حلقہ ہے۔ آپ کو دیکھتے ہی مجدد صاحب نے فرمایا۔ "ہذا من خلفائی" یعنی یہ بھی ہمارے خلفاء میں شامل ہیں۔

۵۔ سندِ خلافت | آپ کا روحانی سلسلہ بصراحت ذیل تینتیس واسطوں سے حضور ^{۳۳} سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے :-

حضور سرور کائنات فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۳۳۔ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۲۔ سیدنا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۱۔ سیدنا حضرت امام قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۰۔ سیدنا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۹۔ سیدنا حضرت خواجہ بانزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

۲۸۔ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۷۔ حضرت خواجہ بوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ

۲۶۔ حضرت خواجہ ابویوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۔ حضرت خواجہ عبدالخالق عجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۔ حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ

- ۲۳ - حضرت خواجہ محمود فغنوی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۲ - حضرت خواجہ عزیزان علی رامتینی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۱ - حضرت خواجہ بابا ساسی رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۰ - حضرت خواجہ میر کلال رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۹ - خواجہ خواجگان حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۸ - حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۷ - حضرت خواجہ یعقوب چرنخی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۶ - حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۵ - حضرت خواجہ محمد زاہد پارسا رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۴ - حضرت خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۳ - حضرت خواجہ محمد مقتدی اکنکی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۲ - حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۱ - حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۰ - حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ
- ۹ - حضرت خواجہ محمد حجۃ اللہ نقشبند ثانی رحمۃ اللہ علیہ
- ۸ - حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ
- ۷ - حضرت خواجہ قطب الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ
- ۶ - حضرت حافظ جمال اللہ رامپوری رحمۃ اللہ علیہ
- ۵ - حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ
- ۴ - حضرت بابا فیض اللہ تیراہی رحمۃ اللہ علیہ
- ۳ - حضرت بابا نور محمد صاحب تیراہی چوراہی رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حضرت بابا جی فقیر محمد صاحب چوراہی رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ اعلیٰ حضرت امیر ملت قبلہ عالم الحاج الحافظ سید جماعت علی شاہ علی پوری قدس سرہ

☆ حضرت قبلہ الحاج مولانا مولوی محمد حسین قصوری رحمۃ اللہ علیہ

(سلسلہ کا منقولہ شجرہ کتاب ہذا میں درج ہے)

۴۔ مشعلہ نذیریں | تحصیلات سے فارغ ہو کر آپ ایک معلم کی حیثیت سے خدمتِ خلق میں مشغول ہو گئے۔ شروع میں دو سال ڈیرہ غازی خاں رہے۔ پھر قصور کا تبادلہ ہو گیا، اور یہاں ٹائی سکول میں تقریباً دس سال تک بطور سیکنڈ ماسٹر اپنے فرائض منصبی انجام دیتے رہے۔ آپ کے نتائج نہایت ہی شان دار ہوتے تھے اور یہ امر آپ کی اعلیٰ قابلیت اور کامل فرض شناسی کا ایک روشن ثبوت ہے۔ نیز کچھ عرصہ آپ ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز بھی رہے (تحیۃ الکملۃ ص ۱۴)

۷۔ شادی خانہ آبادی | آپ کو ڈیرہ غازی خاں میں ایک سال ہی ہوا تھا کہ آپ کی شادی ہو گئی۔ آپ کی زوجہ محترمہ قصور کے مشہور ٹیس میاں غلام فرید صاحب بمیل کی صاحبزادی تھیں۔ جو اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھیں، اور باوجود ناز و نعم میں پلنے کے نہایت صابرہ، شاکرہ اور عابدہ زاہدہ تھیں۔ مخدومی حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ میری والدہ ماجدہ مہمانوں کی آمد سے بہت خوش ہوتیں اور جتنے مہمان آتے، ہر ایک کے شکرانے میں دو دو نفل پڑھتیں۔ حضرت حافظ صاحب نے یہ بھی فرمایا، کہ جب ہم سوتے تو وہ مصلے پر ہوتی تھیں اور جب اٹھتے تب بھی انہیں مصلے پر ہی دیکھتے۔

۸۔ فراغت از محکمہ تعلیم | آپ اپنے شغل میں مصروف تھے کہ ایک متعصب ہندو انسپکٹر نے ثقل سماعت کی آڑ لے کر رپورٹ کر دی اور یوں آپ

کو ۲۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو محکمہ تعلیم سے فارغ کر دیا گیا،

۹۔ "پرور سرکار" | ملازمت سے سبکدوش ہو کر آپ اپنے پیرو مرشد کے اُستادانے پر

علی پور شریف حاضر ہوئے، تو حضور سرکار علی پوری نے فرمایا۔ ”مولوی صاحب! اب تو آپ برسرِ کار نہیں رہے؟“ آپ نے نہایت برحسبگی سے مؤدبانہ عرض کیا۔ ”حضور! برسرِ کار نہیں برسرِ کار تو ہوں۔“

۱۰۔ روہتک میں آمد | آپ نے ارادہ کر لیا تھا، کہ اب باقی زندگی شیخ کی خدمت میں گزار دیں گے۔ مگر پیر روشن ضمیر جانتے تھے کہ روزِ انزل

سے اہل ہریانہ کی ہدایت کا منصب آپ کے لیے مقدر ہو چکا ہے۔ اس لیے سرکار سے فرمان صادر ہوا: ”مولوی صاحب! آپ روہتک چلے جائیں۔“ پیر و مرشد کا ارشاد عالی پا کر آپ روہتک تشریف لائے اور حضرت حافظ انور علی صاحب کے مہمان ہوئے۔ اپنی دنوں ڈسٹرکٹ جج روہتک کی عدالت میں کلرک آف دی کورٹ کی ایک نئی اسامی لکھی۔ امیدوار زیادہ تھے اس لیے مقابلہ کا امتحان ہوا، اپنے میزبان کے مشورہ پر آپ بھی امتحان میں شریک ہوئے اور اول آئے۔ اس طرح ۱۱ جولائی ۱۹۰۳ء کو آپ کی تقرری ہو گئی اور کرنال تبادلہ ہونے تک تقریباً چودہ برس روہتک ہی قیام رہا۔ شروع کے چند سال قلعہ روہتک میں گزارے اور پھر مسجد ملامہ مصری کے قریب محلہ سلارہ میں قاضی حفیظ الدین صاحب کے مکان میں تشریف لے آئے۔

بلاشبہ یہ دور اہل روہتک کے لیے خصوصاً اور اہل ہریانہ کے لیے عموماً ایک سہزی دور تھا۔ شب و روز فیض کا دریا جاری رہتا۔ دن رات رحمت کی بارش ہوتی اور سب خاص و عام اس ابرِ کرم سے بلا امتیاز سیراب ہوتے۔

قلعہ میں قیام رہا تو مسجد شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ میں اکثر مجلسیں قائم ہوتیں، اور جب محلہ سلارہ کو مشرف فرمایا تو مسجد ملامہ مصری تبلیغ کا مرکز بن گئی۔ جب بھی موقع ملتا آپ نواحی دیہات کا دورہ فرماتے۔ لوگوں کو مسائل شرعی بتاتے۔ سماجی اور معاشرتی برائیوں کا انسداد فرماتے۔ بہت سے لوگ سلسلہ نقشبندیہ میں داخل ہوئے۔ آپ کی توجہ سے

کتنے ہی بے نماز تہجد گزار بن گئے، اور کتنے ہی بے عمل، بدکردار، نیک صالح اور پرہیزگار ہو گئے۔

۱۱۔ زیارت حرمین شریفین | قیام روہتک کے دوران ۱۹۰۹ء میں آپ کو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ رمضان شریف وہاں گزارا۔ مکہ مکرمہ سے

آپ نے قاضی حفیظ الدین صاحب کو لکھا: "اللہ تبارک و تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ حضرت قبلہ عالم بھی اب کے حج مبارک کے واسطے تشریف لارہے ہیں" (مکتوب ۷) ادھر یہ قصہ ہوا کہ حضرت قبلہ عالم سرکار علی پوری قدس سرہ قصور میں رونق افروز تھے کہ کسی لغت خوان نے ایک ولولہ انگیز شعر پڑھا۔ اسے سنتے ہی آپ نے وہیں سے حج کا ارادہ کر لیا اور قصور سے ہی سیدھے بندرگاہ بمبئی کو روانہ ہو گئے۔ راستہ میں روہتک پہنچے تو قاضی صاحب موصوف نے حضرت مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خط سنایا۔ خط سن کر حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے مسکرا کر فرمایا کہ ہم نے تو اب ارادہ کیا ہے مولوی صاحب کو پہلے ہی خبر ہو گئی!

اس مبارک سفر کی بعض روح پرور کیفیات مکتوبات ۷ اور ۳ میں ملاحظہ فرمائیے

۱۲۔ روہتک سے تبادلوں | ۲ فروری ۱۹۱۸ء کو روہتک سے آپ کا تبادلہ کرناں ہو گیا۔ ڈرائنگ ماسٹر غلام محمد صاحب کا بیان ہے

کہ جب آپ کرناں جانے لگے تو روہتک کے ریلوے سٹیشن پر بے پناہ ہجوم تھا۔ آپ کے گلے میں کثرت سے پھولوں کے ہار پڑے تھے۔ پار و انبیار زار و قطار رو رہے تھے اور آپ سب کو تسلی دے رہے تھے۔ اس موقع پر مولانا عبد المجید خان صاحب المتخلص بقصوری نے نہایت درد بھرے لہجے میں فراقیہ اشعار کہے جو بیخ گنج قصوری (ایڈیشن اول) کے صفحہ ۶۱ پر درج ہیں۔ ان میں سے چند اشعار ملاحظہ ہوں ۷

تو کہاں چھوڑ چلا دے بس جاناں مجھ کو!

اب تو آتا ہے نظر شہر بیاں مجھ کو

سینکڑوں میری طرح آپ کے دیوانے میں
ان کی وحشت نے کیا اور بھی حیراں مجھ کو
دل لیا درو دیا سودا تو یہ اچھا تھا،
ہجر کا پر نہ بتایا کوئی درماں مجھ کو

نام لیوا ہے تمہارا یہ قصوری آفتا!
بھول جانا نہ کہیں آپکے قرباں مجھ کو

۱۳۔ کرنال میں | روہتک سے کرنال تشریف لائے تو ڈسٹرکٹ اینڈ سشن جج کی عدالت
میں مترجم کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ یہاں بھی حسب معمول
خدمتِ خلق پیش نظر رہی۔ آپ کی توجہ مبارکہ سے ہزاروں بندگانِ خدا اسلامی سانچے میں
وہل کر صراطِ مستقیم پر گامزن ہو گئے۔

۱۴۔ پنشن | آپ نے ہریانہ والوں کی اصلاح اپنا نصب العین بنا لیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ
۱۹۲۶ء میں پنشن ہو جانے کے باوجود آپ اپنے وطن مالوہ قصور نہ گئے
بلکہ کرنال میں ہی اقامت کا ارادہ کر لیا۔ حتیٰ کہ یہیں آپ کا وصال ہوا۔

۱۵۔ وصال مبارک | فتنہ ارتداد کے زمانہ میں ایک دفعہ آپ نے اگرہ علی گڑھ وغیرہ کا
سفر اختیار کیا، تو راستہ میں درد قویخ شروع ہوا جو کچھ عرصہ بعد رفع ہو
گیا۔ تقریباً دو سال بعد عین عید الفطر کے دن عید گاہ میں ہی پھر اس درد کا ایک شدید دورہ
پڑا، اور آخر اسی سے ۳۱ شوال ۱۳۴۵ھ مطابق ۶ اپریل ۱۹۲۶ء بروز بدھ اس دار فنا
سے عالمِ بیت کا رخ فرمایا۔ اگلے دن ۴ شوال مطابق ۷ اپریل بروز جمعرات تدفین
ہوتی۔ اِنَّا لِلّٰہِ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

قرنہا باید کہ یک صاحب دلے پیدا شود

مولوی محمد شفیع صاحب لاہلی والے بیان کرتے ہیں کہ وصال شریف سے چند روز
قبل رمضان شریف میں حضرت قبلہ ہمارے گاؤں تشریف لائے اور دورانِ وعظ فرمایا
بھوٹے گھر کو گھر کہیں اور سانچے گھر کو گور ہم چالے گھر اپنے اور لوگ چائیں شور

آپ کی رحلت کے بعد ہماری آنکھ کھلی کہ آپ نے تو اپنے سفر آخرت کا پہلے ہی اشارہ کر دیا تھا!

شب وصال ایک عجیب واقعہ رونما ہوا۔ حججہ میں ایک پیر بھائی سعید خاں ہسپتال کے ملازم تھے ان کا بیان ہے

۱۶۔ ایک عجیب واقعہ

رات کے دو بجے کے قریب حضرت قبلہ نے مجھے آکر جگایا، پھر آپ آگے آگے اور میں پیچھے پیچھے مسجد میں پہنچے وہاں میں نے آپ کو پانی کا لوٹا دیا۔ آپ نے وضو فرمایا اور اندر تشریف لے گئے۔ میں باہر نکل پڑھتا رہا۔ صبح روشنی پھیلی تو میں نے ادھر ادھر حضرت قبلہ کو بہت تلاش کیا مگر بے سود۔ پھر میں دوڑا دوڑا مولانا عبد المجید خان صاحب کی خدمت میں گیا۔ انہوں نے بھی بہت جستجو کی مگر ناکام رہے۔ سوچتے ہی رہے کیا معاملہ ہے۔ اتنے میں کرنال سے نار آگیا تو عتدہ کھلا کہ آپ بروج مجسم تشریف لائے تھے۔

آپ کے وصال تشریف پر بڑے بڑے شاعروں نے تاریخی قطعے لکھے۔ مولانا غلام احمد حنظلہ امرتسری نے لکھا۔

۱۷۔ تاریخہائے وفات

چوں محمد حسین مولانا
روز چارم بد از مہ شوال!
بے گماں سالک طریقت بود
کلبِ اختر نوشت سال وصال
از پے آخرت کمر بست!
رشتہ زیں دار بے بقا بست
شاغل ذکر حق بحق پیوست
کو کب سالکان بخت رفت

۱۳۵۲۵

منشی عاشق علی خاں ناطق کلانوری نے لکھا:

ایں یادگارست ز سر و اردیں
ولی کامل و صاحبی و متقی
عزیز دل مرشد با کمال
محمد حسین عالم و پیشوا
خلیق و سخن صوفی با صفا
جماعت علیشاہ نور الہدی

بفرمود رحلت بدار بہت
محب خدا، عاشق مصطفیٰ

چہارم چوتاریخ شوال شد
جداکن سرایس ناطق بگو

۱۳۵۵ - ۱۰ = ۵۱۳۲۵

حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی لورج مزار پر کتہہ قطعہ پروفیسر حامد حسن صاحب قادری
کا نتیجہ مندرجہ ہے۔ اس میں قمری اور شمسی دونوں سال جمع ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

بجنت رفت مولانا قصوری	کہ عرفاں یافت زوانے و شانے
پئے سال و صاخش یافت در شعر	سنین ہجری و شمسی قرانے
فنائی اللہ و شیخ نیک باطن	فنائی اللہ و شیخ و مخدوم جہانے

۱۹۲۷ء

۵۱۳۲۵

۱۸۔ مزار پر الوار | آپ کا مرقہ مبارک کرناں میں ہی حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ
کے روضہ پاک کے قریب جرنیلی سڑک پر تعمیر ہوا۔ وصال شریف کے
فوراً بعد باران طرقت کی کوشش سے ایک چھوٹی چار دیواری جس میں سنگ مرمر کے چبوترے
پر سنگ مرمر کا ہی تعویذ اور کپڑہ تھا، بنائی گئی۔ اس کے علاوہ احاطہ کی ایک بڑی چار دیواری
سارے قبرستان کے اردگرد تیار ہوئی۔

پھر تقریباً بارہ سال بعد چھوٹی چار دیواری کو از سر نو اٹھایا گیا، اور اس پر ایک
گنبد دار عمارت تعمیر ہوئی، نیز شرقاً جنوباً ایک وسیع و عریض چبوترہ بنایا گیا۔

قیام پاکستان کے بعد ۱۹۶۴ء میں مخدومی حضرت حافظ صاحب پائلاٹ پریس دہلی
کے مالک حاجی امام الدین صاحب کی معیت میں مزار شریف پر حاضر ہوئے۔ چونکہ ۱۹۶۴ء
کے بعد عمارت کی مرمت اور صفائی وغیرہ نہ ہو سکی تھی۔ لہذا حاجی صاحب مدوح کی تحریک پر
ضروری مرمت اور سفیدی وغیرہ کرائی گئی۔ پھر خیال ہوا، کہ یہاں صفائی وغیرہ کا مستقل
انتظام ہونا چاہیے اور کوئی آدمی بطور خادم یا محافظ رکھا جائے۔ اس آدمی کے لیے

۱۰ لاج ہذا کا فوٹو شامل ہے۔ ۱۱ گنبد مزار کا فوٹو بھی شامل کتاب ہے۔

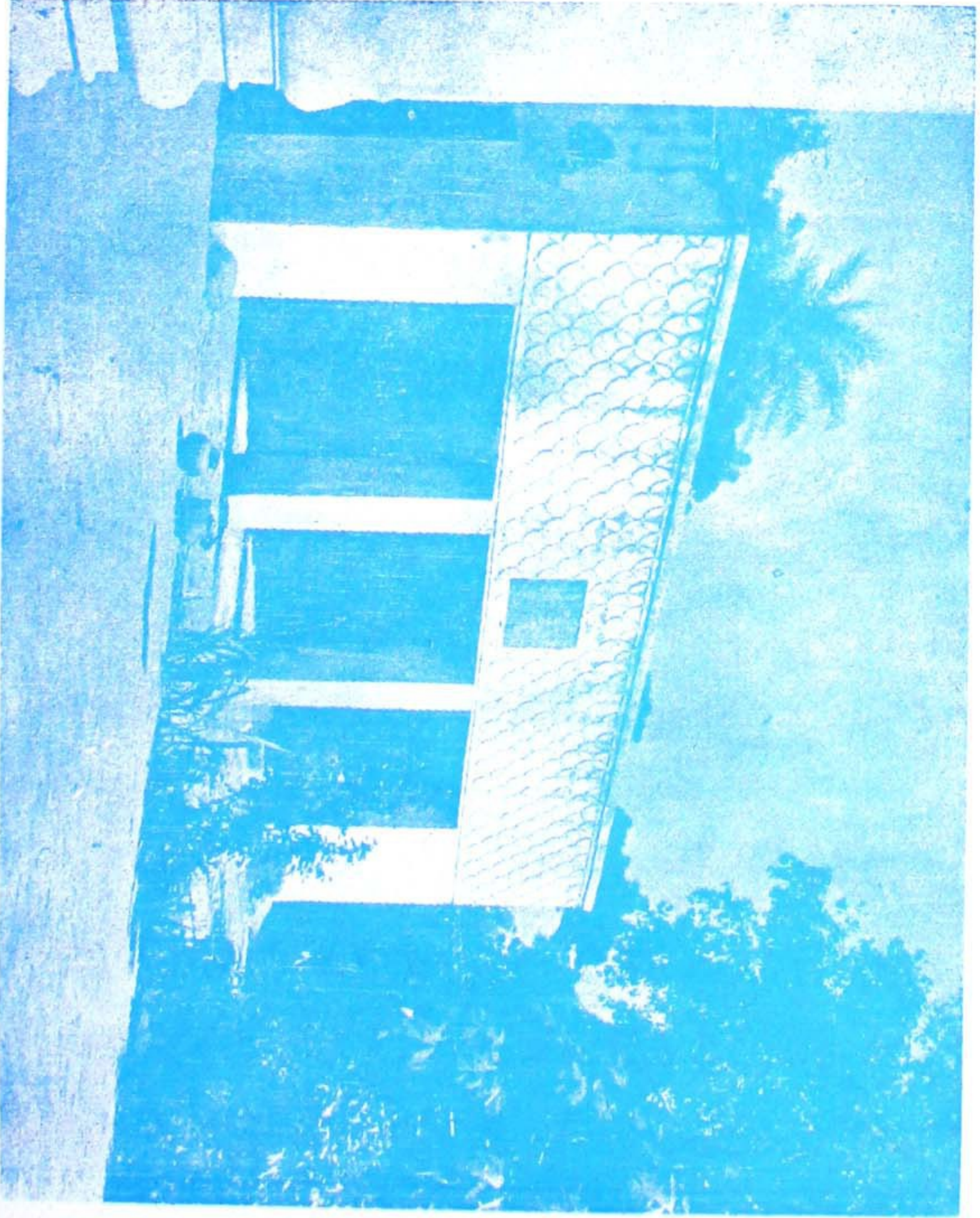
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مکرمہ الطائف الیٰ فیض ایزوی

حضرت مولانا مولوی حاجی محمد حسین صاحب دینی کے نقشبندی
مجدوی ہمامی قصوی تہذیب سزا عزیز خلیفہ عظیم عالی مقام تاج الملوکین
زبدۃ العالین فخر العلماء والفضلاء علیٰ ہمت عظیم برکت قبلاً المعبودین حافظ
پر سید جماعت سنی شاہ صاحب حدیث علی پوری دامت برکاتہم
بجنت فوت مولانا قصوری کہہ قال یافت ذوالک و ثانی
پے سال و عاشا یافت شعر شہید بھری و سید قرانی
فتاویٰ اللہ و شیخ نیک باطن فتاویٰ الشیخ و مقدم ہمانے
۱۳۳۵ھ ۶۱۹۲ھ

مہر شوال مطابق ۱۳۳۵ھ

لوایح مزار حضرت مولانا محمد حسین قصوری رحمۃ اللہ علیہ واقعہ حیدرآباد کراچی



مہمان خانہ: جامعیت سڑکار حضرت مولانا محمد آجری صاحب قصبہ رحمت اللہ علیہ واقع جی۔ بی روڈ۔ کونالہ

رہائش کا بندوبست بھی ضروری تھا۔ چنانچہ تقریباً پانچ ہزار روپے کی لاگت سے ایک بڑا اور ایک چھوٹا دو کمرے تعمیر ہوئے۔ دونوں کمروں کے سامنے ایک مسلسل برآمدہ بنا۔ مزید برآں اپنی علیحدہ چار دیواری بنائی گئی جس کا صدر دروازہ دہلی سے انبالہ جانے والی سڑک پر رکھا گیا۔ پانی کے لیے ہینڈ پمپ اور روشنی کے لیے بجلی لگوائی گئی۔ صحن میں پھل دار اور پھول دار پودے لگائے گئے۔ مہمان خانہ اور باغیچہ کے فوٹو شامل ہیں۔

۱۹۲۸ء سے ۱۹۴۷ء تک کرنال میں ہر سال ۴ شوال کو بات احمد عرس شریف ہوتا تھا تقسیم برصغیر کے بعد ۱۹۴۸ء سے اس سلسلہ

۱۹- عرس شریف | آپ کے وطن مالون قصور میں جاری ہے۔ اول اول حضور قسبہ عالم امیر ملت محدث علی پوری قدس سرہ نے اس تقریب کو زینت بخشی۔ پھر حضور سراج ملت سیدی الحاج الحافظ پیر سید محمد حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرزند اکبر سجادہ نشین اول حضور امیر ملت علی پوری سلمہ میں اپنے وصال شریف تک تقریباً تیس سال متواتر عرس شریف میں تشریف لاتے رہے۔ اب آپ کے تحت جگہ حضرت جوہر ملت الحاج الحافظ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب امت برکاتہم العالیہ اس محفل کے صدر نشین ہوتے ہیں۔

قیام پاکستان سے ۱۹۴۷ء تک محدومی حضرت حافظ صاحب برابر کوشش فرماتے رہے کہ کرنال شریف حاضری ہو۔ آخر ۱۹۶۵ء میں دینا ملا۔ حاجی امام الدین صاحب دھبھوی اور دوسرے یارانِ طریقت نے تعمیر نو کے ساتھ ساتھ خواہش ظاہر کی کہ کرنال میں بھی عرس شریف ہونا چاہیے۔ پس یہ طے ہوا کہ قمری تاریخ ۴ شوال تو قصور کے لیے ہی مخصوص رہے اور شمسی حساب سے ۷ اپریل کو کرنال میں عرس ہو۔ چنانچہ قیام پاکستان کے بعد کرنال میں پہلی مرتبہ ۷ اپریل ۱۹۶۵ء کو عرس منعقد ہوا۔ دہلی، آگرہ، مراد آباد وغیرہ کے پیر بھائی شامل ہوئے۔ قصور (پاکستان) سے محدومی حضرت حافظ فورا احمد صاحب بھی شریک ہوئے جلوس اور جلسہ بڑی خوش اسلوبی سے ہوئے۔ بہت سے مقامی ہندوؤں اور سکھوں نے

بھی شرکت کی۔ مغرب کی اذان کے وقت اختتامِ جلوس پر چادر مبارک روضہ شریف پر چڑھائی گئی۔ اس وقت عجیب سماں تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ عالم بالا سے الوار کی بارش ہو رہی ہے۔ تمام بیرونی مہانوں کی رہائش کا انتظام راؤ محمد حسین خان صاحب نے فرمایا، جو نواب عظمت علی خاں کے وقف کے اسسٹنٹ مینجر ہیں۔

اس کے بعد سے ہر سال ۷ اپریل کو کمرنال میں بافت عددگی سے عرس منایا جا رہا ہے۔ اگرچہ ملکی حالات کی وجہ سے پاکستان سے پھر کوئی زائر اس وقت تک شریک نہ ہو سکا۔ شاید آئندہ کوئی سلسلہ شروع ہو جائے۔

مزار پاک اور عرس مبارک کی یہ تفصیل محذومی حضرت حافظ صاحب کی فرستادہ رپورٹ سے مرتب کی گئی ہے۔ آخر میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ حاجی امام الدین صاحب دہلوی اس تمام کام میں پیش پیش ہیں اور دعا فرمائی ہے کہ مولیٰ تبارک و تعالیٰ مزید توفیق ارزانی فرمائے اور حاجی صاحب کو دینی اور دنیاوی نعمتوں سے سرفراز فرمائے (آمین)

حضرت قبلہ کے کل سات صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں
 ۲۰۔ باقیات صالحات
 ہوئیں، جن میں سے ایک صاحبزادے حضرت حافظ

نور احمد صاحب مدظلہ العالی، اور ایک صاحبزادی صاحبہ باقی رہیں۔ یہ صاحبزادی صاحبہ بھی ۱۹۶۳ء میں رحلت فرما گئیں۔ ان کا نکاح جناب حافظ حاجی محمد سردار صاحب سے ہوا تھا۔ جو قصور میں کپڑے کے ایک مشہور تاجر ہیں۔ ان کے دو صاحبزادے شیخ محمد سعید صاحب اور حاجی محمد سلیم صاحب ہیں اور ایک صاحبزادی ہیں۔ حضرت حافظ نور احمد صاحب کے بھی دو صاحبزادے ہیں۔ صاحبزادے محمد اختر سلطان صاحب اور صاحبزادہ محمد قہبال نور صاحب۔ ماشاء اللہ یہ دونوں بھی صاحب اولاد ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس جہنستان کو ہمیشہ سرسبز و شاداب رکھے اور حضرت قبلہ کے یہ اخلاف تاقیامت دین مستین کی خدمت کے لیے سلامت

باکرامت رہیں۔ ع

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد!

حضرت کی روحانی اولاد میں ہزاروں امیر، عزیز، افسر، ماتحت، عالم دین، انگریزی خواں، غرض ہر درجہ اور ہر طبقہ کے لوگ ہیں۔ ان میں مولانا عبدالمجید خان صاحب بھجروا لے دستارِ خلافت سے مشرف ہوئے۔



حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ طبعاً نفاست پسند تھے۔ آپ کا دل خشیتِ الہی سے معمور تھا۔ شعرا اللہ کی تعظیم آپ کی فطرتِ ثانیہ تھی۔ آپ فرائض و واجبات کیساتھ سنن و مستحبات کا بھی پورا پورا خیال رکھتے۔ رخصت کی بجائے بزیمیت پر عمل کرتے عبادت و معاملات، نشست و برخاست، رفتار و گفتار، ہر بات میں ہمیشہ اسلامی تعلیمات پیش نظر رکھتے تھے۔ خلاصہ یہ کہ آپ کو ہر وقت اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری ملحوظ خاطر رہتی۔ آپ کی ذات ستودہ صفات بلاشبہ ایک سچے اور کامل مسلمان کا عملی نمونہ تھی!

اب آپ کے بعض معمولات ذرا بسط سے لکھے جاتے ہیں۔

۱۔ نماز | آپ نماز کے حقوق کی پوری پوری رعایت فرماتے تھے۔ خشوع و خضوع سے کام

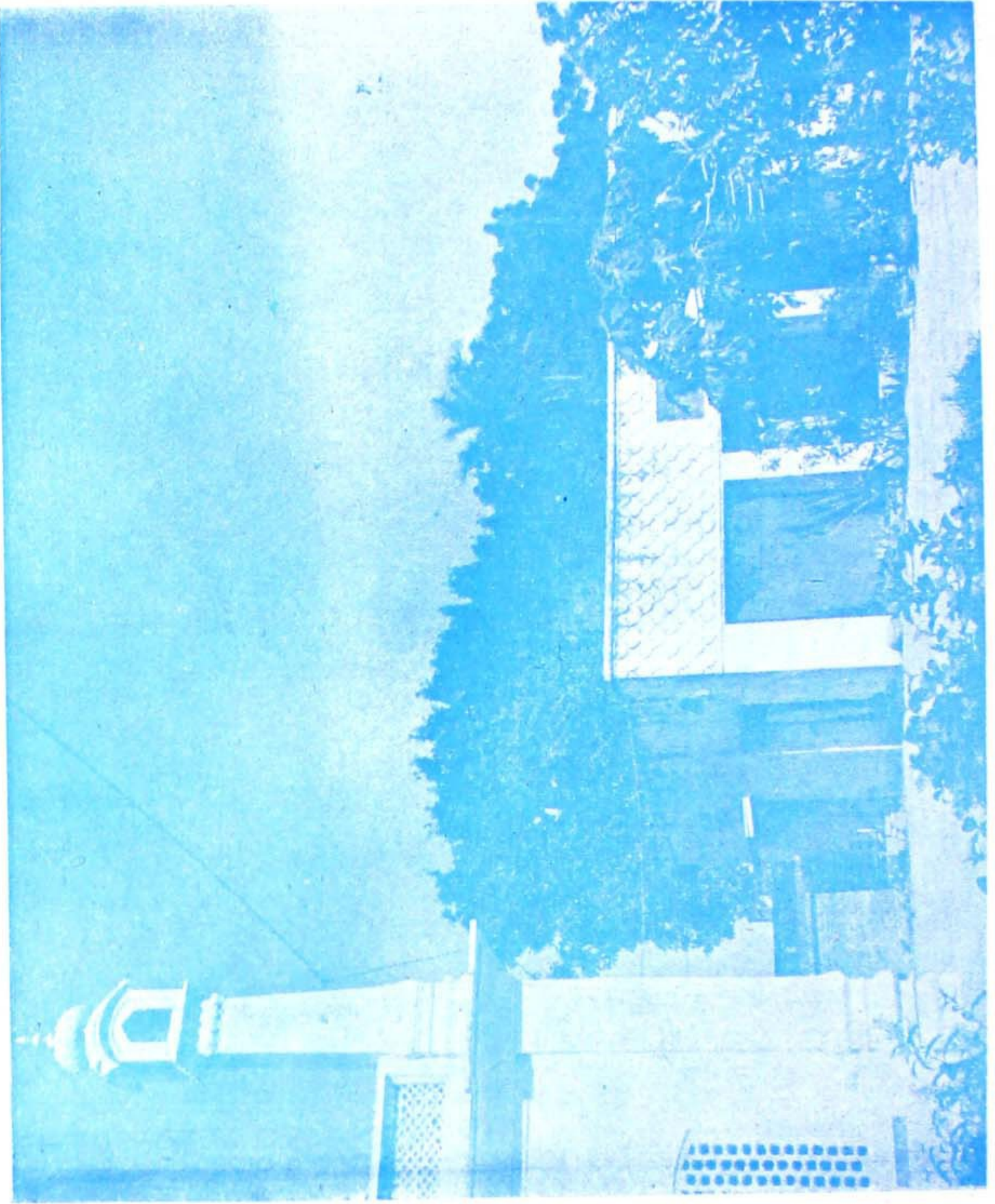
لیتے۔ نماز میں آپ کے کمال استغراق اور محویت کا عالم طاری رہتا۔ جماعت کی پابندی کا احساس خیال رکھتے۔ سفر و حضر، صحت و بیماری کسی حال میں بھی نماز نہ چھوڑتے، اور نماز پنجگانہ کے علاوہ نماز تہجد کا بھی ہمیشہ التزام رہا۔

۲۔ مراقبہ | آپ مراقبہ پر بہت زور دیتے۔ بعد فجر طلوع آفتاب تک موسم کے مطابق سر پر کپڑا اوڑھ کر مراقبہ کرتے۔ عصر مغرب کے درمیان حتی الوسع کسی سے کلام نہ فرماتے۔ مخدومی حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ آپ روئنگ کی مسجد شاہ ولایت میں اکثر مراقبہ فرماتے۔ اس مسجد کے صحن میں بہت سے حال کے درخت تھے اور یہاں ایک خاص ہیبت چھائی رہتی تھی۔ یہاں بہت دفعہ آپ سردی کی راتوں میں عشر سے فجر تک ذکر و فکر میں مشغول رہا کرتے۔

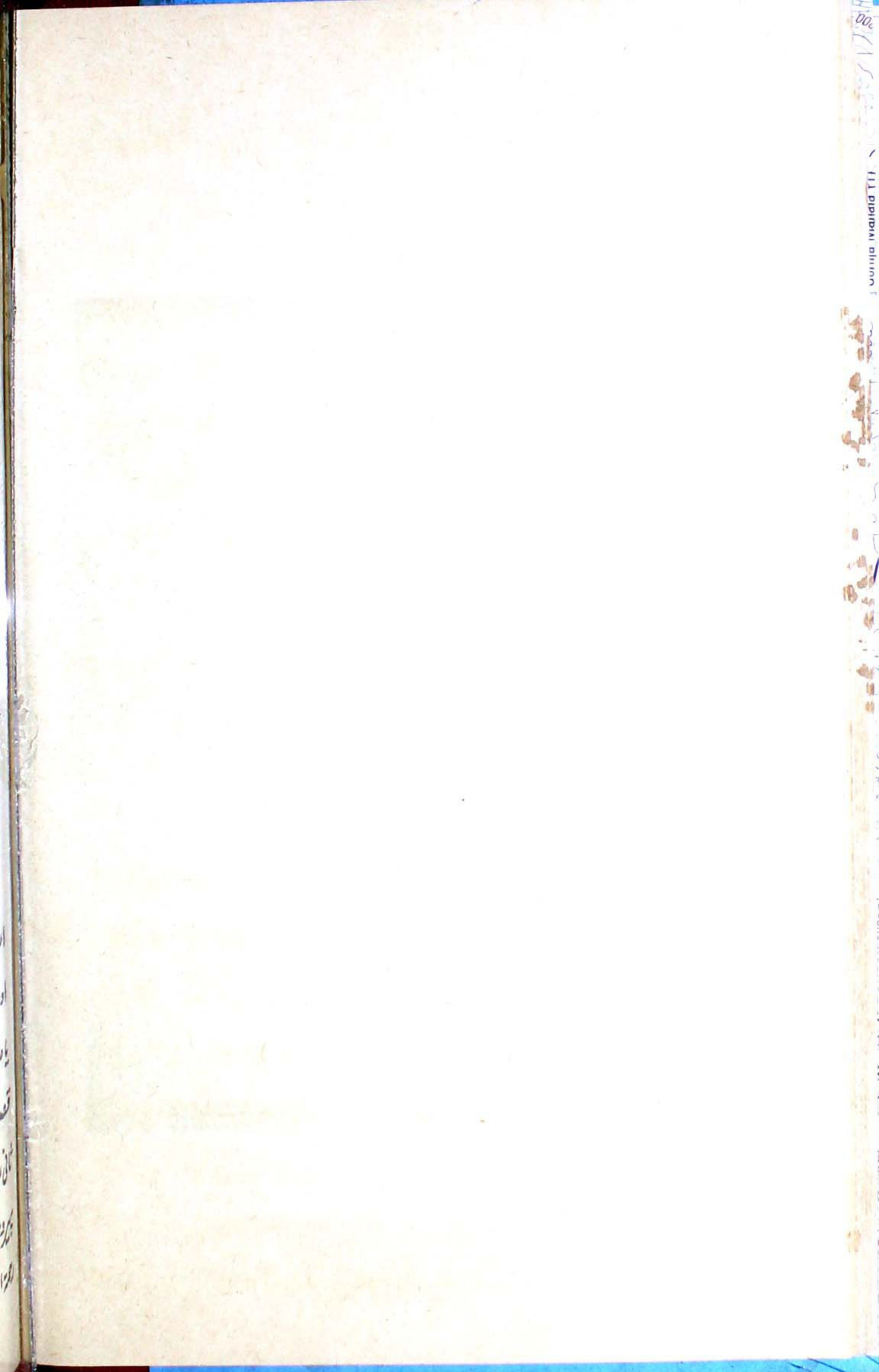
آپ کے کاغذات سے ایک بیاض ٹی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ مراقبہ کو کتنی اہمیت دیتے تھے۔ اس میں رمضان شریف کے چوبیس گھنٹوں کا پروگرام درج فرمایا ہے یہ ورق بعینہ نقل ہے :-

برائے رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ مطابق ۲۷ مارچ تا ۲۴ اپریل ۱۹۵۷ء

۱۔ تہجد	۱/۲ سے	۴	=	۲ ۱/۲ گھنٹہ
۲۔ مراقبہ	۲	۵	=	۱
۳۔ فجر	۵	۵ ۱/۲	=	۱/۲
۴۔ مراقبہ	۵ ۱/۲	۷	=	۱ ۱/۲
۵۔ اشراق	۷	۸	=	۱
۶۔ مراقبہ	۸	۹	=	۱
۷۔ ضحیٰ	۹	۱۱	=	۲
۸۔ قیلولہ	۱۱	۱	=	۲
۹۔ ظہر	۱	۲	=	۳



بانیچہ ملحقہ مزار حضرت مولانا محمد حسین قصوری رحمۃ اللہ علیہ واقعہ بی روڈ - کورنال



۱۰- مراقبہ ۴ سے ۵ = ۱

۱۱- عصر ۵ " ۶ = ۱

۱۲- مراقبہ ۶ " ۷ = ۱

۱۳- مغرب ۷ " ۸ = ۱

۱۴- ادابین ۸ " ۹ = ۱

۱۵- عشاء ۹ " ۱۰ = ۳

۱۶- استراحت ۱۰ " ۱۱ = ۲

۳- اعتکاف | سنت نبوی کی پیروی میں آپ نے کئی مرتبہ رمضان شریف میں اعتکاف بھی کیا۔

۴- مقامات مقدسہ کی زیارت | مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں : ۷

گفت حق اندر سفر ہر جا روی

باید اول طالب مردے شوی

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب تم کسی جگہ سفر میں جاؤ تو سب سے پہلے اولیاء اللہ کی زیارت کرو۔ حضرت قبلہ کا اس فرمان حق پر پورا پورا عمل تھا۔ آپ کو دوران سفر جہاں اور جب موقع ملتا، بزرگان دین کی زیارت ضرور کرتے، خواہ وہ حیات ظاہری میں ہوتے یا صاحب مزار!۔ آپ کے مکتوب مہلا کو دیکھیے کہ مختصر سے عرصہ میں کتنی زیارتوں کا قصد فرمایا۔ دہلی میں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ۔ سرہند شریف میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ۔ لاہور میں حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اور علی پور شریف میں اپنے پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا ارادہ کیا۔ آپ اجیر شریف حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے دربار گوہر بار میں بھی حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب

الہی رحمتہ اللہ علیہ کی سترھویں شریف میں بھی شریک ہوئے۔ چورہ شریف میں مزارات
مقدسہ حضرت بابا جی فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت بابا جی نور محمد صاحب رحمۃ
اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

۵۔ شیخ کا ادب | مرید کے لیے پیر کا ادب برکات عظیمہ کا موجب ہے۔ حضرت
قبلہ سرتاپا ادب تھے۔ علی پور شریف کے درخت نظر آتے ہی سواری
سے اتر جاتے۔ آپ نے علی پور شریف کی حدود میں کبھی بول و برا نہ کیا۔ کبھی پیر و مرشد
کے آستانہ عالیہ کی طرف پاؤں نہ پھیلائے۔ دربار شریف میں کبھی چار پائی پر نہ سوئے۔
مولانا عبد المجید خاں صاحب نے تحیّۃ الکمالۃ میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ
علی پور شریف حاضر ہوئی۔ آپ غسل کے ارادہ سے مسجد کو گئے۔ میں تالیف لے کر ساتھ ہو
لیا۔ مسجد میں پہنچے تو دیکھا کہ حضور قسبہ عالم قدس سرہ کے برادر بزرگ حضرت پیر سید
نجابت علی شاہ صاحب کے پوتے بچوں میں بیٹھے قرآن مجید پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے
ادب سے جھک کر قدم بوسی کی، نذرانہ پیش کیا، اور الٹے پاؤں غسل خانہ تک آئے۔



اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو "خلق عظیم" کا تاج پہنایا
اور اسی حریمہ اخلاق صلی اللہ علیہ وسلم سے قرب و بعد کو اچھے اور بُرے اخلاق کا معیار قرار
دیا۔ اب حضرت قبلہ کے اخلاق حمیدہ کی چند جھلکیاں پیش کی جاتی ہیں۔ ان سے ناظرین کرام خود
اندازہ لگالیں گے کہ آپ کو بارگاہ رسالت میں کتنا قرب حاصل ہے۔

۱۔ محبت عالمہ | جس سے سب گرو لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
 جس خوش نصیب آدمی کو ایک ساعت کیلئے بھی آپ کی صحبت بابرکت بلیسر
 اکی وہ آپ کے اخلاق حسنہ کا گرویدہ ہو گیا، اور یہی کہتا رہا کہ حضرت کو جتنی محبت میرے ساتھ
 تھی اور کسی سے نہ تھی۔ آپ کی مجلس شریف میں کسی کی غنیت، چغلی نہ ہوتی۔ مریدوں کو "بھائی"
 کہہ کر پکارتے اور بار طریقت کے نام سے یاد کرتے۔ آپ اپنے ارادتمندوں میں ہمیشہ اسلامی
 اخوت و مساوات کی تخم ریزی فرماتے، اور خالص دینی محبت کی بارش برساتے۔

۲۔ حلم | مخدومی حضرت حافظ صاحب سے روایت ہے کہ قاضی حفیظ الدین صاحب کے
 بھتیجے ماسٹر نذیر احمد آپ کا کھانا پکایا کرتے۔ ایک دن حسب معمول حضرت کی خدمت
 میں کھانا پیش کیا۔ آپ نے معمول کے مطابق تناول فرمایا۔ نذیر احمد مرحوم کا بیان ہے
 کہ پھر جب میں کھانے بیٹھا۔ پہلا لقمہ ہی منہ میں ڈالا تھا تو کڑوا زہر۔ غالباً ایک دفعہ
 پوری مقدار میں نمک ڈالنے کے بعد دوبارہ پھر اتنا ہی ڈال دیا تھا۔ میں نے معذرت آمیز
 لہجے میں عرض کیا۔ "حضور! آپ نے ایسا کڑوا کھانا کیسے کھا لیا؟" آپ نے جواب دیا۔
 "روز میٹھا کھلاتا ہے آج کڑوا ہی سہی۔"

ایک ہندو جج تھا بڑا ہی منغصب۔ حضرت کی شان میں بہت گستاخیاں کرتا۔ ایذا رسانی
 اور بدزبانی اس کا روزمرہ کا کام تھا۔ لیکن ادھر استقامی کارروائی کا تو ذکر ہی کیا، کبھی
 کوئی حرف بھی اسکے خلاف زبان مبارک پر نہ آیا۔ اہل محبت یہ حال دیکھ کر بہت کڑھتے اور اس کے
 لئے دعائے ضرر کی درخواست کرتے مگر آپ بدستور صبر سے کام لیتے رہے۔ آخر صبور
 ہو کر خدام کو یہ سارا قصہ حضور قبلہ عالم قدس سسرہ کی خدمت عالی میں عرض کرنا پڑا، اور
 اس طرح وہ بدبخت فہر الہی کا شکار ہو کر واصل جہنم ہوا۔

یاد رکشاں ہر کہ در رفتاد، برافناد

۳۔ عفو و درگزر | ایک دفعہ علی پور شریف میں انجمن خدام الصوفیہ کے سالانہ جلسہ پر کسی نے آپ

کا جو تاج لیا۔ مئی کا مہینہ تھا اور دوپہر کا وقت۔ آپ جلسہ گاہ سے بڑی حویلی کی طرف برہنہ پا چلے
 دھوپ بہت سخت تھی۔ آپ راستہ میں ایک دیوار کے سایہ میں کھڑے ہو گئے۔ فوراً ہی
 خیال آیا کہ جب یہ گرمی بھی ناقابل برداشت ہے تو آتش دوزخ کا کیا عالم ہوگا! اسی وقت
 چور کے لیے دعا کی۔ الہی! جس نے میرا جو تاج لیا ہے، اسے دوزخ کی آگ سے بچا! وہ
 بے چارہ اسے کیسے برداشت کرے گا۔

۴۔ تواضع | آپ بہت متواضع اور منکسر المزاج تھے۔ غرور و تکبر کا نام و نشان بھی نہ تھا۔
 امیر عزیز سب کے ساتھ یکساں سلوک کرتے۔ بلکہ فقراء و مساکین پر زیادہ
 شفقت ہوتی۔ غریبوں کی دعوت بڑی خوشی سے قبول فرماتے اور ان کے گھر جانے میں کوئی
 عار محسوس نہ کرتے۔

ایک دن ایک صاحب نے دعوت کی جو لفظ فقیر سے معروف تھے۔ اتنے میں
 ایک یار آئے وہ راجپوت تھے۔ آپ نے انھیں بھی ساتھ چلنے کو کہا۔ وہ بولے میں فقیروں
 کے گھر کیسے کھاؤں مجھے تو شرم آتی ہے۔ آپ نے تبسم فرمایا اور بولے۔ "بھائی! ہم بھی تو فقیر
 ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ وَإِلَى اللَّهِ الْعِيَالُ

ترجمہ: اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج ہو، اور اللہ ہی بے نیاز ہے سب

خوبیوں سے سدا رہو" (پارہ ۲۲ رکوع ۱۵ سورہ فاطر ۲۵ آیت ۱۵)

۵۔ سخاوت | آپ کو قدرت نے ایک فیاض دل عطا فرمایا تھا۔ مولوی عبد المجید
 خان صاحب کہتے ہیں کہ آپ کی جو دو عطا کا شہرہ سنکر ایک دن ایک
 عرب صاحب آئے حضور نے انھیں بڑے اکرام سے مسند پر بٹھایا۔ اسی دن آپ کو تنخواہ
 ملی تھی جو میرے پاس تھی۔ پانچ اشرفی اور دس روپے۔ آپ نے میری طرف اشارہ فرمایا۔
 تو میں نے از خود کچھ پیش کرنا مناسب نہ سمجھا اور خیال کیا کہ شاید میں ایک روپیہ دوں اور حضرت

صاحب دو روپے یا کم و بیش دینا چاہیں۔ اس لیے اوپ کے دس روپے آپ کے سامنے کر دیتے کہ جتنے مناسب سمجھیں دے دیں۔ آپ نے وہ سب کے سب اٹھا کر بڑے ادب کے ساتھ عرب صاحب کی تذر کر دیئے۔

مولانا عبدالمجید صاحب کہتے ہیں، میرا گمان غالب ہے کہ اگر میں اشرفیاں بھی پیش کر دیتا تو آپ وہ بھی عرب صاحب کو دے دیتے۔

مخدومی حضرت حافظ صاحب کے ماموں میاں فضل کریم صاحب جوان کی والدہ کے چہرے بھائی تھے، نے ایک انٹرویو کے دوران بتایا کہ حضرت قبلہ کے یہاں ایک دفعہ میں رہتا گیا ہوا تھا۔ زناز مکان میں بیٹھے تھے کہ آپ کی والدہ صاحبہ نے بڑے پیار سے فرمایا: "محمد حسین کچھ جمع بھی کیا کرو۔" آپ نے ادب سے عرض کیا: "اماں جی میں جمع کرتا ہوں۔" انہوں نے پوچھا: "کہاں؟" آپ بولے: "اماں جی، جو مال جمع کر کے اپنے پاس رکھ لیا جاوے وہ تو خرچ ہو جاتا ہے۔ اصل جمع تو وہی ہے جو راہِ خدا میں صرف ہو جائے۔"

اس انٹرویو کے وقت مخدومی حافظ صاحب بھی موجود تھے۔ آپ نے فرمایا: میں نے اپنی اماں جی سے سنا کہ ایک دفعہ ہم قصور آئے ہوئے تھے اور حضرت قبلہ روہتک میں اکیلے تھے۔ پھر آپ ہمیں لینے کے لیے قصور آئے تو میری دادی صاحبہ نے فرمایا: "بیٹا! کپڑے بدل لو!" لیکن آپ کے پاس بدن کے کپڑوں کے سوا اور کوئی کپڑا نہ تھا۔ سارے کپڑے کسی محتاج کو دے دیئے تھے۔ پھر جب ہم روہتک پہنچے تو چائے کے برتن بھی گھر میں نہ پائے۔ معلوم ہوا، وہ بھی کسی ضرورت مند کو دے دیئے تھے۔

مولانا عبدالمجید خاں صاحب لکھتے ہیں کہ فتنہ ارتداد کے اثرات زائل کرنے کے لیے آپ نے ۱۹۲۵ء میں آگرہ علی گڑھ ایٹ وغیرہ کا

۶۔ ایفائے عہد

سفر کیا۔ ہاتھس کے سٹیشن پر آپ کو اچانک درد قوی لہج شروع ہوا، بڑی مشکل سے موضع منجھولہ پہنچے۔ تمام رات بے چینی رہی۔ میں نے عرض کیا: "مرض بڑھ رہا ہے صدر دفتر اگرہ شریف لے چلیں۔" آپ نے فرمایا: "میں علی گنج والوں کو اپنی آمد کی اطلاع دے چکا ہوں۔ وعدہ ضرور پورا کرنا چاہیے۔" چنانچہ رخصت سے سفر کا خیال کیا نہ شدت مرض کا اور جیسے بھی بن پڑا، علی گنج پہنچے۔

علی پور شریف کے سالانہ جلسہ میں شرکت کے لیے اگرہ رہتک کے یار
سائیکر عزم | حضرت قبلہ کی قیادت میں روانہ ہوتے۔ راستے میں ایک رات قصور
 میں قیام فرماتے۔ حاجی ذاکر علی صاحب نے بتایا۔ ایک دفعہ جب یہ قافلہ قصور پہنچا تو آتے
 ہی آپ کے صاحبزادے ظہور احمد کا انتقال ہو گیا۔ صبر و ضبط کا یہ عالم تھا کہ ایک انسوتک
 نہ آیا، جو کوئی تعزیت کو آیا، خود اس کو تسلی دی، پھر یہ نہیں کہ دربار شریف کا ارادہ
 ملتوی کیا ہو، بلکہ عین پروگرام کے مطابق اگلی صبح ہی علی پور شریف کا سفر فرمایا۔

آپ کی ساری زندگی خدمت خلق میں بسر ہوئی۔ سفر حضورن رات
۸۔ خدمت خلق | صبح و شام اسی میں مصروف رہتے۔ جب دیکھو در دولت پر جاہتمندوں

کی نظیر ملتا ہے

ہر کج چشمہ بود شیریں

مردم و مرغ و مور گر د آئیند

کوئی دعا کی درخواست کر رہا ہے، تو کوئی تعویذ کے لیے آیا ہے۔ کسی کے لیے
 کوئی نسخہ تجویز ہو رہا ہے۔ اب حلقہ ذکر ہے۔ لوگوں کو توبہ کرائی جا رہی ہے۔ تھوڑی
 دیر میں کسی مریض کو دم فرمانے جا رہے ہیں۔ کہیں مجلس و وعظ و میلاد شریف کا اہتمام
 ہے۔ غرض اسی طرح ہر آن خلق خدا کی خدمت میں سرگرم ہیں۔ یا پیا سے خود اس چشمہ
 حیات کے گرد جمع ہوتے یا یہ ابر رحمت بتفس نفیس دورافتادہ تشنگانوں کو

سیراب کرنے چل دیتا۔ بہر نوع ایک نصب العین تھا جو ہمیشہ پیش نظر رہتا، اور وہ
تھا۔ خدمتِ خلق! ۷

طریقت بجز خدمتِ خلق نیست

بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

خدمتِ خلق میں انہماک کا یہ عالم تھا کہ کھانے تک کی پرواہ نہ تھی۔ بارہا ایسا ہوتا کہ
کھانے کے لیے کوئی چیز منگائی۔ مگر اتنی فرصت ہی نہ ملتی کہ اسے تناول فرمائیں۔ ہونا یہ
تھا کہ صبح سویرے کچھری جانے سے پہلے ہی حاجت مند آنے شروع ہو جاتے اور
عین وقت پر بمشکل بیٹھک سے اٹھنا ہوتا۔ پھر دفتر سے ابھی واپس بھی نہ آتے کہ پروانے
جمع ہونے لگتے اور رات گئے تک یہی سلسلہ جاری رہتا۔

ڈرائنگ ماسٹر غلام محمد صاحب مرحوم نے بتایا کہ میرا معمول تھا، سکول سے چھٹی ملتے
ہی حضور کے آستانہ عالیہ پر جا بیٹھتا۔ آپ کچھری سے تشریف لاتے۔ چابیاں مجھے دیتے
میں بیٹھک کھولتا۔ اگر کبھی آپ کو دیر ہو جاتی، تو میں استقبال کے لیے کچھری کی طرف
چل دیتا۔ ایک دن جب میں در اقدس پر پہنچا تو وہاں ایک دھانک کھڑا ہوا تھا۔ دریا
کرنے پر بولا۔ "میری لڑکی بیمار ہے۔ دم کرنے کے لیے مولوی صاحب کو گھر
لے جاؤں گا۔ میں نے اسے ڈانٹا کہ خبردار! اب دھوپ بہت تیز ہے۔ آپ
تھکے مارے آئیں گے۔ اب آپ کو تکلیف نہ دیتا۔ وہ آپ کے خلق کریمانہ سے
واقف تھا۔ بولا۔ "ماسٹر جی! آپ نہ بولیں میں جانوں اور مولوی صاحب خیر میں تو
آپ کو لینے کچھری کو چل دیا، اور وہ وہیں کھڑا انتظار کرنے لگا۔ مجھے بہت غصہ آ رہا تھا
کہ لوگ کیسے خود غرض ہیں کہ حضرت کے آرام کا بھی خیال نہیں کرتے۔ پھر میں آپ کے
ساتھ ساتھ واپس آیا۔ آپ کو دیکھتے ہی اس دھانک نے قدم کھڑکیے۔ میں نے اسے
پھر دھمکایا لیکن حضرت کا خلق دیکھتے آپ نے مجھے چابی دے کر فرمایا تم بیٹھک کھولو

اور خود اسی طرح اس کے ساتھ ساتھ چل دیئے۔ جب واپس آئے تو آہستہ سے فرمایا:
 ”کسی کا دل نہیں دکھانا چاہیئے۔“

دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفاں

۹۔ جوشِ ایمانی | حضرت قبلہ کی ذات گرامی گفتار و کردار کی جامع تھی، آپ جو کہتے تھے وہی

کرتے تھے اور اہل حق کا شیوہ ہی یہ ہے کہ ان کے قول و فعل میں ہم آہنگی ہوتی ہے۔ آپ نے
 مکتوب ۷ میں قاضی حقیظ الدین صاحب کو لکھا ہے کہ اگر ملازمت کی وجہ سے نماز ادا کرنے
 میں رکاوٹ ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے فرمان مقدم ہیں۔ ایسے کام کو چھوڑ دینا بہتر ہوگا۔ اب
 دیکھیے خود آپ کا کیا عمل تھا۔

ایک شہن اسلام بیندوچ نے جمعہ کے دن اپنی عدالت کے اوقات کار بڑھا دیئے اور
 سارے مسلمان عملہ کو جمعہ پڑھنے سے روک دیا۔ نماز جمعہ کا وقت قریب آیا تو حضرت نے
 رخصت مانگی مگر اس نے انکار کر دیا۔ کئی دفعہ اجازت چاہی مگر ہر بار نفی میں جواب ملا۔
 آخر جب اور کوئی چارہ کار نہ رہا تو آپ نے اپنے رزاق حقیقی جل شانہ پر یقین کامل کے
 ساتھ استغنے لکھ کر حج کی مینز پر رکھ دیا اور گرج کر فرمایا:

”ملازمت جاتی ہے تو جائے، نماز نہیں جا سکتی!“

آپ نے یہ الفاظ ایسے جوشِ ایمانی سے فرمائے کہ سیشن جج پر ہیبت طاری ہو گئی اور اس
 نے اسی وقت نماز سے پابندی اٹھا دی۔

دریں محینانہ ہر مینا زبیم محتسب لرزد !!
 مگر یک شیشہ عاشق کہ از وی لرزہ برنگ است

تبلیغی کارنامے

تبلیغ دین حضور سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جملہ انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت مبارکہ ہے اور چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت ختم ہو گئی، اور آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آسکتا، اس لیے یہ جلیل منصب اب امت مسلمہ کو عطا ہوا۔ اس امت کے علماء و صلحا انبیائے کرام علیہم السلام کے سچے وارث ہیں۔ یہ حضرات ہر دور میں اس مقدس فریضہ کو بوجہ احسن پورا کرتے چلے آئے ہیں اہل علم جانتے ہیں کہ اشاعت اسلام میں صوفیائے کرام نے کیسی کیسی شان دار خدمات سر انجام دی ہیں۔ حضرت داتا گنج بخش لاہوری، حضرت عوث الاعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری حضرت عوث بہار الحق زکریا ملتانی۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی اور دوسرے بزرگان دین کے تذکرے ان کے کارہائے نمایاں پر شاہد عدل ہیں۔

حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ عنقوان شہاب سے آخر دم تک خلق خدا کی ہدایت میں مصروف رہے۔ آپ کے تبلیغی کارنامے بھی آپ زر سے لکھنے کے قابل ہیں :-

۱۔ ابتدائی زمانہ | مخدومی حضرت حافظ صاحب اپنی داوی صاحبہ سے روایت کرتے ہیں کہ جن دنوں حضرت قصور ہائی سکول میں سینڈ ماسٹر تھے۔ کئی دفعہ علی پور شریف سے حضور قبلہ عالم امیر ملت سرکار علی پوری قریب سسرہ بے اطلاع تشریف لے آئے اور بیٹھیک میں آرام فرماتے۔ جب آپ سکول سے فارغ ہو کر آئے۔ حضور سپر و مرشد کی رکاب سعادت میں تبلیغ کے لئے دیہات میں تشریف لے جاتے۔ رات کو گاؤں کی مسجد میں قیام کرتے اور لوگوں

کو دین کی باتیں بتاتے۔ ایک عرصہ تک اسی طرح تبلیغ ہوتی رہی۔ کھانے کے لیے اپنے ساتھ بھنے ہوئے چنے لے جاتے۔

۲۔ تلقین ذکر | آپ نے سلسلہ بیعت شروع کیا تو کثیر تعداد میں لوگ شامل حلقہ ہونے لگے۔ اس طرح ہزاروں بندگانِ خدا پابندِ صوم و صلوة و اکروثِ نعل بن گئے۔ روہتک اور اس کے مضافات میں یہ فیضِ رسانی ہوتی رہی۔ پھر کرناٹ چلے گئے تو وہاں بھی یہی سلسلہ جاری رہا۔

یہ بات خاص طور سے قابل ذکر ہے کہ کرناٹ میں گورنمنٹ نارمل سکول تھا۔ جہاں ہر سال بہت سے استاد تربیت پاتے۔ آپ کا پڑچا سن کر یہ حضرات بھی مجلس شریف میں حاضر ہونے لگے۔ ماسٹر علی بخش مرحوم۔ ماسٹر محمد فضل خاں صاحب۔ ماسٹر محمد امان خان صاحب قاصر۔ ماسٹر محمد علی صاحب۔ ماسٹر رحمت اللہ صاحب وغیرہ اسی دور میں بیعت کا شرف حاصل کیا۔ یوں کہیے ان دنوں کرناٹ میں دو نارمل سکول تھے۔ ایک ظاہری، دوسرا باطنی اور یہ اساتذہ بڑے ہی خوش نصیب تھے کہ بیک کرشمہ دوکار۔ مادی تربیت کے ساتھ روحانی تربیت بھی حاصل کر لیتے۔ ان اساتذہ نے اصلاحِ معاشرہ اور تہذیبِ اخلاق کے لیے جو کچھ کیا ہوگا، اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ایک استاد کی تربیت اس کے ہزار ہا تلامذہ کی تربیت ہے۔ اسی طرح حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان استاد صاحبان کی روحانی تربیت فرما کر بالواسطہ ان کے ہزاروں شاگردوں کو راہِ حق دکھائی۔

۳۔ تبلیغی دورے | یوں تو ہر روز صبح و شام ہی تبلیغ کا کام جاری تھا۔ شہر میں جگہ جگہ میلادِ پاک کی محفلیں منعقد ہوتی تھیں۔ لیکن دیہات کی طرف خاص توجہ فرماتے۔ کچھری سے چھٹی کے بعد ہفتہ کو عام طور پر دیہات میں تشریف لے جاتے اتوار ساکت مل جاتا۔ اس کے علاوہ موسمِ بہار اور بڑے دنوں کی چھٹیاں بھی ارشادِ خلق کے لیے وقت تھیں۔ دورہ کا پروگرام چھپو کر علاقہ بھر میں بھجوا یا جاتا (مکتوبہ ۶) ایک دفعہ آپ نے

سارے چار مہینے کی رخصت لے کر طویل تبلیغی دورے کئے۔ (مکتوب، ۲۱ تا ۲۱۱)

مخدومی حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ میں آپ کے قدموں کے ساتھ تھا۔ ایک ماہ دورہ فرمایا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اس سارے سفر میں بلاناغہ ہر رات میلاد پاک ہوتی اور دن میں بھی اکثر ایک دفعہ اور کبھی دو دو مرتبہ وعظ فرماتے۔ ایک مہینے میں تقریباً پچاس ساٹھ وعظ ہوئے۔ حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں میں ان تمام تقریروں کو ساتھ ساتھ قلمبند بھی کرتا رہا۔ جو انہوں نے مولوی عبد المجید خاں صاحب کو دیں اور جو حادثہ روزگار کے باعث محفوظ نہ رہ سکیں۔

۴۔ دینی جلسوں میں وعظ

علی پور شریف میں انجمن خدام الصوفیہ کے سالانہ جلسہ پر آپ کا وعظ حضور امیر ملت قدس سرہ خاص طور سے پسند فرماتے اور ارشاد ہوتا کہ ہمارے مولوی صاحب کے لیے وقت کی کوئی پابندی نہیں۔ انجمن خدام الصوفیہ کا سب سے پہلا جلسہ ۲ محرم الحرام ۱۳۲۲ھ مطابق ۲۰ مارچ ۱۹۰۴ء کو شاہی مسجد لاہور میں منعقد ہوا۔ اس جلسہ کے شرکار میں سے بعض ممتاز ہستیوں کے اسمائے مبارکہ انوار الصوفیہ کے سب سے پہلے شمارہ میں شائع ہوئے ہیں (انوار الصوفیہ جلد ۱ شمارہ ۱) جمادی الثانی ۱۳۲۲ھ ہجری) ان حضرات میں حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی بھی ہے اس کے علاوہ آپ دوسرے اسلامی اجتماعات میں بھی شریک ہوتے۔ مکتوب ۱ سے ظاہر ہے کہ حضور پیر و مرشد سرکار علی پوری نے انجمن اسلامیہ فیروز پور چھاؤنی کے سالانہ جلسہ میں آپ کا نام بھی اشتہار میں شائع کرایا تھا۔

۵۔ فتنہ ارتداد | ۱۹۲۳ء میں شر و ہند کی شدھی تحریک کا زور ہوا۔ اس کا منصوبہ یہ تھا۔ کہ برصغیر کے تمام مسلمانوں کو ہندو بنا لیا جائے۔ اس ناپاک مہم کا آغاز اگردہ کے گرد و نواح میں بسنے والے ملکانہ راجپوتوں سے کیا گیا۔ اس فتنہ کا قلع قمع کرنے میں حضور امیر ملت سرکار علی پوری قدس سرہ نے نہایت ہی عظیم خدمات سرانجام دیں۔ مرتدین کے علاقہ

میں بہت سے تبلیغی وفد بھیجے۔ (مکتوب ۱۹) مدرسے کھولے۔ ہسپتال قائم کئے اور زر کثیر صرف کر کے نو مسلموں کی تالیف قلوب فرمائی۔ غرضیکہ آپ نے صحیح معنوں میں تجدید و احیائے دین کا فریضہ ادا کیا، اور کفر و ارتداد کی آندھیوں میں اسلام کی شمع روشن رکھی۔ اُریوں نے کشمیر میں بھی یہ فتنہ جگایا، اور حضور امیر ملت وہاں بھی تشریف لے گئے اور مسلمانوں کے ایمان بچائے (مکتوب ۳۳) اس پُر فتن دور میں حضرت قبلہ اپنے پیرو مرشد کے قدم بہ قدم چلتے رہے، حضور نے پیرو مرشد کے ساتھ مراد آباد بریلی۔ اگرہ۔ ایٹہ۔ فرخ آباد۔ علی گنج اور دوسرے مقامات کا بھی دورہ فرمایا (مکتوب ۱۱۱) آپ نے اس فتنہ کے سدباب کے لیے ہر قسم کی کوشش فرمائی اور بحمد اللہ آخر ان مقدس ہستیوں کی برکت اور مساعی جمیلہ سے یہ طوفان ختم ہوا، اور مسلمانوں کو اس مصیبت سے نجات ملی۔

مشہور بات ہے "گوش زدہ اثرے
۶۔ اُریوں کے جلسہ میں شرکت کی ممانعت | وارد" ہمنشین اور صحبت اچھوں کی

ہو یا بروں کی، بہر حال اپنا رنگ دکھاتی ہے۔ صحبت صالحین بے شمار خیر و برکت کی موجب ہے اور بد مذہب، بد عقیدہ لوگوں کی صحبت انسان کو برباد کر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بزرگان دین ہمیشہ بری صحبت سے بچنے کی تاکید فرماتے ہیں اور کتاب و سنت سے بھی یہی استفاد ہے کہ ظالم بے دین لوگوں کے پاس مت بیٹھو۔ کسی کو دوست بنانے سے پہلے خوب تحقیق کر لو کہ اس کا دین کیا ہے۔

یہ ۱۹۲۲ء کی بات ہے۔ بہادر گڑھ ضلع روہتک میں اُریہ سماجیوں کا سالانہ جلسہ ہونا تھا تو حضرت قبلہ نے مولوی محمد یوسف مرحوم کو لکھا کہ اس موقع پر بہادر گڑھ کے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ وعظ و تبلیغ کی مجلسیں قائم کریں اور اس بات کی پوری پوری کوشش کریں کہ کوئی مسلمان ان بے دین مشرکوں کے جلسہ میں نہ جائے (مکتوب ۲۳) ساتھ ہی مولوی عبد المجید خان صاحب کو فرمان بھیجا کہ وہ بھی اس موقع پر تبلیغ کے لیے

بہادر گڑھ پہنچ جائیں۔

۱۹۲۵ء میں حصار میں بھنگیوں نے ایک کانفرنس منعقد کی۔ ایک آریہ سماجی سٹیٹ اس کا صدر بنا۔ آریوں کی کوشش

تھی کہ چوہڑے چاروں کو آریہ بنا لیں۔ بروالہ کے سید مقبول حسین شاہ صاحب نے حضرت کو صورت حال کی خبر دی تو آپ نے مولوی عبد المجید خاں صاحب کو تاکید فرمائی کہ حصار پہنچ کر ایسے انتظامات کریں کہ یہ اچھوت آریہ بننے کی بجائے اسلام کی نعمت سے مالا مال ہوں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مکتوب ۱۶۔ اس خط سے آپ کے تبلیغی جذبہ کا پورا پورا اظہار ہوتا ہے۔

۸۔ اصلاحی مضامین | آپ نے وعظ و تذکیر کے لیے تقریر و تحریر دونوں سے کام لیا۔ مختلف رسالوں میں آپ کے اصلاحی مضامین شائع ہوتے رہے۔

انوار الصوفیہ میں تو یہ سلسلہ ایک طرح سے باقاعدگی سے جاری تھا۔ علاوہ ازیں پنڈی بہاؤ الدین کا رسالہ "صوفی" اور دوسرے رسالے بھی تھے۔ جن میں آپ کے بیش قیمت مضمون چھپتے تھے اور مشہور بات ہے کہ ع

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

آپ جو کچھ تحریر فرماتے، وہ حال ہونا نہ کہ قال، اس لیے فوراً اثر کرتا۔ ماسٹر محمد شفیع صاحب گوڑیانی والوں نے انوار الصوفیہ میں آپ کا ایک مضمون پڑھ کر ہی اپنے بڑے خیالات سے توبہ کی اور حضرت کے ہاتھ پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ یہ قصہ بھی کرامات کے باب میں تفصیل سے لکھا ہے۔ (کرامت ۵۲)

۹۔ تبلیغی خطوط | آپ اپنے ارادت مندوں کو اکثر خطوط لکھتے رہتے تھے۔ عام طور پر تو اردو میں ہی لکھتے مگر جدید تعلیم یافتہ لوگوں کو انگریزی میں بھی لکھتے۔ ان خطوط میں عقائد و عبادات، آداب و معاملات اور شریعت و طہارت کے

موضوعات پر نہایت ہی گراں قدر مطالب درج فرماتے۔ ان مکتوبات کا ایک انتخاب اس مجموعہ میں شامل ہے۔ عیاں راجہ بیان

۱۰۔ درس گاہوں کا قیام | کلانور (ضلع روہتک) کا مسلم راجپوت ہائی سکول۔ آپ کی مبارک کوششوں کا مرہون منت ہے۔ اس

ادارہ نے علاقہ کے مسلم راجپوتوں میں بہت بیداری پیدا کی۔ اس کی تحریک شہر روہتک سے شروع ہوئی۔ حضرت قبلہ اس کے خازن تھے۔ بعد میں طے ہوا کہ چونکہ کلانور کو راجپوتوں کے دیہات کی مرکزی حیثیت حاصل ہے اور یہ بھی چنتہ سڑک پر واقع، اس لیے مدرسہ شہر کی بجائے وہاں ہونا چاہیے۔ یہ سکول اب بھی اوکاڑہ میں مسلمانوں کی خدمت کر رہا ہے۔

بعد میں شہر میں ایک پرائمری سکول جاری فرمایا۔ نصرت الاسلام۔ یہاں قرآن پاک کی تعلیم لازمی تھی۔ شروع میں یہ مدرسہ مسجد اودینہ (دینی مسجد) میں کھولا گیا پھر جب اس کی الگ عمارت تیار ہو گئی تو وہاں منتقل ہو گیا۔ مخدومی حضرت حافظ صاحب نے پرائمری جماعتیں اسی سے پاس کیں اور ناظرہ قرآن مجید پڑھ کر ہمیں حفظ قرآن پاک شروع کیا، اور تکمیل کرنا میں فرمائی۔ بجد اللہ راقم بھی اسی ادارہ سے فیضیاب ہوا۔ دوسرے لفظوں میں یہ تالیف خود حضرت قبلہ کے فیض کا ظہور ہے۔

۱۱۔ مسلم یونیورسٹی علیگر ٹھکانہ | قیام پاکستان میں مسلم یونیورسٹی علیگر ٹھکانے نے جو رول ادا کیا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں لیکن یاد رہے کہ

اس ادارہ کے اسٹوڈنٹس میں حضور امیر ملت قبلہ عالم محدث علی پوری قدس سرہ کا بہت حصہ ہے۔ یونیورسٹی کے ارباب حل و عقد نے آپ سے ایک لاکھ روپے کی اپیل کی۔ آپ نے فرمایا، وعدہ کرو کہ اس یونیورسٹی میں دینیات کی تعلیم لازمی ہوگی۔ انہوں نے وعدہ کیا، تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ "ایک لاکھ کیا فقیر کئی لاکھ دے گا۔" چنانچہ دنیا نے دیکھا کہ بلاشبہ

آپ نے کئی لاکھ کے عطیے دیئے۔ اس سلسلہ میں اپنے خلفاء اور یارانِ طرفیت کو بھی ترغیب دی۔ چنانچہ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات ۷ اور ۸ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور پیر و مرشد کے ایسا پر آپ نے بھی اپنے حلقہء اثر میں فراہمی پسندہ کی کوششیں فرمائیں۔

۱۲۔ مدارس اسلامیہ کی امداد | تعلیمی اداروں سے آپ کو خاص لگاؤ تھا اور یہ آپ کی علم دوستی اور علم نوازی تھی۔ جس کی بنا پر آپ علمی مراکز کی دل کھول کر مدد فرماتے۔ آپ نے مدرسہ المسلمین امرتسر کی بھی امداد فرمائی۔ اور کسے معلوم ہے کہ آپ اور کس کس مدرسے کو کیا کیا عطا فرمایا کرتے۔ یہ لوگ نیکی چھپا کر کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ اس لئے زیادہ سراغ نہیں مل سکا۔

۱۳۔ خاموش تبلیغ | قرآن حکیم کا ارشاد ہے کہ لوگوں کو حکمت اور موعظہ حسنہ سے سبیل اللہ کی طرف تلاؤ۔ اس حکم کی روشنی میں حضرت قبلہ کی تبلیغ کا ایک انوکھا پہلو ہمارے سامنے آتا ہے وہ ہے خاموش تبلیغ! اس ضمن میں ذیل کی دو روایات خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

صوبیدار عبدالحی صاحب نے اپنی آپ بیتی سناتے ہوئے فرمایا۔ ایک دفعہ میں حضرت قبلہ کے دسترخوان پر بیٹھا۔ میرا سر ننگا تھا۔ حضرت نے اپنے کلاہ سے دستار شریف اتار کر میرے سر پر رکھ دی اور زبان سے کچھ نہ فرمایا۔ صوبیدار صاحب کہتے ہیں۔ وہ دن اور آج کا دن میں نے کبھی بھول کر بھی ننگے سر کھانا نہیں کھایا۔ حالانکہ میں فوج میں تھا، اور فوجیوں کو بڑا سخت آرڈر تھا کہ کوئی شخص ٹوپی اور ٹوہڑہ کر کھانے کی میز پر نہ بیٹھے لیکن میں نے وہاں بھی کبھی ٹوپی نہ اتاری۔ میں اپنے انسروں کو صاف کہہ دیتا کہ بھوکا مرحباؤں کا مگر ننگے سر نہ کھاؤں گا، میرے اس پختہ عزم اور ارادے کو دیکھ وہ مجھے اجازت دے دیتے

مخدومی حضرت حافظ صاحب نے روایت مولانا عبدالمجید خان صاحب بیان فرمایا کہ میں ایک دفعہ حضرت قبلہ کے ساتھ کچھری جا رہا تھا۔ سامنے سے ایک شخص آتا دکھائی دیا۔ میں جانتا تھا کہ وہ شرابی ہے۔ وہ حضرت کو دیکھ کر بڑا اثر مسار ہوا، اور چاہتا تھا کہ سچ کر نکل جائے مگر اور کوئی راستہ نہ تھا۔ آخر وہ ایک دیوار کے ساتھ اس طرح بیٹھا گیا جیسے پیشاب کر رہا ہو حضرت تو حقیقت شناس تھے۔ آپ وہیں کھڑے ہو گئے۔ آخر اس شخص کو اٹھنا ہی تھا، اور جوں ہی وہ اٹھا آپ نے گلے لگا لیا۔ اللہ! اللہ! اب اس شخص کی حالت ہی بدل گئی۔ اب وہ دوسری طرف جانے کی بجائے حضرت کے پیچھے پیچھے چلا۔ دولت کدہ پر پہنچ کر آپ نے مجھے پانچ روپے کا نوٹ دیا اور فرمایا۔ "انہیں ٹوپی لاکر اور ڈھا دو"۔ پھر وہ شخص آپ کے ساتھ نماز کو چلا اور ایسے خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھی کہ بیان سے باہر ہے۔

نکلے جو میکے سے تو دنیا بدل گئی

۱۲۔ تبلیغ بعد وصال | آخر میں آپ کی ایک اور نرالی شان ملاحظہ ہو، آپ کی تبلیغ آج بھی جاری ہے۔ جس طرح حیات ظاہری میں مسند ارشاد پر فائز تھے،

اب بعد وصال بھی دنیا کے لیے مشعلِ راہ ہیں :

صوبیدار عبدالمجید صاحب کہتے ہیں میں اپنی بیوی کو ہمیشہ نماز پڑھنے کی تاکید کرتا مگر اس پر کوئی اثر نہ ہوتا۔ آخر ایک وقت آیا اور وہ آپ ہی آپ نماز پڑھنے لگی۔ مجھے خوشی بھی ہوئی اور حیرت بھی پھر ایک دن یہ راز کھلا کہ حضور پر صاحب نے اسے خواب میں سحنت تاکید فرمائی تھی کہ نماز پڑھا کرو میں نے حلیہ لوچھا تو اس نے مٹیک حضور کا نقشہ بیان کیا حالانکہ میری شادی حضور کے وصال کے بعد ہوئی تھی اور میری اہلیہ حضور کی زیارت سے مشرف نہ تھی۔

سبحان اللہ کیا شان ہے کہ عالم بزرخ میں بھی دین کی تبلیغ جاری ہے۔

ناظرین خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ جو بزرگ آج تک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں مشغول ہیں

پھر کون ہے جو ان کے تبلیغی کارناموں کا پوری طرح احاطہ کر سکے۔

خزینہ فیضِ قصوری

باب دوم

کشف و کرامات



کرامت و کرامات

کرامات اولیاء بالکل حق اور درست ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و کرم سے لوگوں پر اپنے محبوب بندوں کی بزرگی ظاہر فرمانے کے لیے ان کے ذریعہ سے ایسے خلاف معمول اور خرق عادت امور دکھاتا ہے جو طبعی قوانین کے اثر سے آزاد ہوتے ہیں۔ ایسے غیر عادی کام دعویٰ نبوت کے ساتھ انبیائے کرام کے ہاتھ سے ہوں تو معجزات کہلاتے ہیں اور نبوت کے دعویٰ کے بغیر متقی صالح مومنین سے ان کا ظہور ہو تو کرامات!

ولی کی کرامت دراصل اس کے نبی کا معجزہ ہی ہوتا ہے اور اس سے صداقت نبوت پر دلیل قائم ہوتی ہے۔ اس اصول کی بنا پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے اولیاء درحقیقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زندہ معجزے ہیں جو قیامت تک باقی رہیں گے۔ نیز اولیائے امت اور انکی کرامات کی کثرت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الرسل اور سید المرسلین ہونے کے بیشمار دلائل میں ایک اور روشن دلیل کا اضافہ ہے۔

آسانی کے لئے کرامتوں کی دو قسمیں کی جاسکتی ہیں۔ حسی اور معنوی۔ عوام تو فقط حسی کرامات کو ہی اہمیت دیتے ہیں مگر خواص ان کے معنوی پہلو پر نظر رکھتے ہیں۔

قرآن مجید، احادیث شریفہ اور بزرگان دین کے آثار و اخبار سے حسی کرامات کی بہت سی صورتیں ثابت ہیں مثلاً جمادات، نباتات، حیوانات اور انسانوں حیوانوں پر تصرف غیبی امور کی خبر دینا، دل کی بات جان لینا۔ پوشیدہ چیز کو ظاہر اور ظاہر کو پوشیدہ کر دینا

بیماروں کو تندرست اور مردوں کو زندہ کر دینا، بے سبب کھانے پینے کا سامان
 مہیا کر دینا، ان کی برکت سے قلیل طعام کا کثیر ہو جانا، بے موسم کے پھل آ جانا، مھوٹے
 وقت میں زیادہ فاصلہ طے کر لینا۔ چشم زدن میں سینکڑوں میل سے سینکڑوں من وزن
 حاضر کر دینا، دشمن پر غلبہ، خلق خدا کی حاجت روائی اور مشکل کشائی، مقدمات میں کامیابی
 بلاؤں اور وباؤں کا دور ہونا، باران رحمت کا نزول وغیرہ وغیرہ اگر ان کی تشریح کی جائے تو
 بے حد ہو جائے۔ متقدمین اور متاخرین نے کرامات کے موضوع پر مستقل کتابیں تصنیف
 فرمائی ہیں۔ اولیائے کرام کا ہر تذکرہ کرامات کے انوار سے جگمگا رہا ہے، یہاں اجمال پر ہی
 اکتفا کیا جاتا ہے

معنوی کرامات شریعت کی پابندی، اعمال صالحہ پر استقامت، مکارم اخلاق
 سے راستگی، گناہوں سے اجتناب، واجبات و سنن کی رعایت، عرض ہر اچھی صفت سے
 دل کا مزین ہونا اور ہر بُری بات سے پاک ہونا، بہت سی ایسی خوبیاں ہیں جو خواص اہل اللہ
 کو ہی نصیب ہوتی ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ سب سے بڑی کرامت یہی ہے کہ انسان بشری
 تقاضوں اور نفسانی خواہشات کے باوجود فرشتوں سے بہتر ہو جائے۔

یہاں یہ عرض کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کرامات اولیاءِ لائقین اور ایمان کو قوی تر
 اور نچتہ تر کرتی ہیں۔ ان کے بیان کا سب سے بڑا مقصد ہی یہ ہے کہ سلیم القلب حضرات
 ان مقدس بزرگوں کے حالات کا مطالعہ کریں، اور ان گمراہ لوگوں کی بے ہودہ باتوں پر ہرگز
 کان نہ دھریں جو نہ صرف یہ کہ کرامات کے منکر ہیں بلکہ معجزات کے بھی قائل نہیں کیونکہ اگر
 کوئی شخص ان کی طرف التفات کرے گا تو اپنا دین برباد کر لے گا۔ اگر غور سے دیکھا جائے
 تو کرامات اولیاء کا انکار معجزات انبیاء کے انکار کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے اور اس کا نتیجہ ہے
 کفر اور بے دینی۔ لیکن اس کے برعکس جسے اولیائے کرام سے حسن عقیدت نصیب ہو جائے
 اور وہ ان پاک ہستیوں کی کرامات کو مان لے تو انشاء اللہ ان کی برکت سے وہ معجزات کا

بھی اقرار کر لے گا، اور اس طرح وہ اپنا ایمان سلامت لے جائیگا۔ و ذالک هو
الفوز العظیم۔

حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی معنوی کرامات تو آپ کے سوانح حیات اور اخلاق و
اوصاف سے نمایاں ہیں۔ اب آپ کی بعض حسی کرامات پیش کی جاتی ہیں کہ اہل سعادت اس
خزینہ فیض سے مالا مال ہوں۔ وهو الموفق

کشف و کرامات

سلب مرض

کرامت ۱: لا علاج مرض کو شفا

اعلیٰ حضرت امیر ملت محدث علی پوری قدس سرہ کے خلیفہ مجاز حضرت پیر سید
ولی محدث صاحب شاہ آبادی حال آباد ملتان نے ارشاد فرمایا۔ ایک مرتبہ حضرت
قبلہ رحمۃ اللہ علیہ شاہ آباد (ضلع کرناں) میں محمود خان صاحب کے مکان پر کھانا تناول
فرما رہے تھے۔ کھانے کے دوران ایک لا علاج مرض آیا آپ نے فرمایا :
اؤ کھانا کھا لو۔ اس شخص نے نفلی روزہ رکھا ہوا تھا، اس لیے عذر کیا۔ آپ نے
فرمایا، اچھا۔ پھر کھانے کا ایک لقمہ عنایت فرمایا کہ اس سے روزہ افطار کرنا حضرت
شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ پھر اس شخص نے قسم کھا کر بیان کیا کہ وہ لقمہ کھانے کے بعد
مرض کا نام و نشان باقی نہ رہا۔

کرامت ۲: ملک فتح خاں نون کو صحت

مخدومی حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ملک فتح خاں صاحب نون

رجسٹرار کو اپریٹو سوسائٹیز دورہ پر کرنال آئے۔ رمضان شریف کا مہینہ تھا۔ جب حضرت قبلہ کی خدمت میں آئے تو آپ نے دریافت فرمایا "روزے رکھتے ہو"۔ ملک صاحب نے عرض کیا۔ "حضور مجھے ذیابیطس ہے اور ڈاکٹروں نے روزے رکھنے سے منع کیا ہے"۔ آپ نے ارشاد فرمایا "ملک صاحب کل روزہ رکھو اور ہمارے ساتھ افطار کرو"۔ پھر ملک صاحب اجازت لے کر ڈاک بنگلہ چلے گئے۔ شام کو ہماری بھینس نے جتنا دودھ دیا وہ سب میرے ہاتھ ڈاک بنگلہ بھجوا دیا۔ اگلے روز ملک صاحب حاضر ہوئے تو بولے "حضور! آج مجھے اتنا آرام ہے کہ پہلے کبھی بھی کسی دوا سے اتنا آرام نہ ہوا"۔

کرامت ۳: دختر سکیمپ صاحب کی نکسیر بند کرنا۔

حضرت حافظ صاحب سے ہی روایت ہے کہ ایک دفعہ کرنال میں ایک انگریز سکیمپ صاحب ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج آئے ان کی لڑکی کی نکسیر جاری ہو گئی۔ بڑے بڑے ڈاکٹر آتے مگر خون بند نہ ہوا۔ صاحب کا چہرہ اسی جو یار طریقت تھا، حضرت کو کوٹھی پر لے گیا۔ آپ نے دم فرمایا تو نکسیر فوراً بند ہو گئی۔

حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ اس دن سے صاحب نے اپنا معمول بنالیا کہ عدالت میں آتا تو حضرت کے کمرے میں سے گزر کر آتا اور ہیٹ انا کر سلام کرتا اور جب کبھی آپ اس کے پاس کوئی فائل یا کاغذ لے کر جاتے تو اصرار کر کے آپ کو کرسی پر بٹھاتا

کرامت ۴: مولانا عبد المجید خان صاحب کی نئی زندگی

تھیماۃ الکمالۃ کے مؤلف مولانا عبد المجید خان صاحب خود اپنا ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ ۱۹۱۵ء میں روہتک میں نفس سوزنا کی وبا پھیلی۔ میں وہیں رہتا تھا۔ ان دنوں

حضرت قبلہ کرناں میں تھے۔ میں بالکل قریب لڑک تھا۔ عین اس وقت بھائی عبدالغفور
خاں آگئے۔ انہوں نے حضرت قبلہ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا میں نے کہا یہ شعر
بھی لکھ دو

بس دل میں رہے یہ دھیان ترا اور لب پر ہو جاری نام ترا !
ہنگام نزع اے شیریں دہن سبحان اللہ سبحان اللہ

خطا گلے دن کرناں پہنچ گیا۔ حضرت نے اسی وقت الاٹھی خوردوم فرما کر بھائی اصغر علی
روہی کو جو وہاں حاضر تھے، حکم دیا۔ ابھی جاؤ اور یہ الاٹھی اسے کھا دو۔ خدا تعالیٰ کی شان
الاٹھی کا کھانا تھا کہ ایک دم جان آگئی اور سات ہی رات میں اتنی طاقت آگئی، گویا
بیمار ہی نہیں ہوا تھا۔

مولانا عبدالمجید صاحب یہ قصہ تفصیل سے لکھنے کے بعد فرماتے ہیں پھر میں صبح
سویرے نماز فجر کے لیے مسجد میں حاضر ہوا۔ میرے بعد ایک بزرگ خلیفہ اکبر علی مسجد
میں آئے اور مجھ سے پوچھا "کون ہے" میں نے کہا "عبدالمجید" وہ بڑے حیران
ہوئے۔ وہ بار بار "خانصاحب، خانصاحب" کہہ کر پکارتے۔ میرا خیال ہے کہ خلیفہ
صاحب نے شاید یہ تصور کر لیا ہو گا کہ یہ مر گیا ہے اور چونکہ اسے مسجد سے دکاؤ تھا۔
اس لیے یہ روحانی طور پر حاضر ہو گیا ہے، کیونکہ وہ شام کو میری حالت زار دیکھ چکے
تھے۔ آخر بہت دیر کے بعد انہیں یقین آیا کہ میں تندرست ہو کر زندہ سلامت مسجد
میں حاضر ہوا ہوں۔ (تحیۃ الکمالۃ ص ۳۳۰-۳۳۱)

کرامت ۵ : آشوبِ چشم کا علاج

بھائی تاج محمد خاں منبر دار جو نڈک والے جو اچکل پیلاں ضلع میانوالی میں آباد ہیں
بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میری آنکھیں دکھنی آگئیں۔ حضرت قبلہ کی خدمت میں کرناں

حاضر ہوا۔ آپ نے پانی دم فرما کر دے دیا، اس کے تھپنیوں سے بالکل آرام آ گیا
اس بات کو چالیس سال سے زیادہ کا عرصہ گزر گیا۔ پھر آج تک آنکھ نہیں دکھی۔
نمبر دار صاحب کہتے ہیں کہ میرے بچوں کو بھی کبھی یہ تکلیف نہیں ہوئی۔

کرامت ۶ : انگلی کے درد کا ایک عجیب درمان

مخدومی حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ کرناں میں ایک بزرگ سید غلام علی
شاہ صاحب میرے استاد تھے۔ ایک دن وہ تشریف لائے تو بڑے پریشان تھے
حضرت قبیلہ نے سب پوچھا تو بولے: رات میری اہلیہ کی انگلی میں اچانک درد
اٹھا، وہ ساری رات تڑپتی رہی میں بھی نہ سو سکا۔ آپ نے پوچھا "کون سی
انگلی ہے؟ پھر اپنی وہی انگلی پکڑ کر دم فرمایا۔ جب ماسٹر صاحب گھر پہنچے تو حیران رہ
گئے۔ دیکھا، بیوی اٹا گوندھ رہی ہے۔ کہنے لگی کہ آپ کے جانے کے بعد مجھے
اچانک "آپ ہی آپ" آرام ہو گیا۔

کرامت ۷ : باپ بیٹے کو تندرستی

حاجی عاشق علی صاحب جو تڈلہ والے حال ساکن حیدرآباد نے بتایا کہ کرناں میں ایک
مرزائی کالٹر کا بیمار ہو گیا۔ ہر چہد علاج کیا مگر آرام نہ ہوا۔ ایک صاحب ماسٹر اللہ دیا
نامی نے حضرت قبیلہ کی حاضری کا مشورہ دیا۔ آپ نے پانی پڑھ کر پلایا تو اللہ تعالیٰ نے
اس کو اچھا کر دیا۔ یہ کرامت دیکھ کر وہ شخص اپنے عقائد سے توبہ کر کے حضرت کے حلقہ ارادت میں شامل ہوا۔

کرامت ۸ : طاعون سے نجات

حاجی عاشق علی صاحب نے ہی بتایا کہ ہمارے گاؤں جو تڈلہ میں طاعون سے سینکڑوں

آدمی فوت ہو گئے۔ میں اپنے بھائی جمعدار عبد الرحمن کے ساتھ حضرت کی خدمت میں کرنال حاضر ہوا اور عرض کی: حضور! لوگ تو گاؤں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ ہہم کیا کریں۔ آپ نے فرمایا۔ "بھائی عاشق علی! گاؤں نہ چھوڑنا، مسجدیں ویران ہو جائیں گی۔" نیز یہ بھی تلقین فرمائی کہ اگر کوئی شخص مرتبے تو اس کے کفن و دفن کا ضرور انتظام کرنا، فقیر کی دعا تمہارے ساتھ ہے۔ پھر حضور نے کرم فرمایا۔ ہر اتوار کو جو نڈلہ تشریف لاتے ایسے مریض بھی تھے جنہیں سات سات گلٹیاں نکلی ہوئی تھیں۔ آپ ان پر مٹی کا ڈھیلا پھیرتے تو اسی وقت آرام آجاتا۔

حاجی صاحب نے مزید فرمایا کہ ایسا ایک شخص آج تک زندہ ہے جسے سات گلٹیاں نکلی چکی تھیں اور جو کوئی دم کا مہمان نظر آتا تھا۔ اس کا نام محمد اسمعیل ولد فرزند علی ہے، اور پیپان ضلع میانوالی میں رہتا ہے۔

* کشف قبور

کرامت ۹: قصبہ مہم میں ایک مزار کا انکشاف!

حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ قصبہ مہم ضلع روہتک میں ایک زمیندار نے مسلسل تین رات تک خواب میں ایک بزرگ کو دیکھا کہ فرماتے ہیں تو میری چھپاتی پرل چلا ہے۔ وہ بڑا پریشان تھا کہ کیا کرے۔ اتفاق سے اس نے سارا ماجرا بھائی اصغر علی روہتکی مرحوم کو سنایا اور انہوں نے حضرت سے عرض کیا۔ آخر ایک دن آپ مہم اس کے کھیت میں گئے۔ وہاں ایک جگہ چھڑی سے نشان لگا دیا کہ یہاں مزار بنا دو۔ وہ بہت خوش ہوا۔ پھر مزار بن گیا تو خواب میں وہی بزرگ آئے، اور اس زمیندار کو دعائے خیر دی۔

کرامت ۱۰: قصور میں ایک قبر کی نشاندہی

ایک دن قصور کے قبرستان میں ایک شخص کی فاتحہ خوانی کو گئے۔ متوفی کا لڑکا ساٹھ تھا۔ حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ اس نے ایک قبر کی طرف اشارہ کیا کہ یہ میرے باپ کی قبر ہے۔ اس پر حضرت قبلہ نے فرمایا، یہ تو ایک عورت کی قبر ہے جو مجھ سے پردہ کر رہی ہے۔ پھر اس لڑکے کو اپنی غلطی کا احساس ہوا، اور اس نے پہچان لیا کہ اس کے باپ کی قبر وہی ہے جو حضرت قبلہ نے بتائی۔

کرامت ۱۱: ایک سہروردی بزرگ کا فیضان

حاجی ذاکر علی صاحب نے بتایا کہ فتیہ ارتداد کے زمانہ میں مجھے پانچ خور و ضلع گورڈگانوں میں تبلیغ کے لئے بھیجا گیا تھا۔ وہاں میں چوپال میں رہتا اور چھوٹوں بڑوں کو اسلام کے مسائل سکھاتا۔ میں نے کرنال عریضہ لکھا تو حضرت قبلہ تشریف لے آئے۔ مولانا عبدالمجید خان صاحب ایک دن پہلے پہنچ گئے تھے۔ ہم پیشوائی کے لیے پلوں کے سٹیشن پر حاضر ہوئے۔ حضرت کوٹانگہ پر سوار کرا دیا، اور میں نزدیک کے کچے راستے سے پہلے آگیا۔ صبح سویرے از خود فرمایا جس راستے سے تم سٹیشن سے آئے وہاں ایک مزار شریف ہے وہ سہروردی سلسلہ کے فلاں بزرگ ہیں رات بھر ہمیں ان کا فیضان آتا رہا۔ تم وہاں آتے جاتے بیٹھا کرو۔ یہ بھی فرمایا کہ یہ بزرگ فلاں زمانہ میں ہوئے ہیں۔

حاجی صاحب کہتے ہیں وہ ایک ساٹھ میدان تھا۔ چاروں طرف جاں کے درخت تھے لوگوں کا خیال یہی تھا کہ یہاں کوئی مزار شریف ہے۔

کرامت ۱۲: ماسٹر محمد شفیع صاحب کی روایت

ماسٹر محمد شفیع صاحب گورڈیانی والے فرماتے ہیں میرا تبادلہ موضع سیپل کا ہو گیا

سکول میں ایک حمام بنوایا مگر ہزار کوشش کے باوجود اس میں آگ نہ بجلی۔ اس کے برابر میں ایک اور حمام بنایا تو اس میں پانی گرم ہونے لگا۔ حسن اتفاق سے حضرت قبلہ وہاں تشریف لے آئے۔ میں نے سب قصہ عرض کیا۔ بہت سے لوگ جمع تھے۔ آپ نے فرمایا "کستی لاؤ" پھر پہلے حمام کو ڈھایا گیا تو نیچے سے ایک مزار کا نشان برآمد ہوا۔ آپ نے فرمایا: آگ نہ جلنے کی یہی وجہ تھی۔

کرامت ۱۳: ایک بزرگ کے فیض کا اعلان

حضرت حافظ صاحب نے فرمایا: بھائی وجیہ الدین جو قاضی حفیظ الدین صاحب دہلی کے حقیقی بھائی تھے۔ قصہ باولی میں پڑاری تھے۔ وہاں ایک مزار شریف کے پاس ایک پرانی مسجد تھی۔ انہوں نے اس کی مرمت اور سفیدی کرادی پھر مسیلا شریف کا اہتمام کیا۔ حضرت قبلہ وہاں تشریف لے گئے۔ دوران و عطا آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ صاحب مزار بزرگ فرماتے ہیں اگر کوئی بے اولاد شخص یہاں روزانہ چالیس رات چراغ جلائے تو صاحب اولاد ہو جائے۔ بھائی وجیہ الدین کے گھر کوئی بچہ نہ تھا۔ آپ سے یہ بشارت سُنکر انہوں نے اس پر عمل کیا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کے گھر ایک لڑکی دی جو ابھی تقریباً سال ہوا ملتان میں فوت ہوئی۔

کرامت ۱۴: طاعون سے شہید ہونے والا نوجوان

جو نڈلہ کے جمعدار عبد الغفور کا اکلوتا بیٹا و فعدار محمد خورشید فوج سے چھٹی پر گھرایا۔ آئے ہی طاعون میں مبتلا ہوا۔ اس کا کلابند ہو گیا۔ آخر اسی حالت میں انتقال ہو گیا اس کا باپ نیم پاگل ہو گیا۔ اسے گمان تھا کہ کسی نے میرے بیٹے پر جادو کر دیا ہے۔ جمعدار صاحب کی درخواست پر حضرت قبلہ ہمارے گاؤں تشریف لائے اور خورشید مرحوم کی

قبر کے پاس مراقبہ کیا پھر فرمایا: "محمد خورشید کہتے ہیں کہ میرے والد صاحب کو بتا دیجئے مجھ پر کسی نے جادو نہیں کیا، میرے گلے کے نیچے گلہی نکل آئی تھی۔ جس کی وجہ سے زبان رک گئی تھی۔ اب انھیں صبر کی تلقین کر دیجئے، میں ہر طرح سے خوش ہوں!"

کرامت ۱۵: حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سے ہم کلامی

مخدومی حضرت حافظ صاحب نے مرزا عبدالرب صاحب ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج (جو تقسیم صغیر کے بعد کسٹوڈین بھی بنے) سے روایت کی کہ میری پہلی بیوی فوت ہو گئی۔ انہی دنوں حضرت قبلہ کے قدموں کے ساتھ دربار داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حاضری ہوئی۔ راستہ میں میں نے حضرت سے عرض کیا کہ "جناب داتا صاحب سے دریافت فرمائیں میری شادی کب اور کہاں ہوگی؟" واپسی پر حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا۔ "حضرت داتا صاحب فرماتے ہیں: آپ کی شادی اتنے عرصہ میں دہلی میں ہوگی"۔ مرزا صاحب کا بیان ہے کہ "میں نے عرض کیا، حضور میں لاہور کا رہنے والا دہلی سے میرا کیا واسطہ اس کے بعد مرزا صاحب نے بتایا۔" پھر اتفاق سے میرا تبادلہ روہتک کا ہو گیا اور وہاں کچھ ایسے اسباب بنے کہ نواب سراج الدین احمد خاں سائل کی صاحبزادی سے شادی ہو گئی۔"

کرامت ۱۶: حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب کی بشارت!

مرزا عبدالرب صاحب کی شادی دہلی ہو گئی۔ ایک دفعہ حضرت قبلہ دہلی تشریف لے گئے۔ حسن اتفاق سے مرزا صاحب بھی وہیں تھے۔ مرزا صاحب حضرت قبلہ کی رکاب سعادت میں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضر ہوئے جب وہاں سے فاتحہ پڑھ کر لوٹے تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ مرزا صاحب حضرت خواجہ صاحب آپ کو بیٹے کی خوشخبری دیتے ہیں اور ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ اپنے سے بیٹا پیارا ہوتا ہے۔ آپ بچے کا نام

"غلام مجدد" رکھنا۔ یہ بچہ اس وقت بیرسٹریٹ لاسے اور کوئٹن روڈ لاہور میں رہائش پذیر ہے

علمِ خواطر

کرامت ۱۷: دل کی باتیں

صوبیدار عبدالمحی صاحب کلاوڑی حال آباد ٹرون آباد بتاتے ہیں کہ کلاوڑی میں ایک لڑکا سخاوت نامی میرا ہم عمر تھا۔ وہ بزرگان دین کی شان میں بہت گستاخیاں کرتا۔ ایک دفعہ جب حضرت قبلہ ہمارے گاؤں میں تشریف لاتے تو میں نے اسے کہا کہ میرے ساتھ چل اور دیکھ کہ اولیاء اللہ کی کیا شان ہے۔ وہ بولا، میں کچھ سوال کروں گا۔ اگر تسلی بخش جواب مل گئے تو مانوں گا۔ میں نے کہا: تجھے سوال کرنے کی توبت ہی نہیں آئے گی۔ اور جواب مل جائے گا۔ وہ بولا: پھر تو میں اپنا مذہب چھوڑ کر تمہارے عقیدے کو اختیار کر لوں گا۔ پھر اس نے تیرہ سوال لکھے اور ہم دونوں خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضرت کی خدمت میں اور بھی بہت سے لوگ بیٹھے تھے اور آپ کا سلسلہ پسند و موافقت جاری تھا کہ آپ نے دورانِ کلام بغیر پوچھے ایک ایک کر کے سخاوت کے نو سوالوں کے جواب دے دیئے۔ پھر میری توجہ کسی اور طرف ہو گئی اور وہ موقع پا کر کھسک گیا۔ پھر جب بھی ملتا تو اعتراف کرتا کہ واقعی بزرگ ہیں۔ اس کے باوجود اپنے عقائدِ باطلہ سے توبہ نہ کی۔ آخر ۱۹۶۵ء میں رینالہ خورد میں اسی بدعتیہ دگی کے ساتھ فوت ہوا۔

کرامت ۱۸: زائرین کے ناموں کا علم

مولوی محمد شفیع صاحب لاہلی والے اور ماسٹر رحمت اللہ صاحب لاہلی والے بیان کرتے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت قبلہ موضع پٹواپور میں رونق افروز تھے۔ لاہلی

سے ہم کافی یارانِ طریقت نمازِ عشرِ پڑھ کر حضرت کا وعظ شریف سننے کیلئے
 پٹواپور کو چلے۔ اندھیری رات تھی۔ راستہ میں ایک بھائی حمید خان بولے کہ حضرت
 آپ کو تو اچھی طرح جانتے ہیں، مجھے کیا جانتے ہوں گے۔ اسی طرح ایک اور شخص کرم خا
 بولا کہ نام تو کبھی ہمارا بھی نہیں پوچھا۔ خیر! پٹواپور پہنچے۔ حیدر خاں سب سے
 آگے تھے۔ جب حضرت قبلہ کے قریب پہنچے تو فرمایا "بھائی حمید! آگے آہم
 سب حیران رہ گئے۔ پھر کرم علی خاں کا نام لے کر فرمایا۔" بھائی کرم علی آپ بھی آگے۔"

کرامت ۱۹: اصلاحِ نیت

حاجی ذاکر علی صاحب نے بتایا ایک دفعہ حضرت قبلہ نے دریافت فرمایا :
 علی پور شریف کون کون چلے گا۔ میرے دل میں آیا کہ حضور قبلہ عالم کے سنگر شریف میں
 عمدہ عمدہ کھانے ملتے ہیں، میں بھی چلوں گا۔ حضرت قبلہ نے فرمایا: نیت تو زیارت
 کی کرو کھانے تو مل ہی جائیں گے۔

کرامت ۲۰: ایک اور روایت

مولانا عبدالمجید خان صاحب لکھتے ہیں کہ کلانور میں ایک شخص نے بھائی
 فضل حسین خاں صاحب اور چند احباب کو علیحدہ لے جا کر کہا کہ میں ایک بات آپ
 لوگوں سے بیان کرتا ہوں اور پھر حضرت کی خدمت میں چلتے ہیں۔ دیکھیں حضرت
 بغیر دریافت کئے اسی مسئلہ کا تذکرہ فرماتے ہیں یا نہیں۔ اس کے بعد ہم خدمت
 اقدس میں حاضر ہوئے۔ مولانا عبدالمجید صاحب فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ حاضر و
 ناظر ہیں یہ امر بلا مبالغہ ہے کہ جوں ہی ہم خدمت اقدس میں حاضر ہوئے حضرت
 نے اسی مبحث پر نہایت بسیط و مدلل و عطا ارشاد فرمایا۔ سب حیران و ششدر

رہ گئے اور وہ معترض مان گیا کہ بے شک اولیا گئے کا ملین ایسے ہی ہوتے ہیں؛
تَحْيَاةُ الْكَمَالَةِ ص ۵۳

غیبی امور کی خبر اور پیشین گوئیاں

کرامت ۲۱: سٹیشن سے قیام گاہ تک!

حضرت پیر سید ولی محمد شاہ صاحب شاہ آبادی حال آباد ملتان فرماتے ہیں۔ ایک بار حضرت
قبلہ شاہ آباد تشریف لائے۔ محمود خاں صاحب کے مکان پر رہائش کا انتظام تھا
آپ ریلوے سٹیشن سے سیدھے قیام گاہ پر جا کر کھڑے حالانکہ کسی نے نہیں
بتایا کہ کہاں جانا ہے۔

کرامت ۲۲: اُگے اور پیچھے کی خبر!

حضرت شاہ صاحب موصوف نے ہی فرمایا۔ سٹیشن سے چلتے وقت آپ کا
کمبل ایک شخص نے لے لیا۔ آپ اُگے تھے، وہ پیچھے۔ رات کا وقت تھا۔ اس
شخص نے بے احتیاطی کی، کمبل زمین پر ٹک رہا تھا۔ آپ کھڑے اس شخص
کو ہدایت کی پھر روانہ ہوئے۔

کرامت ۲۳: ماسراپا انتظار اور منتظر

مولانا عبد المجید خان صاحب نے لکھا ہے کہ ایک سال حضرت حسب معمول بہت سے
خدام کے ساتھ علی پور شریف جا رہے تھے۔ جمعہ کا دن تھا۔ سیالکوٹ پہنچے بعض
احباب بولے، جمعہ یہاں ادا کریں۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ حضور قبلہ عالم شہنشاہ
علی پوری نے بھی ہمارے انتظار میں جمعہ نہیں پڑھا ہوگا، دربار شریف میں حاضر ہو

کر ہی پڑھیں گے۔ اسکے بعد خانصاحب لکھتے ہیں۔ واقعی حضور قبلہ عالم قدس سرہ نے ہمارے پہنچنے کے بعد ہی جمعہ پڑھا۔

گرامت ۲۴: گمشدہ گھوڑی کی بازیابی

مولانا عبد المجید خانصاحب لکھتے ہیں ایک دفع میری گھوڑی گم ہو گئی۔ دس روز تک خوب تلاش کی۔ آخر صبر کر لیا۔ پھر جمعہ پڑھنے روہتنگ حاضر ہوا۔ واپس اپنے گاؤں جا رہا تھا۔ میں پیدل، بھائی عبد المجید سوار۔ انہوں نے ہرچند کہا کہ میں ان کی گھوڑی لے لوں۔ مگر مجھے گوارا نہ ہوا۔ راستہ میں کچھ لوگ روہتنگ جاتے ہوئے ملے۔ میں نے ایک کاغذ کے پرزہ پر حافظ شیرازی کا یہ شعر

تو دستگیر شوالے خضر پستے خجستہ کہ من

پیادہ می روم و مہر ہاں سوار انند

حسب حال لکھ کر ان کے بدست خدمت حضرت قبلہ میں ارسال کیا۔ دوسرے دن ہی ڈاک سے حضرت کا کرامت نامہ ملا۔ جس میں لکھا تھا "اطمینان رکھو گھوڑی مل جائیگی"۔ اسی شام کو تھانہ ساپنہ سے اطلاع ملی کہ آپ کی گھوڑی بہادر گرٹھ کے پھاٹک مولیشیاں میں بند ہے۔ جلد پہنچ کر لو۔ ورنہ نیلام کر دی جائے گی

(تھیۃ الکملۃ ص ۲۲-۲۳)

گرامت ۲۵: مہمان کی آمد کا علم

صوبے دار عبدالحی صاحب نے بتایا کہ میں تھپی ساتویں جماعت میں پڑھتا تھا کہ شوق زیارت نے مجبور کیا اور روہتنگ سے ریل پر سوار براستہ دہلی کرناں روانہ ہو گیا۔ یہ میری زندگی کا پہلا سفر تھا۔ رات سر پر آرہی تھی۔ میں بڑا پریشان تھا۔ کہ اتنے بڑے شہر میں حضرت کا مکان شریف کیسے ڈھونڈوں گا۔ اسی گھبراہٹ

کے عالم میں کرنال سٹیشن پر اتر آ گیا۔ گھیٹ پر پہنچا تو ایک دم جناب حافظ صاحب بیکار اٹھے۔ "عبدالحمی" آپ کی آواز سن کر میری جان میں جان آئی۔ میں نے پوچھا "آپ کیسے آئے؟" تو حافظ صاحب نے جواب دیا "قبیلہ اباجی نے بھیجا ہے کہ جاؤ عبدالحمی آ رہا ہے اسے سٹیشن سے لے آؤ" جناب حافظ صاحب نے یہ بھی فرمایا: کہ "حضرت نے ابھی کھانا بھی نہیں کھایا اور فرمایا ہے کہ عبدالحمی کے آنے پر سب مل کر کھائیں گے۔"

گرامت ۲۶: قبل ولادت بیٹے کی بشارت اور نام رکھنا

حاجی عاشق علی خاں صاحب نے بتایا کہ میرے تین چار بچے فوت ہو چکے تھے میری والدہ میری اہلیہ کو لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور دعا کی التجا کی حضرت نے خاص شفقت اور توجہ فرمائی اور ارشاد ہوا۔ "جاؤ انشاء اللہ لڑکا ہوگا۔ اور اس کا نام محمد ذاکر رکھنا (اب ماشاء اللہ محمد ذاکر صاحب خود صاحب اولاد ہیں)

شیطانی کاموں سے بچانا

گرامت ۲۷: شطرنج سے خواب میں توبہ کرانی

مولانا عبد المجید خان صاحب خود اپنا واقعہ لکھتے ہیں کہ مجھے شروع شروع میں شطرنج کا بہت شوق تھا۔ ایک دن صبح سے ظہر تک کھیلنا رہا۔ نماز ظہر پڑھی پھر کھیلنے لگا۔ عصر کے لٹے اٹھا۔ نماز کی نیت باندھی تو یہ حال تھا کہ ظاہر میں سب ارکان ادا ہو رہے تھے مگر دماغ میں وہی شطرنج کی چالیں تھیں۔ ایک دم خیال آیا کہ اگر مرتے وقت بھی معاذ اللہ شطرنج ہی ذہن میں رہی تو پھر خاتمہ کا خدا حافظ۔ اسی ادھیڑ میں سو گیا۔ رات کو خواب میں حضرت قبلہ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے

میرا ہاتھ پکڑا، اور فرمایا "توبہ کر"۔ میں نے سوچا کہ میں تو بیعت کر چکا ہوں اب یہ توبہ کیسی؟ آپ نے فرمایا کہو "الہی توبہ، الہی توبہ، شطرنج سے توبہ" میں نے توبہ کی۔ اتنے میں آنکھ کھل گئی تو زبان سے "توبہ، توبہ" نکل رہی تھی اور پسینہ چھوٹ رہا تھا، اور الحمد للہ! کہ پھر اس کے بعد شطرنج وغیرہ لہو و لعب کی طرف مطلق و صیان نہ رہا۔ لطف یہ کہ اگلے دن ہی حضور نے ایک کرامت نامہ صادر فرمایا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ لذت و کر کے آگے سب نفسانی لذتیں بیچ ہیں (تجاء الکمالۃ) ^{۸۹}

کرامت ۲۸: پتنگ بازی چھڑانے کا عجیب واقعہ

قاسمی حفیظ الدین صاحب کے بھتیجے حسین الدین مرحوم بھی حضرت کی خدمت میں رہے۔ حضرت حافظ صاحب نے ان کی روایت بیان کی کہ ایک دن حضرت سبزی تزکاری کے پیسے دے کر کچھری تشریف لے گئے۔ میں ان کی ڈور پتنگ لے آیا۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ آپ خلاف معمول وقت سے بہت پہلے آرہے ہیں میں سمجھا کسی نے شکایت کر دی۔ ڈر کے مارے جھٹ پتنگ درمی تلے چھپا دی آپ نے آتے ہی فرمایا: "بھئی ہمیں بھی پتنگ دکھاؤ"۔ میں نے لاعلمی ظاہر کی۔ فرمایا "درمی کے نیچے کیا ہے؟" اب میں سمجھا کہ مجبزی نہیں یہ تو کشفِ باطنی ہے۔ آخر پتنگ نکال دی۔ آپ نے خود اس میں ڈور باندھی اور فرمایا "جاؤ اب اڑاؤ" میں خوشی خوشی دوڑا گیا، اور پتنگ لڑانے لگا۔ اب یہ حال تھا کہ جو پتنگ سامنے آئی، ان کی آن میں کٹ کر رہ گئی۔ لڑنے کے بولے: تو نے بولے کا تار باندھا ہوا ہے۔ انہوں نے خوب دیکھا بھالی کی، مگر نارکیسا۔ وہ تو کچھ اور ہی بات تھی۔ آخر ہم فتح کے شادیا نے بجاتے گھر آئے پھر خیال آیا، ایسی حیثیت اب کہاں نصیب! بس اسی دن سے توبہ کر لی اور پھر کبھی پتنگ کو ہاتھ نہیں لگایا۔

کرامت ۲۹: بدکاری سے باز رکھنا

صوبیدار عبدالرحی صاحب نے ایک طویل قصہ لکھ کر بھیجا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ ایک دفعہ گھر سے بے اجازت ایک سو ساٹھ روپے لے کر سیر کے لیے وہی چلے گئے۔ ابتدائی عمر اور نا تجربہ کاری۔ وہاں ایک اوارہ لڑکے کے اڈے چڑھ گئے۔ اس نے پہلے تو تاریخی عمارت کی سیر کرائی اور آخر ایک رات طوائفوں کے بازار میں لے گیا۔ صوبیدار صاحب کہتے ہیں۔ میں حیران تھا کہ یہ مجھے کہاں لے جا رہا ہے۔ اس نے مجھے ایک کوٹھے پر چڑھنے کو کہا۔ اگے آگے میں پیچھے پیچھے وہ۔ میں پانچ سات سیڑھیاں چڑھا تھا کہ سلمے سے ایک زبردست دھکا لگا۔ میں اس لڑکے پر گرا اور وہ دروازے پر۔ میں تو وہاں سے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا۔ وہ بھی پیچھے پیچھے بھاگا اور پوچھتا رہا۔ ”کیا ہوا، کیا ہوا“۔ میں نے کہا: ”میں توبہ توڑنے والا تھا۔ مگر شکر ہے کہ میرے پیر و مرشد نے مجھے بچا لیا!“

صوبیدار صاحب کہتے ہیں: وہاں سے میں سیدھا کرناں حاضر ہوا تو حضرت نے بری صحبت سے بچنے اور بے ضرورت سفر کرنے سے منع فرمایا۔

مریدوں کی روحانی امداد

کرامت ۳۰: بھیڑیے سے حفاظت:

مولوی عبدالمجید خاں صاحب لکھتے ہیں۔ میں ایک دفعہ روہتک حاضر خدمت ہوا، لیکن گھر میں اہلیہ کو بیمار چھوڑ کر گیا تھا، اس لیے بارش اور اندھیری رات کے باوجود رخصت مانگی۔ حضور نے فرمایا، موسم ٹھیک نہیں، رات ہوگئی ہے۔ سات میل اندھیرے اور باد و باراں میں جانا مناسب نہیں۔ مگر پھر میرے قلبی اضطراب اور بے چینی کو دیکھتے ہوئے اجازت بخشی اور اپنا کبل عنایت فرمایا۔ میں وہ کبیل

اور طہ کر روانہ ہو گیا۔ ابھی دو میل سفر طے کیا تھا کہ اچانک ایک درندہ جو غالباً بھڑیا تھا، بڑی ڈراؤنی آواز کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ اسی وقت بجلی چمکی اور میں نے دیکھا کہ حضور میرے سامنے رونق افروز ہیں۔ پھر وہ جانور اچھل کر برابر سے نکل گیا۔ مولانا عبدالمجید صاحب لکھتے ہیں، مجھے اس خطرہ سے بچنے کی اتنی مسرت نہ تھی جتنی اس جمال بالمال سے خوشی ہوئی۔ تحیاء الکمالۃ ص ۲۲

کرامت ۳۱: نماز تہجد کے لیے بیدار کرنا۔

حاجی عاشق علی خان صاحب فرماتے ہیں۔ بیعت کے وقت میری عمر پچیس سال تھی۔ حضور نے تہجد پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ میں نے عرض کی۔ حضور مجھ سے تو صبح سویرے اٹھا نہیں جائے گا۔ آپ نے فرمایا "بھائی عاشق علی جس نے نماز پڑھوانی ہوگی وہ خود ہی اٹھالے گا۔" حاجی صاحب کہتے ہیں۔ پھر کئی سال تک یہ حال رہا، کہ روزانہ نفلوں کے وقت آپ مجھے بیدار کرا جاتے۔ یہاں تک کہ عادت بچتے ہو گئی۔

کرامت ۳۲: ادھی رات مراقبہ کرانا۔

ماسٹر محمد شعیب صاحب بتاتے ہیں: ایک رات موضع سیپل میں دیہاتیوں کے سامنے قواعد علم پر تہتیر کرتے ہوئے رات کے تقریباً ساڑھے بارہ بج گئے میں ان دنوں مسجد میں مقیم تھا، اگر نماز عشاء پڑھی، بہت تھکا ہوا تھا۔ سوچا اب مراقبہ کرنا تو بہت مشکل ہے۔ میں پلنگ پر آن لیٹا۔ میرا دراز ہونا تھا کہ حضرت قبلہ تشریف لے آئے اور میرے سینہ پر اپنا دست انور رکھ کر فرمایا۔ "لو بھی ہا، ہم تمہارے ساتھ مراقبہ کریں گے۔" پھر ذکر کی آواز اتنی بلند ہوئی کہ رات کو ہی مسجد

کے ارد گرد لوگوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگ گئے۔ آخر میں چپ ہوا تو لوگ سہمے سہمے میرے قریب آئے اور پوچھنے لگے "دوسری آواز کس بزرگ کی تھی؟" پھر میں یوازہ اُدھر اُدھر دوڑا۔ جب ذرا طبیعت قابو میں آئی تو خیال آیا کہ حضور تو کربلا میں ہیں!

خفیف آواز کا سن لینا۔

کرامت ۳۳۔ شاہ آباد کا ذکر

یہ شاہ آباد کا ذکر ہے حضرت پیر سید ولی محمد شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ آپ ہمارے یہاں تشریف لائے۔ آپ باہر برآمدہ میں تھے۔ اندر کے کمرہ میں سید بشارت علی اور مہجانی مشتاق صاحب نے بالکل چپکے چپکے مشورہ کیا کہ حضرت کے ساتھ واپسی میں کچھ گئے کر دیئے جائیں۔ وہ باہر آئے تو آپ نے از خود فرمایا "نہیں گنوں کی کوئی ضرورت نہیں" حالانکہ حضور ثقل سماعت کی وجہ سے بہت اونچا سنتے تھے، مگر یہ بات اتنی دور اور استغلی سے ہوئی پر آپ نے سن لی

توجہ مبارکہ کا اثر!

کرامت ۳۴۔ نمبر دار عبد الرحمن پر توجہ!

حضرت قبلہ کے ایک مخلص مرید حافظ منیر الدین بہادر گڑھی ایک دفعہ آپ کے قدموں کے ساتھ علی پور شریف حاضر ہوئے۔ ان کے والد میاں عبد الرحمن بزرگوار کو یہ بات بہت ناگوار ہوئی۔ انہوں نے اپنے بیٹے کو سخت سرزنش کی کہ تو اس طرح "آوارہ" پھرتا ہے۔ دنیا کا کام دھندا بھی تو کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شان محوڑے عرصہ بعد حضرت بہادر گڑھ تشریف لے آئے تو یہ نمبر دار صاحب بھی بیعت ہو گئے۔ وہ حلقہ میں حضور کے عین سامنے بیٹھے تھے اور پہلی ہی توجہ

کا ان پر یہ اثر ہوا کہ دعا کے وقت اور سب کو تو ہوش آگیا۔ مگر وہ بے ہوش پڑے رہے۔ بڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو اپنے صاحبزادے حافظ منیر الدین سے بولے "میں تو حضور کے ساتھ ہی جاؤں گا۔ مال مولیٰ گھربارہ تم ہی سنبھالو" (تجلیۃ الکملات ص ۲۵-۲۶)

کرامت ۳۵: راجہ گلاب خان صاحب پر نظرِ کرم

مخدومی حضرت حافظ صاحب نے فرمایا۔ راجہ گلاب خان صاحب مرحوم افسر مال ہو کر روہتک آئے اور قلعہ پر مکان لیا۔ ان دنوں حضرت بھی قلعہ میں ہی رہتے تھے۔ راجہ صاحب کا بیان ہے کہ ہم رات کو چار پائیاں کرسیاں وغیرہ بچھا کر باہر سڑک پر بٹھا کرتے تھے اور حضرت صاحب وہیں سے گذر کر نمازِ عشر کو جاتے۔ ایک دن از خود میرے دل میں خیال آیا کہ آخر میں کبھی مسلمان ہوں۔ نماز مجھ پر بھی فرض ہے۔ یہ بزرگ روزانہ یہیں سے ہو کر جاتے ہیں۔ ہوتے ہوتے یہ خیال پختہ ہو گیا اور آخر ایک دن میں مسجد کو چلا ہی گیا۔ حضرت قبلہ صحن مسجد میں تھے۔ میں ابھی پا انداز میں کھڑا اپنے جوتوں کے نشے ہی کھول رہا تھا۔ ایک دم حضرت سے آنکھیں چار ہوئیں اور میں غش کھا کر گر پڑا۔ پھر مجھے پتہ نہیں کیا ہوا۔

(اس توجہ شریفی کی برکت سے راجہ صاحب حلقہ ارادت میں شامل ہو کر پابند شریعت نمازی، پرہیزگار بن گئے)

کرامت ۳۶: ایک فاحشہ عورت کی اصلاح

مخدومی حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ مولوی مظہر علی خان صاحب

گو بانوی ہیڈ ماسٹر کے صاحبزادے عثمان خاں صاحب انجینئر نے بتایا ایک دفعہ میں حضرت قبلہ کے ساتھ روہتک سے بھٹنڈے کی طرف جانے والی گاڑی پر سوار ہوا۔ شاید اگلے سٹیشن پر ہی ایک فاحشہ عورت ہمارے ڈبہ میں سوار ہوئی۔ اس کے ساتھ اس کے سازندے بھی تھے جو اپنی ڈھولکیاں اور طبلے سارنگی لئے ہوئے تھے۔ وہ عورت بڑی بے باکی کے ساتھ بالکل حضرت کے برابر میں بیٹھ گئی اور اس پر طرہ یہ کہ سگرٹ سلگا لگی کش لگانے اور دھواں حضرت کی طرف چھوڑنے۔ عثمان خاں کہتے ہیں۔ اس کی یہ گستاخانہ حرکت اور حضرت کا علم اور بردباری دیکھ کر میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ حضرت قبلہ نے میری بے قراری ملاحظہ فرمائی تو اچانک اس عورت کی طرف ہاتھ بڑھایا اس نے سمجھا کہ سگرٹ مانگ رہے ہیں۔ اور وہی سگرٹ جو پی رہی تھی آپ کی طرف بڑھا دیا۔ آپ نے سگرٹ لیتے ہی ایک دم باہر پھینک دیا۔ یہ ماجرا دیکھ کر اس عورت پر ایک سکتہ کا عالم طاری ہو گیا۔ حیرت کے مارے آپ کے چہرہ انور کو تکتے لگی اور پھر فوراً قدموں میں گر پڑی اور زار و قطار رونے لگی۔ گاڑی تیزی سے اپنی منزل کی طرف دوڑ رہی تھی۔ اتنے میں جنید کا سٹیشن آ گیا۔ یہاں اس عورت نے اترنا تھا۔ اس کے ساتھی حیران پریشان تھے۔ انہوں نے اُسے جھنجھوڑا کہ ”بائی جی انٹرو سٹیشن آ گیا۔“ مگر وہ لٹس سے مس نہ ہوئی۔ آخر انہوں نے اسے بصد مشکل اٹھایا۔ وہ حضرت کی طرف ہی ٹکٹکی لگاٹے ہوئے تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ”جاؤ مگر یاد رکھو کہ برا کام نہیں کرنا۔“ گاڑی چل دی مگر وہ برابر حضور کو دیکھتی رہی۔

خدمت کا انعام

گرامت ۳۷۔ عینک کا بدلہ

مخدومی حضرت حافظ صاحب نے مولانا عبدالمجید خاں صاحب سے روایت کی کہ ایک بار روہتک میں حضرت قبلہ جمعہ کے دن خطبہ کے لئے منبر پر رونق افروز ہوئے۔ تو آپ کے پاس عینک نہ تھی۔ میں نے جلدی سے اپنی عینک پیش کر دی۔ بعد نماز آپ نے عینک واپس دیتے ہوئے فرمایا: "بہت اچھی عینک ہے۔" اس پر میں نے عرض کیا۔ "حضور اچھی چیز اچھوں کے پاس ہی ہونی چاہیے۔" اور وہ عینک واپس نہ لی۔ پھر انعام کیا ملا؛ مولانا عبدالمجید خاں صاحب کہتے ہیں۔ پھر مجھے ساری زندگی عینک کی ضرورت ہی نہ پڑی اور پنسل سے لکھا ہوا باریک سے باریک خط رات کو چاند کی چاندنی میں پڑھ لیتا ہوں۔

گرامت ۳۸: ایک درزی کا صلہ

حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ کرنال میں حسن علی نامی ایک درزی نے حضرت قبلہ کا ایک کوٹ یا قمیص تیار کی، مگر باوجود اصرار کے اجرت نہ لی۔ حضرت نے اس پر ایسی خاص توجہ فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے ولی کی خدمت پر اسے ایسی برکت عطا کی کہ وہ معمولی سلانی کا کام کر کے گذراوقات کرنے والا امیر کبیر بن گیا۔

زبان حق ترجمان

گرامت ۳۹: رزق حلال اور رزق حرام

روہتک محلہ ڈہری کا ایک درزی دوست محمد نامی حاضر خدمت ہوا، اور

دعا تھے خیر کی درخواست کی۔ ارشاد فرمایا کہ گاہکوں کا جو کپڑا بچے، واپس کر دیا کرو۔ حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ چند ماہ بعد پھر وہی صاحب آئے اور دوبارہ دعا کے لیے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: تمہیں ہدایت کی بچا ہوا کپڑا واپس دے دیا کرو۔ اب وہ بولا۔ حضور! یہاں رواج ہے کہ کپڑے کے ٹکڑے واپس کریں تو گاہک کہتا ہے اس کا رومال یا ٹوپی بنا دو اور اس زائد کام کی اجرت بھی نہیں ملتی۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں تم ان چیزوں کے پیسے الگ لے لیا کرو۔ وہ وعدہ کر کے چلا گیا۔ خود دوست محمد کا کہنا ہے کہ آپ کی دعا سے اتنی برکت ہوئی کہ اس سستے زمانہ میں ایک مہینے میں تین سو روپے کمائے۔ یہاں تک ہوا کہ اس نے روپیہ جمع کر کے کئی موٹریں خرید لیں۔ اس کے بعد اس نے دوکان پر کئی کاریگر بھٹائے مگر وہ اس وعدہ کو پورا نہ کر سکے اور اس ہمدشکنی کا وبال یہ ہوا کہ پھر اسی طرح بے برکتی شروع ہوئی۔ اُسے دن موٹروں کے حادثے ہونے لگے اور اس طرح وہ سارا مال برباد ہو گیا۔ حتیٰ کہ رہنے کا مکان تک بچنا پڑا۔

گرامت ۴۰: خلاف مرضی نام سے بچہ بیمار ہو گیا (۱)

ملک فتح خاں صاحب نون کے گھر حضرت قبلہ کی دعا سے بچہ ہوا تو آپ نے "عطا محمد" نام رکھا۔ لیکن گھر میں اس کا نام "یوسف خاں" رکھ دیا گیا۔ پھر ملک صاحب نے عرض کیا کہ بچہ بیمار ہو گیا ہے۔ آپ نے جواب دیا۔ "اصل صورت یہ ہے کہ یہ بچہ حضرات خواجگان سلسلہ کی برکت سے اس گھر میں بھیجا گیا ہے اور سلسلہ کی طرف سے عطا محمد نام تجویز کیا گیا، مگر وہ نام نہیں رکھا گیا بلکہ یہ تصور کر لیا گیا کہ جس طرح اور بچوں کے نام گھر کے بزرگ رکھتے ہیں، اس کا نام بھی اسی رواج سے رکھا جائے۔ اس وجہ سے سلسلہ کی طرف سے جو منجانب اللہ حفاظت کا ہاتھ اس پر تھا

نہیں رہا۔ آخر اس کا نام عطا محمد ہی رکھا گیا۔

عطا محمد کی تعلیم خاندانی دستور کے مطابق چیفیس کالج میں تجویز ہوئی تو وہ پھر بیمار ہو گیا۔ حضرت قبلہ نے ملک صاحب کی عرضداشت پر جواب لکھا کہ یہ بچہ سلسلہ کی برکت سے ہوا ہے اس کی تعلیم و تربیت اسلامی طریقے پر ہونی چاہیے اور پہلے دینیات کی تعلیم دی جائے۔ پھر ملک صاحب نے حضرت کی ہدایت کے مطابق مولانا عبدالمجید خاں صاحب کو بچے کا اتالیق مقرر کیا۔

ان پاک ہستیوں کی پاک توجہ کی برکت تھی کہ عطا محمد صاحب کو بڑے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہونے کے باوجود ہمیشہ دین سے لگاؤ رہا۔ مخدومی حافظ صاحب فرماتے ہیں ایک بار میں لاہور میں ملک عطا محمد صاحب کی کوٹھی پر گیا۔ اس وقت وہ ڈی۔ آئی۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ڈی تھے۔ میں نے دیکھا کہ ان کے بچے ایک استاد سے قرآن پاک پڑھ رہے تھے اور جب ملک عطا محمد صاحب سے ملاقات ہوئی تو وہ معذرت سے انداز میں بولے۔ "ذرا اجازت دیجئے نماز پڑھ آؤں۔" عصر کا وقت تھا۔

کرامت ۴۱: خلاف مرضی نام سے بچہ بیمار ہو گیا۔ (۲)

دہلی میں حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز نے مرزا عبدالرب صاحب کے گھر صاحبزادہ ہونے کی بشارت کے ساتھ ساتھ بچے کا نام بھی بتا دیا تھا۔ غلام محمد (کرامت - ۱۵) لیکن رواج کے مطابق یہ بچہ اپنے نھیبال دہلی میں پیدا ہوا۔ ان کے نانا نواب سائل صاحب شاعر تھے۔ انہوں نے غلام مجدد کی بجائے غلام محمد کی تاریخ نام رکھ دیا۔ پھر مرزا صاحب کا خط آیا کہ "بچہ جس دن سے پیدا ہوا ہے یہ نام رکھنا ہے" آپ نے لکھا "معلوم ہوتا ہے کہ بچے کا نام حضور خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق غلام مجدد نہیں رکھا گیا" مرزا صاحب نے معذرت کی

اور بچے کا نام غلام مجدد ہی رکھ دیا گیا۔

کرامت ۲۲: جنات سے خلاصی

صوبیدار عبدالحی صاحب بتاتے ہیں۔ میں غالباً پرائمٹری میں پڑھتا تھا کہ جنوں نے ہمارے گھر میں اینٹیں پھینکنی شروع کر دیں۔ تقریباً سال بھر تک یہ مصیبت رہی۔ روزانہ بڑی بڑی پکی اینٹیں ہمارے گھر میں برستیں۔ میرے والد صاحب نے بڑے بڑے عالم اور عامل دلی، میرٹھ اور امرتسر وغیرہ سے بلائے۔ ہزار جتن کئے مگر بے فائدہ۔ آخر ایک دن والد صاحب بولے: "بھئی تم ہی اپنے پیر صاحب کو لکھو۔ میں نے اسی دن ایک عرفینہ ارسال خدمت کیا۔ چوتھے دن جواب آگیا۔ آپ نے لکھا تھا کہ تم خود بعد نماز فجر نہر سے پانی کی ایک بوتل بھراؤ اور اس پر چاروں قل شریف اول آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف پڑھ کر دم کرو اور وہ پانی اپنے مکان کے چاروں طرف اور اوپر نیچے چھڑک دو۔ سات دن یہ عمل کرو پھر انشاء اللہ تمہارے گھر کبھی جنات کا اثر نہ ہوگا صوبیدار صاحب کہتے ہیں۔ یہ عمل تین چار دن ہی کیا تھا کہ اینٹیں آنی بند ہو گئیں۔ اور ہمیں اس بلا سے نجات مل گئی۔

کرامت ۲۳: عاقبت بخیر ہونے کی خوش خبری

روہنگ کے داروغہ محمد علی صاحب جو پہلے قاسم بیگ میں رہے اور آج کل ملتان وارڈ ۲ میں ہیں۔ بتاتے ہیں کہ حضرت قبیلہ مجھے فرمایا کرتے "انشاء اللہ آخر اچھا ہوگا" داروغہ صاحب بتاتے ہیں۔ اب میں تقریباً اسی برس کا ہوں۔ اور دیکھنے سے وہ اتنے معلوم نہیں ہوتے۔ نہایت تندرست اور چاق و چوبند ہیں۔ ویسے بھی ہر طرح سے خوشحال اور آسودہ اور انشاء اللہ خاتمہ بھی بالآخر ہوگا۔

غیر حسنی امور کا ادراک

کرامت ۴۴ : جھوٹ کا دھواں

حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں ایک روز میں کرنال کچہری میں حضرت کے کمرے میں بیٹھا تھا۔ ادھر نچ صاحب کے کمرے میں کوئی مقدمہ پیش تھا۔ اچانک آپ نے فرمایا کہ "عدالت کی جانب والا دروازہ بند کر دو کیونکہ گواہ وغیرہ جھوٹ بول رہے ہیں اور ان کے جھوٹ کا دھواں یہاں آرہا ہے جس سے دل پر کدورت آجاتی ہے۔"

— اللہ اللہ کیا صاف آئینہ ہے۔

کرامت ۴۵ : نماز کا نور

ایک دفعہ ایک سید صاحب آئے اور تنگ دستی کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ وارث اور کارساز ہے، سب کام ہو جائے گا۔ پھر فرمایا "میر صاحب! نماز عصر پڑھ لی ہے؟" وہ بولے: حضرت جی! ابھی پڑھ کر آیا ہوں۔ آپ نے کچھ سکوت کے بعد فرمایا: "میر صاحب! فقیر کی عادت پردہ دری کی نہیں مگر کہیں مرض بڑھ نہ جائے اس لیے گستاخی کرتا ہوں۔ آپ کے چہرہ پر نماز کا نور نہیں آیا۔" پھر ساتھ ہی یہ بھی فرمایا: "جھوٹ روزی کو کم کرتا ہے" لے

کرامت ۴۶ : بے گناہ کو مارنے کی سزا

روہتک محلہ پر دھاناں کے حتمت علی صاحب حوالدار (حال آباد ملتان) نے ایک دن خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے ہاتھ میں سخت درد ہے۔ برچید علاج کرایا مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا اور کسی طرح بھی چین نہیں آتا۔

لے ان سید صاحب کا مفصل حال کرامت ۵۵ میں ملاحظہ ہو۔

آپ نے بلاتامل ارشاد فرمایا: اس ہاتھ سے کسی بے گناہ کو مارا گیا ہے اور یہ اسی کی سزا ہے۔ حوالدار صاحب کو سوچتے سوچتے آخر یاد آیا کہ ہاں ایک ملزم کو ناحق زد و کوب کیا تھا، پھر اس سے جا کر معافی مانگی تو درو جاتا رہا اور بالکل آرام ہو گیا۔

رعب اور دبدبہ

کرامت ۴۷: ہندوؤں کے چیلنج کا جواب!

حاجی عاشق علی صاحب راوی ہیں کہ کرتال میں ایک دفعہ ہندوؤں نے عام چیلنج دے دیا کہ جس مسلمان کا دل چاہے ہم سے مناظرہ کر لے۔ شہر کے لوگ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی آپ ہی اسلام کی لاج رکھیے۔ آپ نے فرمایا میں اپنی بات تو کہہ سکتا ہوں مگر ان کی باتیں کیسے سنوں گا۔ لوگوں نے مجھے کہا تو میں نے عرض کی "حضور! آپ اپنی بھی کہہ سکتے ہیں اور ان کی بھی سن سکتے ہیں" آخر آپ نے فرمایا: اچھا فیر کے نام سے اشتہار لگا دو۔ جب آپ کی طرف سے مباحثہ کا اعلان ہوا تو شہر کے ہندو اپنے پنڈتوں کے پاس گئے۔ اور کہا جس بزرگ نے اشتہار لگوائے ہیں یہ تو تمہاری زبان بند کر دیں گے۔ اب مقابلہ نہ کرو۔ پنڈت بولے۔ اچھا ہم ان سے مل لیں پھر دیکھا جائے گا۔ جب وہ آپ کے پاس آئے تو آپ نے انہیں احسن طریق سے دعوت اسلام دی اور ان خود ہی ان کے پوشیدہ اعتراضات کے جواب دینے شروع کر دیئے۔ یہ کرامت دیکھ کر وہ بولے: ہم نے آج تک ایسا جھگت نہیں دیکھا۔ اگر ہمیں دنیا کا ڈر نہ ہوتا تو آج ہی مسلمان ہو جاتے۔

رحمت کی بارش

کرامت ۸۴: قحط سالی میں بارش کی دعا

حاجی عاشق علی صاحب کا ہی بیان ہے کہ ایک دفعہ ہمارے علاقہ میں سخت کال پڑا۔ بارش بالکل نہ ہوئی۔ غلہ چارہ نہ ملنے کی وجہ سے درختوں کے پتے بھی ختم ہو گئے۔ آخر لوگوں نے مشورہ کیا کہ ضلع سہارن پور میں جو کہ چھیل پہاڑی پر مویشی لے جائیں۔ لوگوں نے مجھے کرنا ل بھیجا۔ میں ایک رات لے گیا۔ حضور تین دن کی چھٹی لے کر چونڈ لہ آئے۔ گاؤں میں میلاد شریف کی محفل ہوئی رات کے ڈیڑھ بجے کے قریب مجلس کے بعد آپ نے دعا کی اور فرمایا۔ سب لوگ تہجد پڑھیں۔ فقوڑی دیر کے بعد فجر کا وقت ہو گیا۔ ابھی نماز فجر پڑھ ہی رہے تھے کہ بارش شروع ہو گئی۔ سب لوگ بھیک گئے۔ تین دن تک متواتر مینہ برستا رہا۔ کچے مکان گرنے لگے۔ لوگ پھر دوڑے دوڑے آئے کہ حضور اب تو مکانا گرنے لگے۔ چاروں طرف پانی ہی پانی نظر آ رہا ہے۔ اس وقت حضور نے مجھ سے فرمایا۔ ”بھائی عاشق علی! لوگ تو کسی طرح بھی خوش نہیں ہوتے۔ جب بارش بارش پکار رہے تھے اب کہتے ہیں بند ہو جائے۔“

مقدمات میں دستگیری

کرامت ۸۵: جائیداد میں لڑکیوں کا حصہ۔

حاجی عاشق علی صاحب کہتے ہیں۔ میرے تایا اللہ دیا خاں نے اپنی جائیداد اپنی تین لڑکیوں کے نام منتقل کر دی تو گاؤں کے لوگ مخالف ہو گئے کہ یہ بات رواج کے خلاف ہے۔ پھر ان لڑکیوں پر مقدمہ دائر کیا گیا۔ حضرت صاحب

کرناں تشریف فرما تھے۔ ہم نے آپ کی خدمت میں سارا معاملہ پیش کیا کہ حضور ہماری برادری میں لڑکیوں کو جائیداد دینے کا رواج نہیں اور شریعت میں ان کا حق مقرر ہے اب گاؤں کے لوگ ہمارے دشمن بن گئے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ جس چیز سے اللہ تعالیٰ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوں۔ اس میں آخر فتح ہوتی ہے۔ نیز فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں لڑکیوں کا حصہ تو سنہری حرفوں میں لکھا ہوا ہے۔ حاجی صاحب کہتے ہیں۔ یہعت ترمہائی کورٹ تک گیا۔ مگر الحمد للہ آخر حق کی ہی جیت ہوئی اور حضور کی بشارت کے مطابق ان لڑکیوں کا حق تسلیم کر لیا گیا۔

رزق میں برکت

گرامت ۵۰: کھانا زیادہ ہو گیا۔

ماسٹر محمد افضل خاں گورڈیانی والے کہتے ہیں، ایک دفعہ حضور گورڈیانی تشریف لائے۔ ناچیز نے ضیافت کی تو حضور نے قبول فرمائی۔ میں نے پانچ چھ آدمیوں کا کھانا تیار کرایا اور خدمت عالی میں حاضر ہوا۔ اس وقت بہت سے پیر بھائی بیٹھے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”بھئی سب چلو“۔ چنانچہ سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے گھر پہنچے تو میرے والد صاحب نے مجھے ملامت کی کہ کھانا تو پانچ چھ آدمیوں کا ہے اور تو اتنے مہمان لے آیا۔ اگر یہی بات تھی تو پہلے سے بتایا ہوتا، اور انتظام کر لیتے۔ اتنے میں حضور نے ارشاد فرمایا: ”بھائی! بسم اللہ کر کے کھانا لے آؤ“ ماسٹر افضل صاحب قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ سب لوگوں نے خوب سیر ہو کر کھالیا مگر کھانا پھر بھی بچ رہا۔

گرامت ۵۱: دودھ کم مکھن زیادہ

حاجی عاشق علی صاحب کہتے ہیں۔ میرے ماموں حسین خاں کھیرڑی (ضلع رتھک)

والے نے بتایا کہ ایک دفعہ میری بھینس کو نطنر لگ گئی۔ دودھ دینا بند کر دیا۔ ہماری خوش قسمتی ان دنوں حضرت صاحب ہمارے گاؤں میں تشریف فرما تھے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اٹے کے پیڑے پر دم کیا۔ ایک تعویذ بھی دیا۔ بھینس کو اٹا کھلانا تھا کہ اس نے فوراً دودھ دینا شروع کر دیا۔ میں آدھا دودھ حضرت کی خدمت میں لے گیا۔ آپ نے بھی نوش فرمایا اور دوسرے حاضرین کو بھی پلایا۔ صبح ہم حیران رہ گئے کہ باقی دودھ میں سے روزانہ سے دو گنا مکھن نکلا۔ اللہ اللہ! دودھ پہلے سے کم مگر مکھن زیادہ۔

گرامت ۵۲: چنوں کے کھیت میں برکت

ڈرائنگ ماسٹر غلام محمد صاحب (جو طویل عرصہ تک روہتک میں حضرت سے فیض یاب ہوتے رہے اور قیام پاکستان کے بعد کئی سال شاہ عالمی لاہور میں پاک سٹینڈرڈ کالج میں رہے۔ ابھی اکتوبر ۱۹۶۶ء میں وصال ہوا) کا بیان ہے۔ کہ روہتک میں ایک پیر بھائی محمد علی نامی رنگ ریز تھے، ان کی تھوڑی سی زمین بھی تھی ایک دن انہوں نے مجھے کہا۔ "بھائی! کسی طرح حضور کو میرے کھیت میں لے چلو تو میں بھی برکت حاصل کروں۔" میں نے عرضی پیش کی۔ حضور نے اتوار کا دن رکھا۔ بھائی محمد علی ایک بیل گاڑی لے آئے، اور حضور بہت سے یاروں کے ساتھ اس کے کھیت میں پہنچے۔ اس عاشقِ صادق نے کھیت میں پہنچتے ہی نیچے کپڑے بچھا دیئے۔ سب بیٹھ گئے تو وہ جلدی سے ہرے ہرے بونٹ توڑ لایا۔ پانی بھر کے لایا۔ پھر تھوڑی دیر بعد پکے پکے چنے لاکر ان کے ہولے بنائے۔ واپسی سے پہلے بولا: حضور اب اپنے نورانی قدموں سے میرے کھیت کو پامال کیجئے۔ آپ اٹھے ہم بھی ساتھ ہی چلے۔ ہم فصل کو بچا بچا کر پاؤں رکھتے مگر وہ اصرار کرتا نہیں پودوں

پر سے چلو اور ان کو روند دو۔ ماسٹر صاحب فرماتے ہیں۔ میں جی جی ہی جی میں اسکی عقیدت پر تعجب کر رہا تھا۔ ساتھ ہی افسوس کر رہا تھا کہ اس نے اپنے جنون میں سال بھر کی کمائی برباد کر دی۔ بات یہیں ختم نہیں ہوئی۔ جب شام کو لوٹنے لگے تو محمد علی نے بونٹوں کے گٹھے بنانے شروع کئے اور ہر سپر بھائی کو ایک ایک گٹھا دیا کہ یہ گھر بچوں کے لئے لے جاؤ۔ تھوڑے دنوں کے بعد میں حضور کی بیٹھک میں حاضر تھا کہ وہی بھائی محمد علی ایک بڑی سیٹی اٹھائے حاضر ہوئے اس میں مصالحوہ دار گھونگنیال تھیں۔ وہ سب یاروں میں تقسیم کر دی گئیں۔ حضور نے دریافت کیا ”چنے کتنے ہوئے“ وہ بولے ”حضور پچھلے سال سے پچیس من زیادہ ہوئے۔“

کرامت ۵۳: فصل میں دائی برکت

حاجی عاشق علی صاحب نے بتایا میں حضور کی صاحبزادی صاحبہ کی شادی میں شرکت کے لئے قصور حاضر ہوا۔ یہ گندم بونے کا وقت تھا۔ کئی دن بعد آیا تو زمین سخت ہو گئی تھی اور اس میں کاشت کا امکان نہ رہا تھا۔ میرے والد صاحب بھی بہت ناراض ہوئے۔ دوسرے لوگ بھی بولے۔ اب تمہاری فصل نہیں ہو سکتی۔ میں نے بسم اللہ کر کے بیج ڈال دیا۔ لوگ بولے: بیج بھی کیوں ضائع کرتے ہو۔ میں نے کہا۔ انشاء اللہ! ہماری فصل ضرور ہوگی۔ کوئی ایک مہینے کے بعد حضرت صاحب ہمارے گاؤں تشریف لائے۔ رات کو ہمارے گھر محفل مبارک شریف ہوئی۔ صبح مراقبہ کے بعد حضرت نے خود ہی فرمایا: بھائی عاشق علی آپ کے والد صاحب ناراض ہوئے اور دوسرے لوگ طعنے دیتے ہیں اور مربعہ میں چلیں۔ ناشتہ کے بعد حضرت گھوڑی پر سوار ہوئے۔ میں نے گھوڑی مربعہ کے بیچ میں جا کر کھڑی کر دی۔ آپ نیچے اتر آئے اور انکھیں بند کر کے دعا فرمائی۔ آپ کی مبارک دعا کا اثر

تھا کہ پھر ہاری زمین جیسی گندم سارے علاقہ میں نہیں ہوتی تھی اور صرف گندم ہی نہیں ہر فصل میں برکت دیکھی۔

کرامت ۵۴: بادل کا سایہ، آپ کا ذکر باعث رحمت

مولانا عبدالمجید خان صاحب جو حضرت کی توجیہ مبارکہ سے ایک صاحب کمال بزرگ ہوئے۔ تحیۃ الکمالہ میں لکھتے ہیں کہ بھائی عبدالمجید اور میں بھالوٹ سے روہتک خدمت عالی میں حاضر ہوا کرتے۔ سات میل کا سفر تھا، گرمی کا موسم ہوتا۔ اکثر بھائی عبدالمجید گرمی سے بے چین ہو کر فرماتے۔ "بھائی حضرت کا ذکر اور حالات بیان کرو تا کہ بادل کا سایہ ہو جائے۔" خان صاحب لکھتے ہیں۔ "یہ امر واقعہ ہے اور بلا مبالغہ لکھا جاتا ہے کہ جب کبھی حضرت صاحب کے حالات میں نے شروع کئے فوراً بادل سایہ کرتا تھا اور موسم دونوں بھائی باہرام اپنے گاؤں پہنچ جایا کرتے تھے۔ تنزل الرحمت عند ذکر الصالحین۔ نیکیوں کا ذکر کرنے کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ تحیۃ الکمالہ ص ۲۶۶

تصرف باطنی

کرامت ۵۵: ماسٹر محمد شفیع صاحب کی آپ بیتی

ماسٹر محمد شفیع صاحب گوڑیانی والے حال آباد ملتان اپنی آپ بیتی سناتے ہیں کہ شروع شروع میں مجھے پیری مریدی سے سخت نفرت تھی، میں اپنے گاؤں کے سکول میں پڑھاتا تھا۔ ہمارے اول مدرس منشی برکت علی کلانوری حضرت قبلہ کے غلاموں میں سے تھے۔ وہ ذکر اذکار مراقبہ وغیرہ کرتے، میں ان کا مذاق اڑاتا اور

کہتا "یہ کیا سوں ساں لگا رکھی ہے۔" انھوں نے ایک لڑکا عبد الشکور بھی بیعت
 کرادیا۔ پھر تو مجھے بڑا ہی غصہ آیا اور انھیں کہا "خبردار! ہمارے بچوں کو ایسے
 کاموں میں نہ ڈالتا۔ وہ بے چارے خوش اخلاقی سے ہنس کر ٹال دیتے
 ماسٹر صاحب کہتے ہیں۔ ایک دن میرا کوٹ کرسی پر ٹنگا ہوا تھا۔ منشی جی
 نے اس کی جیب میں چپکے سے رسالہ انوار الصوفیہ ڈال دیا۔ چھٹی ہوئی۔ میں کوٹ
 کاڑھے پر ڈال گھر پہنچا۔ وہاں رسالہ نظر پڑا۔ کھولا تو سب سے پہلے حضرت کا ہی
 مضمون تھا۔ آپ کا پتہ بھی لکھا تھا۔ میں نے مضمون شروع کیا۔ ابھی آدھا ہی
 پڑھا تھا کہ دل نے فیصلہ کر لیا کہ اصلی پیر میں تو یہ ہیں، اور ارادہ کر لیا کہ مرید ہونا ہے
 تو ان کا ہی ہونا ہے۔ اسی وقت دو دن کی رخصت لے پہلی گاڑی سے کرناں
 پہنچ گیا۔ حضور کی تلاش میں تھا۔ ایک بڑے میاں سے پوچھا کہ سیشن رنج
 کے ہیڈ کلرک صاحب کہاں رہتے ہیں؟ وہ بولے: بیٹا وہ تو پڑے بزرگ ہیں
 ذرا ادب سے پوچھو۔ میں دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر کر رہا تھا کہ ایسی پاک
 ہستی ملی۔ خیر انہوں نے اشارے سے حضرت کا کمرہ بتایا۔ ادھر حضرت قبلہ نے
 اپنے مصاحبوں سے فرمایا: "ہمارے ایک مہمان تلاش میں ہیں ہم انھیں لے
 آتے ہیں۔" حضرت وہاں سے اٹھے، دروازے تک آئے۔ اتنے میں یہ خادم بھی
 زینے پر چڑھ چکا تھا۔ چہرہ مبارک پر نظر پڑتے ہی تڑپ گیا۔ آپ نے دور سے ہی
 فرمایا: "اؤ بھائی محمد شفیع سوں ساں والوں میں آہی گئے" یہ سنتے ہی میں بے
 اختیار رونے لگا۔ آپ نے سینہ سے لگا لیا۔ پھر اپنے صاحبزادے حافظ نور احمد
 صاحب سے فرمایا: "بھائی محمد شفیع کو وضو تو ہے۔ ایک ٹوٹا پانی اور لا دو، تازہ وضو
 کر لیں گے۔" میں اپنے جی میں سوچ رہا تھا کہ مولیٰ کریم نے پیر کامل دے دیا۔ آخر
 حضور کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل ہوا۔

اس کے بعد ماسٹر صاحب بتاتے ہیں۔ میں نے حضرت سے یہ بھی عرض نہیں کیا تھا کہ چھٹی کتنی ہے اور دل میں تہیہ کر لیا تھا کہ جب آپ خود اجازت بخشیں گے تبھی جاؤں گا۔ دوسرا دن ختم ہو رہا تھا۔ شام کا کھانا کھا چکے تو صاحب زادہ صاحب سے فرمایا۔ "بھائی محمد شفیع صاحب کی دودن کی چھٹی تھی وہ پوری ہو چکی۔ انہیں ٹانگے پر سوار کراؤ۔ فلاں گاڑی سے جائیں گے اور کل صبح صبح آٹھ بجے اپنی ڈیوٹی پر پہنچ جائیں گے" یہ ہے بزرگوں کی شان!

تصرف ظاہری

کرامت ۵۶: نماز کے لئے گاڑی روک لینا

ایک دفعہ علی پور شریف سے واپسی پر حضرت نے لاہور کے پلیٹ فارم پر مغرب کی جماعت شروع کرائی۔ سامان گاڑی میں رکھا جا چکا تھا۔ حاجی عاشق علی صاحب کہتے ہیں۔ ہم حضور کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ کہ گاڑی چل دی سب لوگ نیت توڑ توڑ گاڑی میں بیٹھ گئے۔ مجھے بھی خیال آیا کہ نیت توڑ دوں مگر اللہ پاک کا شکر ہے فوراً یہ بات ذہن میں آگئی کہ جب میرے پیرومرشد نماز میں ہیں۔ تو مجھے بھی آپ کی اقتدا ہی کرنی چاہیے۔ جب سلام پھیرا، تو حضور مسکرائے۔ گاڑی جا چکی تھی۔

قدرت کا کرشمہ دیکھئے۔ تھوڑی دور جا کر انجن خراب ہو گیا اور گاڑی ٹھہر گئی۔ پھر بعض یار گاڑی سے اتر کر بھاگے آئے کہ حضور گاڑی کھڑی ہے۔ پھر آپ اطمینان سے سوار ہوئے۔ تب انجن بھی ٹھیک ہو گیا۔

کرامت ۵۷: گاڑی ٹھہرانے کا ایک اور واقعہ

کلورکوٹ ضلع میانوالی سے موضع کیوٹاک (کرناں) کے ماسٹر نور محمد صاحب

لکھتے ہیں۔ ایک بار کرنال حاضر ہوا۔ مجھے سخت پریشانی تھی۔ حضور نے تسلی دی، اور
 بنفس نفیس اندر سے کھانا لا کر رکھا۔ پریشانی کی وجہ سے میرا ہاتھ روٹی کی طرف نہیں
 بڑھتا تھا۔ حضور مسکراتے جاتے تھے اور لقمے توڑ توڑ کر میرے منہ میں ڈالتے جاتے
 تھے۔ میں نے عرض کیا۔ حضور! روٹی رہنے دیجئے گاڑی جانے والی ہے۔ اب تو
 شاید سٹیشن کو جانے والا ٹانگہ بھی نہ ملے۔ آپ نے فرمایا: "اطمینان رکھو، گاڑی
 بھی مل جائے گی" اجازت لے کر چلا، راستے میں جو ملت میہی کہتا اب گاڑی
 کہاں مل سکتی ہے۔ میں بدحواسی کے عالم میں سٹیشن پر پہنچا۔ دیکھا تو گاڑی کھڑی ہے
 جلدی سے ٹکٹ لے سوار ہو گیا۔ ایک پاؤں رکھا ہی تھا کہ گاڑی گھسرنے لگی بمشکل
 دوسرا پاؤں اندر رکھا۔ مسافر کہہ رہے تھے کہ گھنٹہ بھر لگ گیا۔ گاڑی کتنی دیر
 سے جھنڈی دکھا رہا تھا۔ اب اجن درست ہوا میں سمجھ گیا یہ میرے حضرت کا
 نصرت تھا۔

معاشی کفالت

کرامت ۵۸: بے مشقت روزی کا انتظام

یہ روہتک کا قصہ ہے۔ ایک روز ایک سید صاحب فنا من علی نامی
 آئے اور عرض کیا۔ حضور میرے بال بچے بھوکے پیاسے سرمائے میں بیٹھے ہیں
 میرا ذریعہ معاش کوئی نہیں، میں اپنے نانا جان حضور سردار دو جہاں صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ دیتا ہوں اس مصیبت میں میری دستگیری فرمائیے۔
 اللہ اللہ! یہ سنتے ہی حضرت نے اپنی جگہ انہیں گاوٹکیہ کے سہلے بٹھایا۔
 اور بے حد تعظیم و تکریم فرمائی۔ پانچ روپے کا نوٹ نکال کر دیا اور فرمایا میر صاحب
 فی الحال بال بچوں کے کھانے پینے کا بندوبست کر آؤ انشاء اللہ طارمت کا

بھی کوئی انتظام ہو جائے گا۔ وہ بولے میں نہ تو یہ روپے لیتا اور نہ ہی نوکری
 کرتا۔ آپ خدارسیدہ بزرگ ہیں مجھے تو بغیر مشقت کے روزی دلو ایسے
 کیمیا کا نسخہ بتا دیجئے یا دست غیب کا وظیفہ فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا :
 دیکھیے میرا صاحب! ہم بھی ملازمت کرتے ہیں اور محنت سے حلال روزی
 کمانا اور اللہ پاک کی یاد کرنے میں لگے رہنا ہی سب سے بڑی دولت ہے۔
 لیکن وہ اسی بات پر اڑے کہ میں تو بغیر محنت روزی لے کر ٹلوں گا خیر جوں
 توں کر کے اس وقت وہ سید صاحب تو چلے گئے مگر حضرت کا دھیان ادھر
 ہی رہا۔ پھر اسی وقت چوہدری شافع علی خاں رئیس گوبانہ کو تحریر فرمایا کہ ذیلداری
 کے لئے تمہارے مقابلہ میں اور بھی بہت لوگوں کی درخواستیں ہیں لیکن دربار
 نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص مدد ہوئی ہے اور تمہاری ذیلداری اس شرط
 پر منظور ہوئی ہے کہ تم اور تمہاری اولاد سیدنا من علی کی کفالت کرو جب تک
 تم ان کے کفیل رہو گے ذیلداری تم سے نہیں جائے گی۔ اگلے دن ہی ذیلداری
 کا فیصلہ ہونے والا تھا۔ چوہدری صاحب دوڑے آئے اور عرض کی حضور مجھے
 یہ شرط منظور ہے۔ میں میرا صاحب کے کھانے کپڑے مکان وغیرہ تمام ضروریات
 زندگی کا ذمہ لیتا ہوں اور ان کو کسی قسم کا کوئی کام نہیں کرنا پڑے گا۔ چوہدری
 شافع علی نے مزید عرض کیا۔ حضور! آپ نے تو ہماری لاج رکھ لی۔ اگر ذیلداری
 ہمارے مخالفوں کو مل جاتی تو سخت بدنامی ہوتی۔ عرض میرا صاحب کو بے مشقت
 روزی مل گئی اور چوہدری صاحب اسی دن ذیلدار ہو گئے۔ پھر خدمتِ سادات
 کرام کی برکت سے روز افزوں عزت پاتے رہے۔ ممبر کونسل اور انیریٹیجس ٹریٹ
 بھی بن گئے۔

کرامات بعد وصال

کرامت ۵۹ : مقدمہ سے رہائی

ایک تھانیدار نے حاجی عاشق علی صاحب کے صاحبزادے محمد ذاکر پٹواری علاقہ چیچہ وطنی کے خلاف ایک جھوٹا مقدمہ کھڑا کر دیا مگر وہ بدستور اپنا کام کرتے رہے۔ حاجی صاحب کہتے ہیں لاہور قادیان بخش صاحب مجسٹریٹ کی عدالت میں پیشی کے لیے میں اور محمد ذاکر دونوں گئے۔ پہلے ہم سلام کے لیے حضور وانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے۔ جب میں نے دربار شریف میں جانے کے لیے سیڑھیوں پر قدم رکھا تو اچانک میرے پیرو مرشد حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک مجسم دکھائی دی۔ میں کانپ گیا۔ حضور نے فرمایا: ”گھبراؤ نہیں، سب خیر ہے“ پھر تو میں نے محمد ذاکر کو بھی تسلی دی۔ آخر عدالت میں حاضر ہوئے۔ سرکاری وکیل بولا۔ یہ محمد ذاکر ہے نہ معطل ہوا ہے نہ برخواست اور اب تک اسی جگہ پوار کر رہا ہے۔ یہ تو سارے مقدمہ کو خراب کر یگا۔ مجسٹریٹ نے نظر اٹھا کر دیکھا اور کہا یہ بات تو میرے اختیار میں نہیں یہ تو محکمہ مال چیچہ وطنی کا کام تھا۔ انہوں نے معطل کیوں نہ کیا۔ معلوم ہوتا ہے انہیں اس کا کوئی جرم ثابت نہیں ہوا۔ پھر محمد ذاکر سے کہا: جاؤ اطمینان سے اپنا کام کرتے رہو جب تک پھر نہ بلائیں اُنے کی ضرورت نہیں۔

حاجی صاحب کہتے ہیں۔ تھانیدار اصغر علی، جس نے یہ مقدمہ بنایا تھا وہ پاگل ہو گیا اور ڈھائی سال تک پاگل خانہ میں رہا۔ اسی لٹے یہ مقدمہ برسوں لٹکا رہا۔ آخر وہ تھانیدار پیش ہوا۔ مجسٹریٹ نے پوچھا۔ ”تم کون ہو؟“ وہ بولا۔ ”تھانیدار“۔ مجسٹریٹ نے کہا۔ ”خود رشوت لیتے ہو اور رشوت کے ہی مقدمے قائم کرتے ہو۔ نکل

جاو میری عدالت سے۔ میں محمد ذاکر کو باعزت بری کرتا ہوں، اور تمھانیدار کو پانچ ہزار روپیہ جرمانہ اور دو سال قسید کی سزا دی۔

کرامت ۶۰ : بابو بنیاد کی فریادرسی

بابو بنیاد علی صاحب رہتک میں ڈمی۔ سی کے ریڈر تھے۔ ان پر ایک مقدمہ بن گیا۔ جسٹریٹ نے سزا سنائی۔ خیر ضمانت ہو گئی۔ گھر آئے۔ حضرت قاضی حفیظ الدین صاحب نے فرمایا: کرناں جاؤ اور روضہ شریف پر عرض کرو۔ حضور جب آپ اس دنیا میں ظاہر جلوہ فرماتے تو ہماری ہر طرح کی دستگیری فرمایا کرتے۔ اب بھی ہم آپ کے سوا کس سے فریاد کریں۔ بابو صاحب نے ایسا ہی کیا۔ قدرت کا کرشمہ دیکھئے۔ سیشن جج نے اپیل میں بری کر دیا۔

کرامت ۶۱ : ولادت فرزند کا مشرودہ

صوبیدار عبدالحی صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت کے وصال شریف کے پانچ سال بعد میرا پہلا لڑکا پیدا ہوا۔ جب یہ متولد ہوا تو منشی تالوق صاحب میرے والد صاحب کے پاس آئے اور بولے: ابھی ابھی حضرت صاحب نے خواب میں فرمایا ہے کہ عبدالحی کے گھر لڑکا پیدا ہوگا اور اس کا نام سلیم احمد رکھنا والد صاحب یہ سن کر بڑے حیران ہوئے کہ دیکھو بیٹے کی بشارت بھی ہے اور ساتھ ہی نام بھی تجویز فرما دیا۔ (سلیم صاحب آج کل بنک آف بہاول پور میں ملازم ہیں)

کرامت ۶۲ : موزہ صندوق سے گرنے کی خبر

مخدومی حضرت عاقظ صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت کے وصال شریف

کے بعد میری والدہ صاحبہ نے حضرت کے چرمی موزے ملا یعقوب خان صاحب کھڑی نانگی والوں کو بطور تبرک دے دیئے۔ انہوں نے بڑے ادب سے صندوق میں رکھ دیئے۔ ایک دن ان کی بہو نے صندوق کھولا تو عفت سے ایک موزہ باہر گر گیا۔ وہ سو گئی تو خواب میں حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا: "تو نے ہمارا ایک موزہ صندوق کے پیچھے ڈال دیا ہے" وہ اٹھی اور چراغ جلا کر دیکھا کہ واقعی ایک موزہ باہر ہے۔ جلدی سے اٹھایا اور ادب سے صندوق میں رکھا۔

کرامت ۶۳: زندہ و پائیدہ

حاجی امام الدین صاحب دہلوی نے لکھا ہے کہ ۱۷ اپریل ۱۹۶۵ء کو کرناں میں عرس شریف ہوا۔ دہلی وغیرہ کے زائرین مزار شریف پر ہی شب بائش ہوئے رات کے تقریباً تین بجے اچانک ایک عجیب قسم کی روشنی ظاہر ہوئی۔ بھلیاں بند تھیں بعض خوش نصیب جاگ رہے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ مزار شریف کے سربانے حضرت قبلہ رونق افزوز ہیں تبسم قرار ہے ہیں۔ مھوڑی دیر بعد یہ جلوہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

کرامت ۶۴: مغزور شرابی پہلوان کا انجام

دہلی سے حاجی امام الدین صاحب نے مزار شریف کے خادم اسماعیل صاحب کی زبانی لکھا ہے کہ مھوڑا عرصہ ہوا، کرناں میں ایک برات آئی۔ اس میں ایک پہلوان تھا وہ شراب کے نشہ میں مست مزار پاک کے اندر گھس گیا اور منع کرنے کے باوجود باز نہ آیا۔ چند لمحے میں اسے درد سر ہوا، پھر بخار۔ برات کے ساتھ واپس گھر پہنچا تو بال گر گئے، سارا جسم گل گیا اور اس میں سے بدبو آنے لگی۔ لوگوں نے

کہا۔ کزنال مزار شریف پر حاضر ہو کر معافی مانگ۔ مگر اس میں ہمت نہ تھی۔ آخر اسی حال میں مر گیا۔

کرامت ۶۵: نوری مشعلیں

ایک ہندو عورت حضرت کے مزار شریف کے پائنتی رہتی ہے۔ اس نے حاجی امام الدین صاحب کو بتایا۔ مزار شریف کے پاس جو کھجور کا درخت ہے ہم نے اس پر اکثر روشنی دیکھی ہے۔ رات کو بارہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مشعلیں جل رہی ہیں۔

کرامت ۶۶: قبر میں مشک کشتائی

حضرت پیر سید ولی محمد شاہ صاحب نے فرمایا: کہ شاہ آباد میں ایک شخص کا انتقال ہو گیا۔ وہ حضرت قبلہ کا مرید تھا اور حضرت کا کئی سال پہلے وصال ہو چکا تھا جب اس شخص کو لحد میں اتارا گیا اور قبر بند کر دی گئی تو اچانک انبالہ چھاؤنی کی طرف سے ایک بزرگ بنو دار ہوئے۔ ننگے پاؤں تھے۔ وہ بولے "سبحان اللہ! پیر ہوں تو ایسے ہوں؟ لوگوں نے پوچھا "کیا بات ہے؟" وہ فرمانے لگے "ابھی قبر میں منکر نکیر آئے تو فوراً ہی اس قبر والے کے پیر صاحب بھی آگئے اور انہوں نے ٹھیک ٹھیک جواب دلوادیئے" یہ سنکر سب لوگوں کو بڑی حیرت ہوئی۔ اس نو وارد بزرگ نے حضرت قبلہ کا حلیہ مبارک بیان کیا اور اس مرید کی شکل و صورت بھی بتائی۔

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝



خزینہ فیضِ قصوری

باب سوم

ارشادِ عالیہ

بَابُ سَوْمٍ : اِرْشَادَاتِ عَالِيَا

عَقَائِدُ

انسان کے لئے لازم ہے کہ سواد اعظم فرقہ ناجیہ اہلسنت والجماعت کے مطابق اپنے عقائد درست کرے تاکہ آخرت میں نجات پائے۔ اہلسنت کے خلاف عقیدے زہر قاتل ہیں اور انسان کو دائمی عذاب میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ حضرت قبلہ کے ارشادات عین کتاب وسنت کے مطابق ہیں انہیں سچے دل سے ماننے والا دونوں جہان میں کامیاب ہوگا۔

۱- وجود باری تعالیٰ | حاجی عبد الحکیم صاحب ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر نے بتایا کہ میرے ایک کلاس فیلو اور رفیق کار بابونصیر احمد صاحب سکھ لٹوانے

غفلت حصار نے ایک وفد حضرت قبلہ سے سوال کیا۔ کیا آپ خدا تعالیٰ کا وجود دلائل سے ثابت کر سکتے ہیں؟ آپ نے بے ساختہ فرمایا۔ کیا آپ کے والد صاحب ہیں وہ بولے۔ ہاں!، فرمایا: آپ کو کیسے معلوم ہوا، کہ وہ آپ کے والد ہیں؟ وہ بولے، میں نے اپنی والدہ سے سنا، عزیزوں سے سنا، اور بہت سے لوگوں سے سنا۔ آپ نے فرمایا۔ جن لوگوں سے آپ نے سنا ہے، وہ زیادہ سے زیادہ سو دو سو آدمی ہوں گے، اور آپ کو پورا یقین ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے پر تو کروڑوں آدمی گواہی دے رہے ہیں اور آپ پھر بھی نہیں مانتے! حاجی صاحب کا بیان ہے کہ مجھے بابونصیر صاحب نے بتایا کہ یہ جواب سنکر میں نے فوراً عرض کیا حضور میں دہریہ ہو جاتا، آپ نے میرا ایمان بچالیا۔

۲- توحید و رسالت | اسلام کی بنیاد کلمہ طیبہ لَدَالِہِ اِلَّاہِ اِلَّاہِ اللہ مُحَمَّدٌ

رَسُولُ اللَّهِ پر ہے۔ اس مبارک کلمہ کے دو جزو ہیں۔ ایک لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دوسرا مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔ پہلے حصہ کا نام توحید ہے، دوسرے کا رسالت حضرت قبلہ نے ایک بار ارشاد فرمایا کہ

”صرف لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہنے والا ہرگز ہرگز نجات نہیں پاسکتا جب تک کہ وہ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ نہ کہے“

نیز فرمایا کہ :

”حریم قدس بارگاہ خداوندی تک پہنچنے کا ایک اور صوف ایک ہی دروازہ ہے اور اس کا نام ہے باب محمدی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ کے بغیر کوئی شخص اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکتا“

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقرر !!
جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

آپ نے مزید فرمایا :

”اگر کوئی شخص محل سے میں باریابی کا خواہاں ہو تو اسے دروازہ سے ہی داخل ہونا پڑتا ہے اور اگر وہ دروازہ کی بجائے دیوار پر سے کھاندے یا نقب لگانے کی کوشش کرے تو چور اور مجرم قرار پائے گا اور سزا کا مستحق ہوگا“

آپ نے فرمایا :

”جو شخص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے در اقدس

پر نہیں جھکتا وہ ہمیشہ بھٹکتا پھرے گا

محمد سربى کا بروئے ہر دوسرا ست کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

صلی اللہ علیہ وسلم | ایک روز آپ نے ارشاد فرمایا، کہ حضور نبی کریم صلی اللہ
۳۔ افضل الرسل | علیہ وسلم کی شان تمام انبیائے کرام علیہم السلام سے ممتاز
ہے جو اوصاف و کمالات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا ہوئے وہ کسی کو نہ ملے۔
دوسرے انبیائے کرام علیہم السلام کسی کسی صفت باری تعالیٰ کے مظہر تھے، مگر
ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جامع جمیع صفات بلکہ مظہر ذات ہیں۔

حسن یوسف، دم عیسیٰ، ید بیضا داری

آنچہ خوباں ہمہ وارند تو تہا داری

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ خالق تعالیٰ اور
۴۔ برزخ کبریٰ | اس کی مخلوق کے درمیان سب سے بڑا وسیلہ ہے۔ آپ
اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ عظمیٰ ہیں اور برزخ کبریٰ۔

حضرت قبیلہ نے ایک دن ارشاد فرمایا کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے
نام پاک "محمد" میں دوسرا میم شد ہے۔ اور جس حرف پر تشدید ہو اس کا
تعلق دونوں طرف ہوتا ہے۔ اپنے سے پہلے حرف سے بھی اور بعد کے سے بھی۔ اسی
طرح اس میم کا علاقہ اور رابطہ "ح" سے بھی ہے اور "د" سے بھی پس معلوم ہوا کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ سے بھی تعلق ہے اور بندوں سے بھی۔ ادھر سے
فیض لیتے ہیں اور ادھر دیتے ہیں۔

ادھر اللہ سے وصل ادھر مخلوق میں شامل

خواص اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف شد کا

پچاس برس سے زیادہ عرصہ گذرا۔ فروری ۱۹۱۴ء کے انوار الصوفیہ میں حضرت

قبلہ رحمت اللہ علیہ کا ایک مضمون مبارک بعنوان "حقیقت ایمان" شائع ہوا تھا۔

اس میں اس مسئلہ کو نہایت دلنشیں مثالیں دے کر واضح فرمایا ہے اور ثابت کیا

ہے کہ ساری مخلوق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محتاج ہے اور کسی کو بھی آپ کے وسیلہ کے بغیر کچھ بھی نہیں مل سکتا۔ ذیل میں وہ ایمان افروز مثالیں حرف بہ حرف نقل کی جاتی ہیں۔

مثال اول :

آفتاب سے جو شعاعیں اور کرنیں کرۂ ارض پر پہنچ رہی ہیں۔ یہ بھی بے واسطہ اور توسل نہیں گرتیں بلکہ آفتاب اور کرۂ ارض کے درمیان ایک ذریعہ ان کے لانے کا ہے جس کو اصطلاح علم طبیعیات میں ایثر (ETHER) کہتے ہیں گویا بغیر ایثر کے کرۂ ارض بالکل تیرہ و تار ہے اسی طرح قلوب بنی آدم بے توسل اپنے واسطہ کے مبداء فیاض سے کوئی انوار و تجلیات کا فیض حاصل نہیں کر سکتے اور حقیقی ایمان و معرفت الہی کے حصول کا وسیلہ و ذریعہ وہ قلب اطہر و ذات نور ہے جس کو اصطلاح تصوف میں اتم الارواح اور برزخ کبریٰ کہتے ہیں۔

— (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) — وہ باعث ایجاد عالم وہ منبع و سرچشمہ

فیوضات ازلی و ہدایت و ایمان سرمدی ہے۔ کوئی متنفس ہدایت یاب نہیں ہو سکتا جو اس سرچشمہ ہدایت سے روگردانی کرے۔ گویا کسی وجود تک نور ہدایت نہیں پہنچتا جو ایثر معنوی کا وسیلہ اختیار نہ کرے۔ اس کے ثبوت میں خود مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ارشاد فرماتے ہیں (انا من نور اللہ و المؤمنون من نوری) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نور اقدس سے منور ہیں اور سارا جہان حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پاک سے روشن ہے۔ اس حدیث شریف سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ ایثر انوار معنوی ہمارے آقا و مولیٰ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔

مثال دوسری

ہمارا کلام اور بات چیت ایک سے دوسرے تک پہنچنے کا ذریعہ ہوا ہے۔

اگر ہوا نہ ہو تو کوئی آواز منتکلم سے مخاطب تک نہ پہنچ سکے اور اسکا تجربہ علما طبعیات بھی کر چکے ہیں پس جس طرح لسانی ہدایت بغیر ہوا کے ایک دوسرے تک نہیں پہنچ سکتی۔ اسی طرح قلبی نور ایمان مبداء فیاض سے قلب بشر تک بغیر وسیلہ حضرت حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہنچنا محال ہے۔

مثال تیسری

اوپر کی دو مثالوں سے بنی آدم کے حصول فیض کا ذریعہ بتلایا گیا ہے۔ اس تیسری مثال سے ظاہر ہوگا کہ کوئی روئیدگی پھل پھول اس عالم میں نہیں رہ سکتا۔ اگر وہ کسی کے وسیلہ سے فیض حاصل نہ کرے۔ درختوں کو دیکھئے کہ وہ زمین سے اپنی غذا اناہیب شعری کے ذریعہ حاصل کر رہے ہیں۔ اگر یہ ذریعہ موجود نہ ہو تو کسی درخت کو غذا نہ پہنچے اور وہ خشک ہو جاوے۔

۵۔ احمد و محمد صلی اللہ علیہ وسلم | حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے اسمائے مبارکہ میں سے ایک اسم مبارک احمد ہے اور ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان پاک ناموں کا ذکر شریف فرماتے ہوئے حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ احمد کے معنی ہیں بے حد تعریف کرنے والے اور محمد کے معنی بے حد تعریف کئے گئے۔ یعنی احمد وہ ہیں جنہوں نے اپنے رب تعالیٰ کی سب سے زیادہ حمد و ثنا کی اور محمد وہ ہیں جن کی ان کے رب کریم نے سب سے زیادہ توصیف و ستائش فرمائی۔

پھر فرمایا کہ اسم شریف احمد میں محبت کا جلوہ ہے اور محمد میں

۱۔ کتاب و سنت اور دوسری کتابوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے مبارکہ چار سو سے زائد ثابت ہیں۔ ملاحظہ ہو: مدارج النبوت طبع لکھنؤ جلد اول ص ۲۶۳-۲۶۶ باب ہفتم۔ تفصیل کے لئے دیکھئے مواہب لدنیہ وغیرہ۔

شانِ محبوبیت کا ظہور۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نئی زندگی سے آپ کی پہلی شان ظاہر ہوتی ہے اور مدنی زندگی دوسری شان کو نمایاں کرتی ہے۔ تیرہ سال تک مکہ معظمہ میں رہ کر تبلیغِ رسالت فرمائی۔ خویش و اقارب عبا بنی دشمن ہو گئے۔ ایذا رسانی کی انتہا ہو گئی۔ حضور علیہ السلام خود فرماتے ہیں (لا اودی نبیا مثل ما اودیت) پھر آپ نے اپنے وطن مالوف کو خیر باد کہا۔ یہ شانِ عاشقی اور محبت کی شان تھی۔ اس دور میں شانِ احمدی کا ظہور تھا۔ اور جب آپ نے یہ سب مرحلے استقامت اور بے مثال ثابت قدمی کے ساتھ طے فرمائے تو اہل مدینہ نے آفتاب رسالت کو لبیک کہا۔ نصرت شعار انصار نے اپنی جان و مال حضور کے قدموں پر نثار کر دیے۔ یہ شانِ محبوبی اور کمالِ محمدی کا ظہور تھا۔

ایک روز ارشاد فرمایا کہ عالم ناسوت میں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان یہ ہے کہ آپ کا سایہ تک زمین پر نہ پڑتا تھا، کہ

۶۔ قربے سایہ

برابری اور مثلیت کا دعویٰ کر سکے۔ ع

بے سایہ و سائبان عالم اور عالم جبروت میں یہ مقام کہ عنبر کی اصلاً گنجائش ہی نہیں۔ وہ قربِ خاص حاصل ہے کہ کوئی مقرب فرشتہ اور کوئی نبی مرسل بھی وہاں نہیں ہوتا۔

پھر فرمایا دراصل یہی وہ مقام ہے جسے لاہوت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسے عالمِ حقیقت محمدیہ کہنا بجا ہوگا۔

قرآن کریم میں رب ہرون و موسیٰ اور رب ابراہیم آہل

۷۔ رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہے۔ اگرچہ ہارون علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور

۱۔ حدیث مشہور لی صح اللہ وقت لا یسعی ملک مقرب

۲۔ قرآن مجید پارہ ۱۴۔ رکوع ۱۲

ابراہیم علیہ السلام کا رب تو ایک ہی ہے (جلّ مجدک) لیکن کل یوم ہونی شان لہ
شیونات لاتعین ہیں۔ اس کی شانیں بے شمار ہیں۔ کسی وقت وہ کسی شان سے
جلوہ نہا ہوا، اور کبھی اس نے کسی اور شان سے تجلی فرمائی۔ لیکن سب سے نرالی اور
سج دھج کی با عظمت شان وہ شان ہے جب کہ وہ ربّ محمد کہلایا (جلّ شانہ) و
صلی اللہ علیہ وسلم،

پھر ارشاد فرمایا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک آئینہ
۸۔ آئینہ جمال حق جلّ مجدک

میں صرف چہرہ ہی نظر آتا ہے۔ دوسرا آئینہ اس سے
زیادہ بڑا اور زیادہ روشن ہے اور اسی طرح بہت سے شیشے ہیں۔ ہر ایک کی صفت
جداگانہ ہے۔ لیکن ایک آئینہ سب سے زیادہ بڑا اور سب سے زیادہ مصفا و مجلا ہے
جس پر نہ گرد و غبار ہے نہ مکھی بیٹھتی ہے۔ نہ اس کی ضیاء و جلا میں کوئی کمی آتی ہے۔
اس میں ساری کائنات کا جلوہ نظر آتا ہے۔ وہ آئینہ ہے آئینہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم
یہ توضیح عین ارشاد نبوی کے مطابق ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
”انصراة جمال الحق“ یعنی میں حسن خداوندی کا آئینہ ہوں۔ عارف رومی رحمۃ
اللہ علیہ نے خوب لکھا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور کی خوبیاں بیان
کیں تو حضور علیہ السلام نے ان کی تصدیق فرمائی۔ ابو جہل نے معاذ اللہ عیب لگانے
چاہے تو اسے بھی نہ جھٹلایا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی حیرانی اس طرح دور فرمائی کہ میں
تو اللہ تعالیٰ کے جمال کا ایک چمکتا ہوا آئینہ ہوں جس میں ہر شخص کو اپنا ہی چہرہ
دکھائی دیتا ہے۔

۱۲ پارہ ۲۷ رکوع ۱۲

۱۳ ولسوف یعطیک ربک میں اللہ تعالیٰ حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے
ہیں۔ ”تیرا رب“ تجھے عنقریب اتنا دے گا کہ تو راہنی ہو جائے، یہی شان سے جسے رب محمد فرمایا

گفت من آیتنہ ام مصقول دوست

ترکی و ہندی بلیند آنچہ اوست

۹۔ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم | حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ سفر حج میں ایک درویش حافظ کمال دین خاں نامی ہمارے ساتھ تھے وہ

عالم بھی تھے۔ جب فریضہ حج کے بعد ہم مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو ایک روز انہیں کچھ روپے کی ضرورت پیش آئی۔ وہ مسجد نبوی شریف میں کسی سائختی سے روپیہ مانگ رہے تھے۔ پھر فرمایا: ہم نے اشارہ سے کہا حافظ صاحب! دربار عالی کے آداب کا پاس کیجئے۔ یہ کس شہنشاہ عالی شان کا دربار ہے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو حیات ہیں۔ حضور کے سامنے اس قسم کی حرکت بے ادبی ہے۔ وہ حافظ صاحب ایک تو عالم تھے ہی، دوسرے حضرت کی روحانی توجہ کا ایسا اثر پڑا کہ انہوں نے فوراً اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور خوف زدہ ہو گئے۔ پھر جب تک مدینہ طیبہ میں رہے۔ ان پر محویت کا عالم طاری رہا۔

۱۰۔ اس روح پرور واقعہ سے دربار رسالت کی عظمت خوب واضح ہے کہ بزرگان دین نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زندہ جاوید مانتے ہیں۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ مرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

اور حسب طرح ظاہری حیات طیبہ میں حضور کی مجلس شریف کا ادب بموجب قرآن مجید فرض تھا،

آج بھی لازم جانتے ہیں۔ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے خلیفہ ابو جعفر منصور کو تنبیہ فرمائی

تھی کہ حضور شہنشاہ کونین کے دربار اقدس میں اپنی آواز بلند نہ کرے اور لہتیں رکھے کہ حضور

فداہ امی داعی آج بھی حقیقی حیات کے ساتھ زندہ ہیں (شفا قاضی عیاض مالکی، مدارج النبوة وغیرہ

نیز شہدا کی حیات نص قرآنی سے ثابت ہے۔ عقل سلیم کے لئے یہی ایک دلیل مستدل حیات

النبی کو تسلیم کرنے کے لئے کافی ہے کیونکہ جب شہید زندہ ہیں تو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

باقی بر صفحہ ۱۰۹

۱۰۔ "بارہ وفاقا" کہنا بے ادبی ہے | مسلّمہ حیات النبی کے ضمن میں ہی ارشاد فرمایا کہ
 بعض لوگ بارہ ربیع الاول شریف کو "بارہ وفات" کے نام سے پکارتے ہیں۔ وفات عرف عام میں موت کو کہتے ہیں اور یہ لکھو وہ لفظ ہمارے
 خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں کہنا گستاخ اور بے ادبی ہے۔

واضح رہے کہ کل نفس ذائقۃ الموت پر سارا ایمان ہے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ
 ضرور پورا ہوا مگر یہ فقط ایک آن کے لئے تھا، اور پھر اسی دم حیات حقیقی دائمی جسمانی عطا
 ہوئی۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ
 انہی بار کو بھی اجل آنی ہے مگر اسی کہ فقط آتی ہے
 پھر اسی آن کے بعد انکی حیات مثل سابق وہی جسمانی ہے

۱۱۔ نور محمدی | ارشاد فرمایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پاک سے سارا عالم منور
 ہے اور کائنات کے ذرہ ذرہ میں نور محمدی جلوہ آ رہا ہے

کیا شان احمدی کا چین میں ظہور ہے
 ہر گل میں ہر شجر میں حجت کا نور ہے

اس ارشاد گرامی سے بھی مسلّمہ حیات النبی خوب روشن ہو جاتا ہے۔ بھلا یہ
 کیونکر ممکن ہے کہ سورج نہ رہے مگر اس کی روشنی باقی رہ جائے۔ اسی طرح یہ بھی ممکن
 نہیں کہ آفتاب رسالت نمود و نشان نہ ہو، مگر اس کے نور سے دنیا جگمگاتی رہے۔

۱۲۔ قول بشریت میں ایک نکتہ | مئی ۱۹۲۲ء میں حضرت قبلہ نے علی پور شریف کے
 سالانہ جلسہ میں ایک نہایت ہی معارف پرور

(بقیہ حاشیہ ص ۱۱۱) جن کے طفیل شہید کو شہادت کا بلند رتبہ اور جیسا کہ جاوید کا خرد ملا
 تو بدرجہ اولیٰ زندہ ہوں گے۔ حق تو یہ ہے کہ

نبض بستی پیش آبادہ اسی نام سے ہے خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے

وغظ فرمایا، اس کے دوران ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو ارشاد فرمایا (قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی) اس میں قل واحد کا صیغہ ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ فرمادیں کہ بس میں تو تمہارے ہی جیسا بشر ہوں لیکن قولوا نہیں فرمایا۔ لوگوں کو تو ایسا کہنے کا حکم نہیں دیا۔ اگر قولوا ہوتا تو البتہ لوگوں کو ایسا کہنے کا حق ہوتا۔

پھر فرمایا۔ کیوں صاحب! اگر ایک چڑیا سی، ڈپٹی کمشنر یا وائسرائے کو کہے کہ تو ہماری طرح کا سرکاری ملازم ہے تو کیا وہ اہلین ملکی اور اخلاق انسانی کی رو سے مجرم نہیں ہے۔ ہاں وائسرائے اپنی زبان سے کہے کہ میں تمہاری طرح کا آدمی بادشاہ، نوکر ہوں تو یہ اس کی تو اضع ہے۔

حضرت قبلہ کی مجلس مبارک میں
۱۳۔ روضہ مقدسہ عرشِ عظیم سے افضل ہے | ایک روز دیارِ حبیب کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا، کہ لوگ تو کعبہ کو جاتے ہیں مگر کعبہ معظمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پاک کا شیدائی ہے۔

پھر ارشاد فرمایا۔ حقیقت یہ ہے کہ زمین کا وہ حصہ جس پر حضور سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے ہیں، اس کا رتبہ عرش و کرسی، خانہ کعبہ غرضیکہ ہر جگہ سے ارفع و اعلیٰ ہے اور اگرچہ یہ درست ہے کہ خانہ کعبہ بیت اللہ ہے اور حرم کعبہ میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ملتا ہے اور مسجد نبوی شریف میں پچاس ہزار کے برابر۔ مگر یہ ترجیح فقط مساجد میں ہے اور یہ مسجد حرام اور مسجد نبوی کا باہمی تقابل ہے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مرقد انور لقیثا سارے جہان سے اونچی شان رکھتا ہے۔

تو مگر ہے وہ زمیں اے خوابگاہِ مصطفیٰ
دید ہے کعبے کو تیری حج کہ جسے سوا

لطف سے خالی نہ ہوگا۔ اگر ہم یہاں جذب القلوب سے حضرت شیخ
عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے چند نورانی جملے نقل کر دیں۔ آپ روضۃ
مطہرہ، خانہ کعبہ، مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چاروں کے فضل و شرف کی درجہ بندی
کے بارے میں مختلف اقوال بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے

۱۔ قبر شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم مطلقاً مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے افضل
ہے۔

۲۔ کعبہ شریفہ حضور سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کے سوا باقی
شہر مدینہ طیبہ سے افضل ہے۔ اور

۳۔ باقی شہر مدینہ منورہ باقی شہر مکہ معظمہ سے افضل ہے۔

پھر حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ رہی یہ بات کہ مسجد حرام میں
ثواب زیادہ ملتا ہے تو ممکن ہے کہ صرف یہ خاصیت تو مکہ مکرمہ کے ساتھ
خاص ہو اور اسکے علاوہ طرح طرح کی کرامات، برکات اور اسلامی منافع مدینہ منورہ
کے ساتھ مخصوص ہوں۔ نیز یہ کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مسجد نبوی میں دو
رکعت نماز ادا کرنے سے کامل حج کا ثواب ملتا ہے۔ ملاحظہ ہو کہ مسجد نبوی میں
شب و روز جتنے دو گانے ادا کئے جائیں گے، اتنے ہی حج شمار ہوں گے اور
کعبہ شریفہ کا حج تو سال میں صرف ایک بار ہی ہو سکتا ہے (جذب القلوب باب
دوم ملخصاً)

اس سلسلہ میں سلف صالحین کا یہی عقیدہ ہے۔ حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

نے خصائص کبریٰ میں اسی کی تصریح فرمائی۔ حضرت شیخ اسمعیل حقی بروسوی رحمۃ اللہ علیہ نے روح البیان میں لکھا (ذالك المشهد الاعظم والمرقد الاکرم افضل من جميع الالکوان من العرش والجنان) یعنی گنبد خضرا روضہ مقدسہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام کائنات جتنے کہ عرش اور جنت سے بھی افضل اور اعلیٰ ہے۔

حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا گیا ہے۔

۱۴۔ عالم ماکان وما یكون

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گزرے ہوئے واقعات کو بھی جانتے ہیں اور آئندہ ہونے والی باتیں بھی آپ کے پیش نظر ہیں۔

اہلسنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ علام الغیوب نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ماضی اور مستقبل کے تمام علوم عطا کئے، اور آپ عطاۃ الہی سے تمام ماکان وما یكون کے عالم ہیں اور "نبی" کے معنی ہی یہ ہیں کہ وہ برگزیدہ ہستی جسے غیبی خبریں دی جائیں اور جو لوگوں تک وہ غیبی خبریں پہنچائے۔ بکثرت آیات و احادیث اس عقیدہ کی تائید کرتی ہیں۔

۱۵۔ "امی لقتب"

حضرت علیہ السلام کا عالم ماکان وما یكون ہونا بیان کرنے کے بعد حضرت قبلہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کو تمام کائنات سے افضل و برگزیدہ بنایا اور حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کو سب نبیوں سے افضل کیا۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت خود باری تعالیٰ نے اپنے علم ازلی سے فرمائی۔ حضور امی لقتب ہیں اور امی کے معنی یہ ہیں کہ آپ نے کسی مکتب کسی مدرسہ میں کسی استاد سے علم نہیں سیکھا، نہ کوئی انسان نہ کوئی فرشتہ آپ کا استاد ہے، حتیٰ کہ جبریل علیہ السلام

بھی حضور علیہ السلام کے محتاج ہیں۔ حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے براہِ راست علم سکھایا۔ (علمی سرپی فاحسن تعلیمی - الحدیث)

اعلیٰ حضرت امیر ملت حضور قبلہ عالم محدث علی پوری قدس سرہ العزیز سچے اور جھوٹے نبی کی ایک پہچان یہ فرماتے ہیں کہ سچا نبی صرف اپنے خالق تعالیٰ سے علم حاصل کرتا ہے اور جو کسی انسان یا کسی اور مخلوق سے تعلیم پائے اور علم سیکھ کر نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہے۔ (ملفوظات امیر ملت قدس سرہ)

حضرت قبلہ نے ایک نشست میں ارشاد فرمایا، کہ ہمارے

۱۶۔ خاتم النبیین | آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطاب "خاتم النبیین" ہے (قرآن مجید پارہ ۲۲ - رکوع ۲۶)۔ لفظ خاتم کی ت پر زبر (فتح) ہو تو اس کے معنی ہیں مہر اور انگوٹھی اور اگر زبر (کسرہ) ہو تو مراد ہوگی ختم کرنے والے۔ اگر خاتم پڑھیں تو مراد یہ ہوگی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس فرد نبوت پر جو کہ آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک تیار ہوئی بطور مہر تصدیق کے ہیں۔ قاعدہ یہ ہے کہ جب کوئی دستاویز تحریر کی جاتی ہے تو اس کی تصدیق اور شہادت کے لئے آخر میں مہر ثبت کر دی جاتی ہے۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیائے سابقین علیہم السلام کی تصدیق فرمانے والے ہیں اور اگر خاتم پڑھیں تو بھی مطلب واضح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سلسلہ نبوت و رسالت کی تکمیل فرمانے والے ہیں۔ آپ نے قصہ نبوت کو مکمل کر دیا۔

بہر حال خواہ خاتم النبیین بفتح تار پڑھیں یا خاتم النبیین بکسر تار۔ نتیجہ ایک ہی نکلتا ہے اور وہ یہ کہ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم رب العزت جل جلالہ کے آخری نبی ہیں۔ اب قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آسکتا۔ جمہور اہل اسلام کا یہی عقیدہ ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کا قرب قیامت میں آسمان سے زمین پر آنا ختم نبوت

کے منافی نہیں، کیونکہ آپ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت پر ہی عمل کریں گے۔

۱۷- ولایت پر تو نبوت ہے | جس طرح الوہیت کے کمالات آئینہ نبوت سے منعکس ہوئے۔ انوار نبوت ولایت کے شیشے

میں چمکے۔ حضرت قبلہ نے حدیث قدسی دکنٹ گذرا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق - میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا۔ پھر جب میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤ تو میں نے خلقت کو پیدا فرمایا، پر کلام فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اس جمیل حقیقی جل شانہ نے اپنی پہچان کرانے کے لئے سب سے پہلے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا۔ سب سے پہلی تجلی اسی نور پاک کی تھی۔ وہی نور پاک جو آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک جملہ انبیائے کرام علیہم السلام کی پیشانیوں میں جلوہ افروز رہ کر ہدایت عالم کا کام کرتا رہا۔ اب چونکہ نبوت تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی اُسندہ قیامت تک وہ نور پاک اولیائے کرام کے قلوب میں جلوہ گر ہو کر ہدایت و عرفان کے چشمے جاری کرتا رہے گا۔

اسی سلسلہ میں فرمایا ہے

نکور و تاب مستوری ندارد

چو در بندی ز روزن سر بر آرد

یعنی حسین اپنے حسن کو چھپانے کی تاب نہیں لاسکتے اگر دروازہ بند ہو جائے۔ تو روزن (سوراخ) میں سے حسن کی جھلک باہر آجاتی ہے۔ اب نبوت کا دروازہ تو حکمت الہی سے بند ہو گیا ہے۔ وہ حسن حقیقی جو نبوت کے دروازوں سے جلوہ گرمی کرتا تھا، اب اس نے ولایت کے روزن سے اپنا حسن دکھانا شروع کر دیا ہے۔

۱۷ ملاحظہ ہو حضرت قبلہ رحمۃ اللہ کا مضمون "شرح حد" انوار الصوفیہ جولائی ۱۹۲۲ء نیز بار دیگر اگست ستمبر ۱۹۲۶ء

۱۸۔ عصمت انبیاء علیہم السلام | مولانا عبد المجید خان صاحب نے تھیۃ الکملۃ (ص ۶۵) میں

عصمت انبیاء علیہم السلام کے موضوع پر حضرت قبلہ کا ارشاد گرامی نقل فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں اور معصوم کا مادہ ہے (ع ص م) جس کے معنی ہیں ”نخبہ زدہ“ (مٹھی میں)۔ جو شے مٹھی میں بند ہوتی ہے وہ نسبتاً بہت ہی محفوظ ہے گویا دستِ قدرت نے اس مقدس گروہ کی خاص حفاظت فرمائی ہے۔

ساتھ ہی ارشاد فرمایا: اولیاء اللہ معصوم تو نہیں ہیں مگر محفوظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت غیب سے فرماتے ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک گھوڑا کسی شہسوار کی سواری میں ہے اور اس کی لگام چابک سوار کے ہاتھ میں ہے۔ وہ خندق وغیرہ میں گرنے اور ٹوکر کھانے سے بالکل محفوظ ہو گیا ہے۔ اگر اسی گھوڑے کو طبی رسی سے مضبوط باندھ کر کسی درخت سے باندھ دیا جائے تو گھوڑے کا دائرہ گشت معین و محدود ہو جائے گا، اور وہ اس دائرے میں چرچگ کر محفوظ رہے گا۔ وہ بھی گم ہو جانے اور ضائع ہو جانے سے محفوظ رہے گا مگر زیرِ ران شہسوار نہیں ہے۔ یہ حفاظت بھی غنیمت ہے خاصانِ خدا اولیاءِ عظام کی حفاظت اسی قسم کی ہوتی ہے۔

۱۹۔ صحابی کا درجہ | ایک روز ارشاد فرمایا، کہ کوئی امتی خواہ ابدال ہو۔ غوث ہو۔

قطب ہو۔ کسی صحابی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست فیض پایا اور آفتاب رسالت کی شعاعیں ان پر بلا واسطہ پڑیں اور یہ ایک ایسی فضیلت ہے جس میں کوئی بھی ان مقدس حضرات کا شریک نہیں۔

پھر اس مسئلہ کو ایک نفیس مثال دے کر واضح فرمایا: ارشاد فرمایا کہ یوں سمجھو کہ ایک شخص آفتاب، آفتاب، پکار رہا ہے۔ وہ سینکڑوں برس تک بھی سورج کا نام چپتا

رہے تو اسے کوئی حرارت اور نور حاصل نہیں ہو سکتا۔ البتہ وہ شخص جو دھوپ میں بیٹھ جئے۔ چاہے ایک گھڑی کے لیے ہی بیٹھے، اسے گرمی بھی محسوس ہوگی اور روشنی بھی۔ مطلب یہ کہ صحابہ کرام آفتاب رسالت کی نورانی کرنوں سے براہ راست منور ہوئے اور یہ سعادت خاص انہی حضرات کو نصیب ہوئی ہے۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست

تانه بخشد خدایے بخشند

حضرت قبلہ نے ایک مکتوب شریف میں ایک ارادت مند کو
۲۰۔ یزید علیہ السلام | تلغین فرمائی کہ اہل بیت اطہار سے صبر کا سبق سیکھے اس مکتوب

میں یزید کا ذکر آگیا تو اسے "لعین" کے لفظ سے یاد کیا۔ آپ نے فرمایا
"اہل اطہار کے ستر برگذیدہ وجود یزیدوں نے میدان کربلا میں ہزار ہا زخم اور
شدت پیاس کی تکلیف پہنچا کر شہید کئے۔ شہدائے کرام کے سردار سید الشہداء حضرت
امام حسین علیہ السلام کے سراقس کو شمر لعین نے نیزہ پر چڑھایا۔ اور یزید لعین کے
دو پرو پیش کیا۔ اس لعین نے اپنی چھڑی حضرت سید الشہداء کے سر مبارک کو لگائی"
اس ارشاد عالی سے یہ امر بھی خوب واضح ہو گیا کہ علمائے اہلسنت اور صلحائے
امت حسب طرح اس بات کو ناروا جانتے ہیں کہ کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم

سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کا ساری امت سے
افضل ہونا اس لئے ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت سے مالا مال تھے
اور یہ فضیلت تمام فضیلتوں سے بڑھ کر ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ
کے قابل وحشی کو مسلمان ہونے کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت فقط ایک بار نصیب
ہوئی اسی وجہ سے مرتبہ میں خیر التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے بھی بڑھ گئے۔

(مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوبت ۲۲ وغیرہ)

کے صحابی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرے۔ اسی طرح یہ بات بھی قطعاً ناپسند کرتے ہیں کہ کوئی دشمن اہلبیت یزید پلید کے قصیدے پڑھے اور اسے "امیر المؤمنین" کہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بد بخت یزید نے جو ناپاک حرکت کی، وہ تو کوئی کالا کافر بھی نہیں کر سکتا۔

"کارے کہ اس بد بخت کردہ بیچ کافر فرنگ نکند"

(مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب ۵۴)

شَرِيعَةٌ

تمام عبادات و معاملات شریعت اسلامی کے دائرہ میں آتے ہیں۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایات کے مطابق ادا کر کے بجا آوری اور نواہی سے اجتناب کا نام ہی اسلام ہے۔

خلاف پیپر کسے رہ گزید !

کہ ہرگز مہنزل نخواہد رسید

حضرت قبلہ کے ارشادات میں حبستہ جستر شریعی احکام و مسائل دستیاب ہوتے

ہیں وہی ہدیہ قارئین ہیں :-

حضرت قبلہ نے ایک روز ارشاد فرمایا کہ حدیث شریعت میں وضو کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا ہے کہ تم طہارت پر مداومت کرو تمہارا رزق وسیع کر دیا جائے گا (دم علی الطہارۃ یوسع علیک الرزق)

مولانا عبدالمجید خان صاحب لکھتے ہیں کہ جب حضرت قبلہ نے یہ حدیث پاک

بیان فرمائی تو میرے دل میں خیال آیا کہ یہودی پارسی وغیرہ تو بالکل ناپاک رہتے ہیں۔ وضو تو درکنار، وہ تو نجاست غلیظہ بھی پانی سے دور نہیں کرتے۔ مگر وہ عیش اڑاتے ہیں اور وضو کرنے والے مسلمان بے چارے فاقہ مست رہتے ہیں۔

ادھر میرے دل میں یہ وسوسہ آیا، ادھر حضرت قبلہ نے تبسم فرمایا، اور ارشاد فرمایا:

۲۔ وسعتِ رزق اور کثرتِ رزق | عبدالمجید! وسعتِ رزق اور ہے کثرتِ رزق اور۔ غنا اور وسعتِ رزق، کثرتِ

رزق پر موقوف نہیں۔ پھر ارشاد فرمایا کہ ہندوستان کے والسراے لارڈ کرزن کی تنخواہ ستر ہزار روپے تھی۔ مگر اس نے گورنمنٹ برطانیہ سے درخواست کی، کہ مہنگائی کے باعث اس قلیل تنخواہ میں میرا گزارہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ اس کی تنخواہ پچھتر ہزار کر دی گئی۔ پھر فرمایا: اصل بات یہ ہے کہ جب تک حرص اور طلب باقی ہے، وسعت کی بجائے تنگی کی ہی شکایت رہتی ہے۔ بندہ مومن کو قناعت اور استغناء کی دولت مل جاتی ہے۔ اب اس کا رزق قلیل ہونے کے باوجود بہت ہو جاتا ہے

نیز ارشاد فرمایا: کہ وضو میں ظاہری برکت یہ بھی ہے کہ انسان کی کستی، اور کسل دور ہو جاتی ہے اور وضو کے بعد جو کام کرتا ہے اس میں بوجہ تازگی اور بشارت برکت پیدا ہو جاتی ہے۔

۳۔ اہمیتِ وضو پر ایک عجیب مثال | حضرت قبلہ روزمرہ زندگی کے معمولی معمولی واقعات سے بڑے معنی خیز

نتائج اخذ فرماتے تھے۔ دابھی وضو کے سلسلہ میں ایک ایسا ہی لطیفہ پیش آیا۔ ایک دن ایک پیر بھائی فیاض علی صاحب کا ساتھیکل پنچر ہو گیا۔ وہ اس کی ٹیوب پانی میں ڈال کر دیکھ رہے تھے۔ حضرت قبلہ نے انہیں دیکھ کر مولانا عبدالمجید خان صاحب

سے فرمایا۔ یہ بے جان گھوڑا اکثر جاندار گھوڑوں سے بھی زیادہ چلتا ہے۔ مگر ہوا خارج ہونے کی وجہ سے بے کار ہے اس لئے پانی سے اس کا وضو ہو رہا ہے پھر وہ اپنی اصلی حالت پر آجائے گا۔ پھر فرمایا: انسان بھی سوک کے راستہ میں سفر کر رہا ہے اس کی ہوا خارج ہو جائے تو وہ بھی بو تھیل اور بے کار ہو جاتا ہے اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ بھی دوبارہ وضو کر لے تاکہ اس کا کام (روحانی سفر) دوبارہ جاری ہو جائے۔

کلمہ شہادت کے بعد نماز، زکوٰۃ، حج اور روزہ اسلام کے بنیادی رکن ہیں۔ نماز کے بارے میں حضرت قبلہ کا ارشاد ہے کہ نماز دین کا ستون ہے۔ بغیر ستون کے چھت گر جاتی ہے۔ ایک مخلص یار کو فرمایا کہ ملازمت کی وجہ سے کہیں تمہاری نمازوں میں تو رکاوٹ نہیں پڑتی پھر فرمایا:

”اگر رکاوٹ ہوتی ہے تو اللہ کے فرمان مقدم ہیں ایسے کام کو چھوڑ دینا بہتر ہوگا“

اسی طرح ایک اور ارادت مند کو لکھا:

”اگر ملازمت فرائض دینی میں مارج ہو تو ترک کر دینا لازم ہے“

دہلے باب میں گذر چکا ہے کہ خود حضرت قبلہ نے کہاں جرات سے ہندو جج سے فرمایا: ”ملازمت جاتی ہے تو جائے نماز نہیں جاسکتی۔“

اعلیٰ حضرت حضور قسیدہ عالم امیر ملت محدث علی پوری قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں: لوگوں کو کافروں (انگریز ہندو حاکموں) کے دربار میں حاضر نہ ہونے کا تو افسوس ہوتا ہے مگر خدا تعالیٰ کے دربار کی غیر حاضری کا افسوس نہیں ہوتا

(ملفوظات امیر ملت طبع سوم ص ۹۷)

۵۔ ایمان کی اصل | حضرت قبلہ نے ایک روز ایک شخص کے بارے میں دریافت فرمایا کہ وہ نماز پڑھتا ہے یا نہیں۔ عرض کیا گیا: حضور کی توجہ عالیہ

سے اب تو نمازی بن گیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ نماز کی بابت پوچھنے سے ہمارا مطلب یہ تھا کہ اگر وہ نماز پڑھتا رہے گا تو اس کے ایمان کی جڑ خشک نہیں ہوگی۔

بعد ازاں فرمایا کہ ایک لڑکے نے ہمارے مکان میں ایک موتیا کا پودا لگا دیا تھا موسم خزاں میں اس کے تمام پتے چھڑ گئے۔ بہار آئی تو وہ پھر برا ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ اس کی جڑ ہری تھی اس وجہ سے وہ پھر سرسبز ہو گیا۔ پھر فرمایا: اسی طرح جو شخص نماز پابندی کے ساتھ پڑھتا رہے گا، اگرچہ اس کے باقی اورو وظائف میں کوتاہی بھی ہو جائے مگر اس کا دل مردہ نہیں ہوگا۔ اس کا ایمان زندہ رہے گا۔

۶۔ احتیاط الظہر | دوکانہ جمعہ کے بعد احتیاط الظہر یعنی پوری نماز ظہر پڑھنے کے باوجود میں بہت سے علمائے کرام اور مشائخ عظام متفق ہیں۔ خصوصاً اعلیٰ حضرت امیر ملت محدث علی پوری قدس سرہ اور سیدی حضرت قبلہ و کعبہ سراج ملت رحمۃ اللہ علیہ اس بات کی خوب تبلیغ اور تاکید فرماتے کہ احتیاط الظہر ضروری ہے۔ حضرت قبلہ کا ایک مکتوب شریف ماسٹر محمد افضل خاں کے نام بقلم مخدومی حضرت حافظ صاحب ملایہ اس میں ارشاد ہے:

”احتیاط الظہر ضرور پڑھنی چاہیے“

۷۔ زکوٰۃ | زکوٰۃ دینے سے مال پاک بھی ہو جاتا ہے اور چوری، گم شدگی اور ضائع ہونے سے محفوظ بھی۔ حاجی عبدالحکیم صاحب جھروالے بتاتے ہیں۔

ایک دفعہ ہمارا کچھ زیور گم ہو گیا۔ میں نے حضرت قبلہ کی خدمت میں عرض کیا لکھا۔ آپ نے جواب دیا، اس کی زکوٰۃ نہیں دی گئی تھی۔ اسی لئے گم ہوا۔ حاجی صاحب کہتے ہیں پھر میں نے اپنی والدہ سے حقیقت پوچھی تو انہوں نے کہا واقعی اس مرتبہ غلطی ہو

گئی، اس کی زکوٰۃ نہیں دی گئی۔

حضرت قبلہ نے ایک روز ارشاد فرمایا کہ حج ساری عمر میں ایک مرتبہ فرض
حج ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا

اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس کے گھر کا حج فرض ہے جو اس تک پہنچنے کی

استطاعت رکھتا ہو۔

پھر فرمایا: اگرچہ حج فرض تو صرف ایک ہی دفعہ ہے مگر بہت سے عاشقانِ
الہی بار بار کی صعوبتیں برداشت کرتے ہیں اور دربارِ خداوندی میں حاضر ہوتے
ہیں۔ پھر فرمایا: دراصل اس سفر مبارک کی ایک غرض یہ بھی ہوتی ہے کہ ہزاروں
اولیائے کرام فقراً اور درویش اور علمائے عظام کا اجتماع ہوتا ہے۔ ان مقبولان
درگاہ کی زیارت اور ملاقات بھی بڑی چیز ہے۔

اکھ فریڈ اسٹیا لوکاں ویکھن جا !

بھلا جے کوئی بخشیا مل جائے تو بھی بخشیا جا

حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا عبدالرب صاحب کو رمضان مبارک
۹۔ روزہ کے متعلق ایک مکتوب شریف ارسال فرمایا۔ اس کا

خلاصہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مبارک مہینے کو رحمت کا مہینہ
فرمایا ہے۔ روزہ دار کو عالم غیب سے ایک نوری کھانا ملتا ہے اور یہ نوری کھانا اس کے

روزہ کو کوئی نقصان نہیں دیتا۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے خوشبو سے روزہ میں کوئی حائل

نہیں آتا۔ رہی یہ بات کہ عام لوگوں کو اس نوری کھانے کا احساس نہیں ہوتا تو جب طرح

ذکام کا مریض بھولوں کی خوشبو محسوس نہیں کرتا۔ اسی طرح جس کے روحانی حواس

بیاریوں وہ اس کھانے کی لذت سے بے بہرہ رہتا ہے۔ ہاں اولیائے کاملین اس

سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

شہادت کے طور پر حضور اعلیٰ حضرت امیر ملت قدس سرہ العزیز کا ایک ملفوظ شریف ملاحظہ ہو۔ آپ فرماتے ہیں ایک دفعہ میں سخت بیمار ہو گیا۔ چلنے پھرنے اور اٹھنے کی طاقت نہ تھی۔ رمضان شریف قریب آ گیا۔ مجھے خوف ہوا کہ میں روزہ کیسے رکھ سکوں گا مگر رمضان کا چاند دیکھ کر سمیت کر لی، روزہ رکھ لیا۔ پھر فرماتے ہیں قابلِ غور امر یہ ہے کہ پہلے روزہ کی طاقت کے مقابلہ میں آخری روزہ کی طاقت میں کئی گنا فرق پایا۔۔۔ یہ طاقت اسی نوری کھانے کی تھی ہے

گر خوری یک لقمہ از نانِ نور!

خاکِ ریزی بر سر نانِ تنور

دو جہاں کی بھلائی دو جہاں کے سردار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
۱۰۔ اتباعِ سنتِ | وسلم کی غلامی پر موقوف ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے

نورانی سانچے میں اپنی زندگی ڈھالنا مومن کی معراج ہے۔ سنت نبوی کی پیروی اور
تقلید سے عبادات میں ایک خاص حلاوت اور لذت پیدا ہو جاتی ہے۔

کیفیت ہا خیزد از صہبائے عشق

ہست ہم نقلید از اسمائے عشق

حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو اتباعِ سنت اور تقلیدِ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم کا پورا پورا خیال رہتا تھا۔ خود بھی اسی جذبہ سے سرشار تھے اور دوسروں
کو بھی اسی پاکیزہ روش پر دیکھنا چاہتے تھے۔ تحیاء الکلمات سے مختصراً دو واقعے درج
کئے جاتے ہیں۔ جن سے آپ کے ذوقِ اتباع کا پتہ چلتا ہے۔ اللھم ادر زقتنا و
ایاکم۔

مولانا عبدالمجید خان صاحب فرماتے ہیں ایک دفعہ حضرت قبلہ موضع بجالوٹ

رہنعلی رشتہ (تشریف لے گئے۔ نیر برج ولایت حضرت صاحبزادہ حافظ نور احمد صاحب جو ابھی خورد سال ہی تھے، رکاب سعادت میں تھے۔ خادم مولانا عبدالمجید صاحب مرحوم) نے جناب حافظ صاحب مدظلہ کی خدمت میں گنڈیریاں پیش کیں اتفاقاً آپ نے بائیں ہاتھ سے گنڈیری اٹھائی اور دائیں ہاتھ سے چھلکا پھینک دیا۔ مگر پھر فوراً ہی دائیں ہاتھ سے چوسنے اور بائیں ہاتھ سے چھلکے پھینکنے لگے۔ تب حضرت قبلہ نے تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ ان کی روح نہایت صاف اور سادہ ہے نہیں بائیں ہاتھ سے چوستا دیکھ کر ہمارے دل میں خیال آیا تھا کہ مسنون طریقہ سے کیوں نہیں چوستے۔ بس خیال کے اتے ہی انہوں نے دائیں ہاتھ سے چوستا شروع کر دیا۔ یہ تھا حضرت کا تصرف باطنی اور حضرت صاحبزادہ صاحب کی صفائے قلبی، نور علی نور۔!

دوسرا واقعہ مولانا مرحوم نے لکھا کہ حضرت قبلہ فیروز پور چھاؤنی کے اسلامیہ جلسہ میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے تو یہ غلام بھی ہمراہ تھا۔ ٹانگہ میں سوار ہوتے راستہ میں کوچوان نے گھوڑے کو پانی پلایا گھوڑے نے تین سانس لے کر پانی پیا۔ حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا: عبدالمجید! یہ گھوڑا سنت کی رعایت سے تین سانس لے کر پانی پیتا ہے۔ افسوس کہ انسان اشرف المخلوقات ہو کر ایک حیوان کے برابر بھی پابند سنت نہ ہو۔

۱۱۔ عفت نظر | ایک روز ارشاد فرمایا: امرتسر میں ایک خوبصورت نوجوان رہیں زادہ ہمارے ساتھ فٹن میں سوار ہوا خوردی کر رہا تھا۔ اچانک سامنے

سے ایک یورپین لیدی کی گاڑی آگئی۔ وہ نوجوان اس کے ظاہری حسن پر ایسا فریفتہ ہوا کہ جب تک وہ نظر آتی رہی اسے تکتا رہا۔ جب وہ دور نکل گئی۔ ہم نے اس سے کہا

روباہ در راہ راست و چپ گردد شیراہیں کہ سرفکنده رود

یعنی لومڑی تو راستے میں چلتے ہوئے دائیں بائیں دیکھتی جاتی ہے لیکن شیر کو دیکھو کہ وہ اپنا سر جھبکاتے چلتا ہے۔

حضرت کی تربیت بھی حکمت اور مواعظِ حسنہ کے پیرائے میں ہوتی تھی۔ اس نوجوان کو غصہ سے نہیں جھڑکا، بلکہ ایسے پیارے انداز سے نصیحت کی کہ اس نے برا بھی محسوس نہ کیا اور اصلاح بھی ہو گئی۔

نگاہ بلند، سخن دلنواز، جہاں پر سوز
یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کیلئے

تصوّف

تصوّف کی غرض و غایت یہ ہے کہ انسان اہلسنت کے موافق عقائد کی درستی اور شریعتِ مطہرہ کے مطابق نیک اعمال کے ساتھ ساتھ اپنے اوقات ذکرِ الہی سے معمور رکھے۔ لیکن ذکر وہی نافع ہے جو شیخِ کامل تعلیم فرمائے۔ اسی لئے شیخِ طریقت کو تصوّف میں ایک خاص امتیازی حیثیت حاصل ہے۔

۱۔ ضرورتِ شیخ | ایک روز حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے جیند (مشرقی پنجاب) کے ریلوے سٹیشن پر ایک بابو صاحب نے دریافت کیا۔ حضرت کیا پیری مریدی فرض ہے؟ آپ نے فرمایا جس کا کوئی پیر نہ ہو اس کا پیر شیطان ہوتا ہے۔ نیز فرمایا: قرآن مجید کا حکم ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَ

جَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ (پارہ ۶- رکوع ۱۰)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو

اور اس کی راہ میں مجاہدہ کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔“

اس آیت پاک میں ایک نقطہ خاص طور سے قابل غور ہے۔ وہ یہ کہ وسیلہ ڈھونڈنے کا حکم پہلے دیا گیا ہے اور مجاہدہ کا بعد میں۔ اس سے معلوم ہوا کہ سپر و مرشد کی رہنمائی کے بغیر مجاہدہ مفید نہیں، بلکہ غرور و تکبر کا سبب بن کر الٹا نقصان دہ ثابت ہوتا ہے عبادت و ریاضت وہی نفع بخش ہو سکتی ہے جو شیخ طریقت کے بتائے ہوئے طریقے سے کی جائے۔

حضور جو برملت الحاج حافظ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب مظلہم العالی بنبرہ اعظم اعلیٰ حضرت حضور قبلہ عالم امیر ملت محدث علی پوری قدس سرہ نے ہمارے ممدوح حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے عرس شریف پر قصور میں "نزوت شیخ" پر ایک نہایت ہی جامع تقریر فرمائی۔ جس میں پوری شرح و بسط کے ساتھ اس مسئلہ پر روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا: قرآن کریم ہمیں تلقین فرماتا ہے کہ صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق مانگو۔ اور شیطان نے اللہ تعالیٰ کے دربار میں کہا تھا کہ میں صراط مستقیم پر اڑ کر بیٹھوں گا۔ اور دائیں بائیں آگے پیچھے چاروں طرف سے لوگوں پر حملہ کروں گا۔ ساتھ ہی یہ بھی اعتراض کیا کہ تیرے خاص بندوں کے سوا سب رستہ چلنے والوں کو گمراہ کروں گا۔ مولیٰ کریم جل مجدہ نے بھی فرمایا۔ ہاں جو میرے خاص بندے ہیں۔ ان پر تجھے غلبہ نصیب نہ ہو سکے گا۔

۱۔ اهدنا الصراط المستقیم (سورہ فاتحہ)

۲۔ لا اقعن لهم صراطك المستقیم ثم لا یتنبہون من بین یدیہم و

من خلفہم و عن ایمانہم و عن شہانہم (پارہ ۸، رکوع ۹)

۳۔ لا غوینہم اجمعین الاعبادك منهم المخلصین (پارہ ۲۳، رکوع ۶، ۱۲)

۴۔ ان عبادی لیس لك علیہم سلطان (پارہ ۱۲، رکوع ۳)

خلاصہ کلام یہ کہ :

- (۱) صراط مستقیم پر چلنا منشاء ایزدی کے مطابق ہے۔
 (۲) مگر صراط مستقیم پر شیطان بیٹھا ہے اور بالکلین راہ کو گمراہ کرنے میں لگا ہوا ہے۔

(۳) اولیائے کرام بزرگان دین اس کے شر سے محفوظ ہیں۔
 پس معلوم ہوا کہ جو شخص بھی ان پاک نفوس صالحین عظام کے دامن سے وابستہ ہوگا وہ شیطان کے جال سے بچ جائے گا۔ اور جو شخص بے پیرا ہوگا وہ گمراہ ہو جائے گا۔
 نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

اسی لئے عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ بھی نصیحت فرماتے ہیں کہ یہ رستہ بڑا پرخطر ہے اس لئے کسی سچے پیر و مرشد کا ہاتھ تھام لے تاکہ تو سلامتی سے منزل مقصود پر پہنچ جائے۔

پیرا بگڑین کہ بے پیرا میں سفر
 ہست بس پیرا آفت و خوف و خطر

حضرت قبلہ نے رانا شیر جنگ صاحب بی۔ اے (علیگ) کے نام ایک مکتوب شریف میں ارقام فرمایا: "عزیزم! شیخ طریقت کی صحبت میں جب قیام کا موقع نہ ہو تو تصور شیخ کو رفیق باطن بنانا امور لابدی میں سے ہے کہ اس جگہ سے بارگاہ رب العالمین میں اور دربار حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں قرب حاصل ہوتا ہے اور اعمال صالحہ کی توفیق ہوتی ہے"

پھر فرمایا: "اگر صورت شیخ نقش باطنی ہو جائے تو چونکہ شیخ کا باطن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لگا ہوا ہے اور اس کے ظاہری اعضاء اتباع سنت سے اور بجا آوری احکام شریعت سے مزین ہیں تو اس کا ظاہر و باطن بھی

اسی رنگ سے رنگا جائے گا۔

بیز فرمایا: "اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کوذو اصح الصادقین صاوقین کے ساتھ رہا کرو۔ تو اس فرمان ربی کے مطابق جتنا وقت ظاہری طور پر ان کی خدمت میں رہ سکے وہ تو بہت ہی غنیمت ہے لیکن کم سے کم یہ صورت تو ہو کہ جہاں کہیں بھی ہو اپنا باطن ان کی طرف لگا دے تاکہ اس لگن کے تار کے ذریعہ سے برق محمدی شیخ کی طرف سے جو وجود مسعود برق محمدی کی گویا بیٹری ہے طالب حق کے قلب میں پہنچتی رہے۔

حقیقت میں تصور شیخ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رسائی کا قریب ترین راستہ ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔ (مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوبہ)۔
"بیچ طریقے اقرب بوصول از طریق رابطہ نیست"

۳۔ آداب شیخ ایک روز ارشاد فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت تمہاری ماؤں کے قدموں تلے ہے اور صوفیائے کرام کے نزدیک پیر طریقت روحانی ماں ہے۔

حضرت قبلہ نے آداب شیخ کا جو عملی نمونہ پیش فرمایا ہے وہ تو قارئین کرام سوانح نبیائے کے باب میں ملاحظہ فرما چکے اب آپ کی فرمودہ دو حکایتیں تحیۃ الکمالۃ سے ملخصاً پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ ارشاد فرمایا حضرت سید امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مرکان شریف والوں کے

لے حاجی ذاکر علی صاحب کی ایک روایت یاد آئی انہوں نے بتایا ایک دفعہ علی پور شریف میں خیال آیا کہ ہمارے پیر و مرشد تو حضور قبلہ عالم سرکار علی پوری ہیں اور حضرت مولانا صاحب (حضرت قبلہ حضور رحمت اللہ علیہ) تو ہمارے پیر بھائی ہیں۔ ہمیں تو حضور قبلہ عالم شہنشاہ علی پوری (قدس سرہ) کی خدمت میں رہنا چاہیے نہ کہ حضرت مولانا صاحب کی۔ یہ خیال آنا تھا کہ حضرت مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے از خود ارشاد فرمایا جس ماں کے بچے بہت زیادہ ہوں تو بڑی بہن چھوٹے بچوں کی دیکھ بھال کرتی ہے سبحان اللہ کیا جامعیت ہے اویسی سادگی کتنی سادہ سی مثال سے وسوسہ روڈ فرما دیا۔

پیر و مرشد نے خاص اپنی سواری کی گھوڑی آپ کے پاس بھیجی۔ شاہ صاحب
رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی نہایت ثنایاں شان خدمت فرمائی۔ یہ بات خاص طور سے قابل
ذکر ہے کہ آپ نے اپنا روزانہ کا وظیفہ بنا لیا کہ صبح سویرے اٹھتے ہی سب سے پہلے
اس گھوڑی کی زیارت کرتے۔

۲۔ نیز فرمایا ایک دفعہ حضرت محبوب الہی خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت
میں ایک سائل آیا آپ نے خادم کو اشارہ کیا اس نے سائل کو آپ کے پاپوش مبارک دے
کر رخصت کیا۔ سائل نے شرم کے مارے وہ جوئی مبارک لے لی مگر دل ہی دل میں
قسمت کا گلہ کرتا جاتا تھا۔ اسے ان کی قدر و قیمت کا کیا اندازہ ہو سکتا تھا۔ حسن اتفاق سے
اسی دن بادشاہ نے امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کو ایک قصیدہ کے صلہ میں زر کثیر انعام میں دیا تھا
وہ چلے آ رہے تھے رستے میں وہ سائل مل گیا مشام محبت میں بوئے محبوب آئی۔ پوچھا تو
سائل نے سارا سہرا کہہ سنایا، بہیرے کی قدر تو جوہری ہی جانتا ہے آپ نے فرمایا میاں
تنگ دل کیوں ہوتے ہو یہ سب اشرفیاں لے لو اور میرے آقا کے نعلین مبارک مجھے دو
غرض اس سووے پر خوشیاں مناتے تاج پاپوش سر پر رکھے بارگاہ مرشد میں حاضر ہوئے
حضور محبوب الہی نے دیکھا تو تبسم کناں فرمایا ”خسروازراں خریدی“

ان دو حکایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مرید صادق کے دل میں پیر و مرشد کا کتنا ادب ہوتا ہے!

با ادب بانصیب، بے ادب بے نصیب

صاحب عوارف المعارف حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ حضرت
مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے مشائخ عظام نے آداب شیخ پر بہت زور دیا ہے۔
حضرت مجدد صاحب فرماتے ہیں آداب شیخ کی رعایت ایک دولت عظمیٰ ہے (جلد اول مکتوبہ)
آپ فرماتے ہیں مرید کو ہر کام میں اپنے پیر کی اقتدار کرنی چاہیے مسائل فقہ میں بھی پیر کی موافقت
کرے۔ پیر و مرشد کے گھر کی طرف نہ پاؤں کرے نہ تھوکے حتیٰ کہ پیر کے سایہ کا بھی ادب کرے

کوئی بے ادب خداوند قدوس جل شانہ کی بارگاہ میں نہیں پہنچ سکتا (مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب ۲۹۲)

از حد و اجویم تو فنیق ادب

بے ادب محروم ماند از فضل رب

حضرت قبلہ نے ایک بار طریقت مختار علی صاحب پوسٹ میں کو
۴۔ صحبت صالح لکھا: عزیزم! سب برکتوں سے بڑی برکت اور سب نیکیوں سے

اچھی نیکی لوگوں کی خدمت میں حاضر رہنا اور ان کے فرمانوں پر ادب کے ساتھ عمل کرنا ہے۔
رانا شیر جنگ صاحب کو ارقام فرمایا اولیاء اللہ کی ایک گھڑی کی صحبت سینکڑوں جہلوں اور
ریاضتوں سے افضل ہے۔

صحبت مرداں اگر یک ساعت است

بہتر از صد چلہ و صد طاعت است

ایک روز فرمایا اولیاء اللہ کی ایک گھڑی کی صحبت سو سال کی بے ریاء عبادت سے افضل ہے۔
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف صحابہ کرام حاصل کر چکے اب وہ وقت سعید نکل
چکا ہے اب اولیائے کرام کی صحبت ہی غنیمت ہے جو اسی سرچشمہ فیوضات سے نور لے کر
ساری دنیا کو روشن کر رہے ہیں۔

پھر فرمایا اولیاء اللہ کی زیارت چاہے ایک آن کے لئے ہی نصیب ہو وہ اپنا نورانی عکس
طالب اور مرید کے دل میں ڈال دیتے ہیں اور جو شخص ان کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتا ہے وہ
ان کی نورانی تجلی سے محروم نہیں رہتا۔ دنیا کے کام تو یوں ہی چلے جائیں گے۔ حتیٰ الوسع صحبت
اولیاء اللہ سے مستفیض ہونا چاہیے۔

آدھی کی بھی آدھ مھلی اور آدھی کی بھی آدھ

بھیکا سنگت سادھ کی کاٹے کوٹا پر ادھ

۵۔ ایک انتباہ | یاد رہے کہ صحبت صالحین کی دولت نصیب ہو جائے اور ان کی خدمت

کی توفیق بیسر ہو تو مرید کو اسے اپنا کمال نہیں جاننا چاہیے بلکہ یقین رکھے کہ یہ بھی ان بندگانوں کا
ہی کرم ہے کہ انہوں نے اپنی بارگاہوں میں قبول فرمایا ہے۔

دیدار کے قابل تو کہاں میری نظر ہے

یہ تیری عنایت ہے کہ رخ تیرا ادھر ہے

حضرت قبلہ نے ایک دفعہ فرمایا جب کبھی انسان محبت شیخ کو اپنا کمال سمجھنے لگتا ہے تو اس

رابطہ اور عقیدت میں کمی آجاتی ہے اور اس کمی کا واقع ہونا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ ارادت

اور تڑپ مرید کا فعل نہ تھا بلکہ یہ بھی توجہ شیخ کی برکت تھی

تانا سوز و شمع کے پروانہ شیدا می شود

قرآن پاک میں ہے بعض لوگوں نے اپنے قبول اسلام کا احسان بتایا تو مولیٰ کریم جل مجدہ

نے فرمایا اے محبوب! صلی اللہ علیک وسلم یہ اپنے مسلمان ہونے کا آپ پر احسان جتاتے ہیں آپ

فرمادو کہ میرے پر احسان نہ دھرو بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی

دولت عطا فرمادی (یمنون علیک ان اسلہوا قل لا تمنوا علی اسلامکم بل اللہ

یمن علیکم ان ھداکم للایمان - پارہ ۲۶ رکو ۱۲۶)

منت منہ کہ خدمت سلطان ہی کم

منت شناس ازو کہ بخدمت گذاشتت

شکر خدای کن کہ موفق شدی بخیبر!

ز انعام و فضل اوست نہ معطل گذاشتت

صحبت صالحین اولیائے کاملین کی تو بڑی شان ہے۔ عام مسلمانوں کی

صحبت اور پڑوس بھی بدکاروں اور کافروں کے قرب اور ہمسائیگی سے

بدرجہا بہتر ہے اگر کسی کو خواص اہل اللہ کی صحبت بیسر نہ آسکے تو کم از کم یہ تو کرے کہ کافروں

مشرکوں کی بجائے عام مسلمانوں سے میل جول رکھے کیونکہ کفار کی ہم نشینی تو بلاشبہ ہلاک

کرنے والی ہے۔

ایک دفعہ حضرت قبلہ کی خدمت میں ایک سید صاحب آئے ان کا مکان قصابوں کے محلہ میں تھا وہ بولے حضور کھالوں کی بدبو اور قصابیوں کی فحش گالیوں سے ناک میں دم آ گیا ہے اگر ہمیں ہندوؤں کے محلہ میں کوئی گھر مل جائے تو بہت اچھا ہو۔ آپ نے فرمایا ”میر صاحب! لہسن میں بدبو بھی ہوتی ہے اس کا رنگ بھی کوئی دلفریب اور دلکش نہیں ہوتا برعکس اس کے سنکھیا دیکھو بڑا خوش رنگ اور چمک دار ہوتا ہے اور اس میں لہسن کی طرح دماغ کو پریشان کرنے والی بدبو بھی نہیں ہوتی مگر اس کے باوجود لہسن غذا کو خوش مزہ بناتا ہے اور اکثر یہی امراض کی بے نظیر دوا ہے۔ برخلاف اس کے سنکھیا زہر قاتل ہے۔ پھر فرمایا اس مثال سے سمجھ لینا چاہیے کہ مومنین اہل اسلام کا پڑوس کافروں ہندوؤں کے پڑوس سے بہر حال بہتر ہے اگرچہ مسلمان میں ظاہری صفائی نہ بھی ہو پھر بھی وہ کافر سے بہتر ہے۔

اسی ضمن میں آپ نے فرمایا دیہات کے مسلمانوں کو دیکھ لیجئے کفار کی صحبت سے ان کی عادات اور طور طریقوں پر کیسے بڑے اثر پڑے ہیں اور ان پر ہندوانہ رنگ کتنا غالب ہو گیا ہے۔ (یہ تقسیم برصغیر سے پہلے کی بات ہے ہندوؤں کے وہ گاؤں جہاں مسلمانوں کی تعداد بہت مختصر تھی وہاں مسلمانوں کے نام، بیاہ شادی کے رسم و رواج اور رہن سہن کے طریقے وغیرہ سبھی ہندوانہ تھے۔ اور اب بیچارے بھارتی مسلمان بالعموم اسی مصیبت میں مبتلا ہیں)

جس طرح ظاہری صحبت کے اثرات مسلمہ ہیں معنوی صحبت بھی اپنا کام کرتی ہے۔ اچھی اچھا بڑی بڑا صالحین کی تصانیف باعث برکت ہیں اور ان کے برعکس موجب ہلاکت حاجی فاخر علی صاحب نے اسی سال ۱۹۶۸ء کے سالانہ جلسہ پرنسپل پور شریف میں بتایا میں نے محمد علی مرزائی کا انگریزی ترجمہ قرآن پاک خریدا اور حضرت قبلہ کو لے جا کر دکھایا آپ نے فرمایا تم اسے مت پڑھو!

۷۔ ذکر | ذکر کے موضوع پر حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ان انگریزی مکتوبات میں جو میر ہدایت اللہ صاحب کے نام ہیں بڑی سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔ ان کا اردو ترجمہ باب چہارم کے آخر میں دیکھئے۔ یہاں بعض اور ارشادات نقل کئے جاتے ہیں۔ آپ نے ماسٹر افضل خاں صاحب کو فرمایا ذکر کثیر و درود شریف حسب امر شیخ معمر رابطہ و تصور شیخ کامل سے بڑھ کر کوئی چیز بعد اتباع شریعت کے ایمان کے کامل کرنے میں زیادہ فائدہ مند نہیں ہے۔

ذکر کن ذکر تا ترا حبان است

پاکی دل ز ذکر حسن است

ایک اور مکتوب شریف میں فرمایا، عزیزم! دنیا روز سے ست چند باقی کار با خداوند ہے

دائم ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ کار

می دار نہفتہ چشم دل جانب یار

۸۔ ذکر اور عشق | حاجی ذاکر علی صاحب بتاتے ہیں ایک دفعہ میں نے سوال کیا: ذکر اور عشق میں کیا نسبت ہے؟ آپ نے فرمایا ”ذکر آگ ہے عشق اس کی

حرارت جتنی آگ زیادہ گرمی اتنی زیادہ اسی طرح جتنا ذکر زیادہ ہوگا عشق زیادہ ہوگا“

حاجی ذاکر علی صاحب ہی بتاتے ہیں ایک دفعہ میرے بھائیوں نے مجھ پر

۹۔ توبہ استغفار | مقدمہ کر دیا میں نے کرنال شریف مفضل عریضہ لکھا حضور کا مکتوب

شریف آیا لکھا تھا ”جو کچھ ہوتا ہے انسان کے نفس کی غلطی کی وجہ سے ہی ظہور پذیر ہوتا ہے

اس لئے توبہ استغفار پڑھنا چاہیے، سارا گھر پڑھے“ پھر ہم سب گھر والوں نے توبہ استغفار کی

ایک ہی دن میں قدرت نے غیب سے سامان کر دیئے اور ہماری صلح ہو گئی اور سب

جھگڑا ختم ہو گیا۔

۱۰۔ توکل | حضرت قبلہ نے شیخ عبدالرحمن شامی کو لکھا ”ہر ایک امر میں اسی ذات پر بھروسہ

کرنا چاہیے، اور مولوی محمد یوسف صاحب کو فرمایا ”اللہ تبارک و تعالیٰ کارساز حقیقی ہے۔ تم اطمینان، محنت، تندہی اور دیانت کے ساتھ کام کئے جاؤ وہ مالک اپنے فضل سے اور اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے بہتر فرمادیں گے۔“

حضرت کچہری روہتک کی مسجد میں جمعہ پڑھایا کرتے تھے ایک روز بارش آگئی اور مسجد کے چبوترے پر سائبان نہ تھا لہذا نماز کے لئے وکیلوں کا کمرہ (بار روم) منتخب ہوا۔ حضرت قبلہ نے موقعہ محل کی مناسبت سے وعظ میں فرمایا ”اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ایک نام پاک ”الوکیل“ بھی ہے۔ ہم زبان سے تو کہتے ہیں حسبنا اللہ ونعم الوکیل (اللہ ہمیں کافی ہے اور وہ کیا ہی اچھا کارساز ہے) لیکن دل میں یقین کامل نہیں رکھتے۔ ہمیں اپنے دنیاوی وکیلوں پر تو کامل بھروسہ ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ جو بہترین وکیل اور حقیقی وکیل ہے اس پر پورا بھروسہ نہیں کرتے۔“

حضرت غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے توکل کو ایمان کی شرط قرار دیا ہے و علی اللہ فتوکلوا ان ینتقم مؤمنین۔ (یعنی اگر تم مومن ہو تو اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کرو۔ (پارہ ۶، رکوع ۸۶) مولیٰ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ (جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے پارہ ۲۸، رکوع ۱۷) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم رب تعالیٰ پر ایسا توکل کرو جیسا کہ توکل کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں اس طرح سے روزی عطا فرمائے گا جیسے پرندوں کو عطا فرماتا ہے وہ صبح کو بھوکے اٹھتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر لوٹتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت حضور قبلہ عالم امیر ملت محدث علی پوری قدس سرہ فرماتے ہیں قیامت کے دن نوے فیصدی مخلوق کو اس لئے عذاب ہوگا کہ انہیں اللہ تعالیٰ کے رزاق ہونے پر پورا یقین نہ تھا۔ آپ فرماتے ہیں کوئی شخص تمہاری دعوت کر جائے تو اس کا تو پورا یقین ہو جانا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر یقین نہیں کرتے جس نے صاف صاف فرمایا کہ زمین پر کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق

ہمارے ذمہ کرم پر نہ ہو (وما من دابة في الارض الا على الله رزقها)

صبر کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کسی مصیبت کو اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتے ہوئے برداشت کر لے اس سے بڑھ کر مقامِ رضا ہے۔ اب

۱۱۔ صبر، رضا، شکر

بندہ مصائب پر ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کرتا اور تقدیر الہی پر راضی رہتا ہے لیکن اس سے بھی بلند تر درجہ یہ ہے کہ ہر تکلیف اور بلا کو ایک نعمت سمجھا جائے اور مصیبت نازل ہونے پر خوشیاں منائی جائیں۔ اس آخری درجہ کو حضرت مجدد و صاحبِ رحمۃ اللہ علیہ "التذاز" کا نام دیتے ہیں۔ اس مقام پر سالک مصیبتوں پر اپنے مالک حقیقی کا شکر ادا کرتا ہے۔ مصائب و آلام کو شکر پارے تصور کرتا ہے اور مصیبت کو راحت سے زیادہ چاہتا ہے۔

حضرت قلیہ رحمۃ اللہ علیہ شکر اور التذاز کے بلند ترین مرتبہ پر فائز تھے اور ذیل کے واقعات اس کے شاہد ہیں۔

آپ کی خدمت میں موضع کاہنی (ضلع رتھک) میں ایک نابینا آدمی نے عدم بصارت کی شکایت کی آپ نے اسے تسلی دیتے ہوئے فرمایا ہر حال میں اللہ کا شکر کرنا چاہیے یہ اس کی رحمت ہے کہ اس نے بہت سے گناہوں سے بچا لیا آنکھیں ہوتیں تو نہ معلوم کیا کیا گناہ کرتے۔ پھر فرمایا مجھے بھی سماعت کی طرف سے معذوری ہے (پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ آپ کو بظاہر کچھ اونچا سنتا تھا) اور میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے چھلی غیبت راگ باجا سننے کے گناہوں سے بچا لیا (تجلیۃ الکمال ص ۷۷)

۱۲۔ مکتوبات امام ربانی جلد ثانی مکتوب ۴۸: "جائے آنست کہ بجان از فعل محبوباں لذت بگیرند و عیش

نمایند۔ بصبر چہ دلالت کند کہ ایمانے بکر است وار و مقام رضا ہر چند از رغبت و سرور خبری و ہدانا

مرتبہ "التذاز" امر سے دیگر است"

۱۳۔ ایضاً مکتوب ۷۵

۱۴۔ ایضاً مکتوب ۲۹

اسی طرح ایک اور واقعہ پیش آیا آپ کے ایک صاحبزادے پچپن میں ہی فوت ہو گئے اس وقت آپ تصور دہائی سکول میں قائم مقام ہیڈ ماسٹر تھے۔ فیروز پور کے ایک پیر بھائی مولوی عبدالعزیز صاحب تعزیت کے لئے آئے اور بجائے اس کے کہ یہ حضرت قبلہ کو تلقین صبر کرتے خود آپ نے ہی فرمایا ”مولوی صاحب! مدرسہ میں آج کل لڑکوں نے ایک نیا کھیل نکالا تھا وہ دن بھر پھر کیاں پھرتے رہتے۔ ہر طالب علم اپنے اپنے بتے میں ایک ایک پھر کی لانا۔ جب ہم نے اس صورت حال کا جائزہ لیا تو حکم دیا کہ سب لڑکوں کے بستوں کی تلاشی لی جائے اور جتنی پھر کیاں ملیں ہماری میز پر جمع کر دی جائیں۔ چنانچہ جب سب پھر کیاں برآمد ہو گئیں تو ہم نے سب کو ٹوڑا دیا تاکہ بچے کھیل میں مشغول ہو کر اپنے اصلی مقصد کو نہ بھول جائیں ہم نے یہ کام ان کے فائدے کے لئے ہی کیا تھا یہ اور بات ہے کہ ہماری حکمت اور مصلحت ان کی سمجھ میں نہ آئے۔

پھر فرمایا ”مولوی صاحب ہمارا بھی یہی حال ہے ہم نے اپنے بچے سے محبت شروع کر دی تھی یہ بات ہمارے محبوب حقیقی جل جلالہ کو گوارا نہ ہوئی وہ بڑا ہی غیور ہے اس نے کمال حکمت سے ہمارا وہ ”کھلونا“ توڑ دیا تاکہ ہم کامل یکسوئی کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہو جائیں (تعبیۃ الکمالۃ ص ۱۲) حضرت قبلہ نے ایک مخلص ارادتمند کو لکھا ”سب نعمتوں میں بڑی نعمت یہ ہے

۱۲۔ دین اور دنیا کہ ”دل بیار، دست بکار“ کی صفت حاصل ہو، دل محبوب سے لگا ہو اور ہاتھ کام میں۔“

اہل بصیرت جانتے ہیں کہ اسلام دین اور دنیا میں تفریق نہیں کرتا بلکہ یہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اسلامی زندگی کی تکمیل دین اور دنیا کے ایک حسین امتزاج پر موقوف ہے جن قوموں نے ان میں مغایرت پیدا کرنے کی کوشش کی وہ صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ گئیں عروج انسانی کار دین اور دنیا کی ایک معتدل ہم آہنگی میں ہی پوشیدہ ہے۔

ایک دن حضرت قبلہ کی خدمت میں ایف اے کے ایک طالب علم احمد خاں نامی حاضر ہوئے صبح کا وقت تھا آپ اس وقت مراقبہ میں تھے وہ ذرا بیچھے ہٹ کر بیٹھ گئے۔ جب آپ مراقبہ سے

فارغ ہوئے تو ان کو نزدیک بلایا اور ان کے شانہ پر دستِ شفقت رکھ کر فرمایا آپ نے مرغیاں پال رکھی ہیں اور اکثر دیکھا ہوگا کہ جب مرغی انڈوں پر بیٹھتی ہے تو پچھلے انڈے جو سینہ سے ذرا ناصطے پر دم کی طرف ہوتے ہیں اپنی چونچ سے آگے کر لیتی ہے اور اگلے انڈے پیچھے کو سرکا دیتا ہے مرغی کی اس فطری حرکت پر بھی کبھی غور کیا ہے کہ وہ ایسا کیوں کرتی ہے بات یہ ہے کہ سینہ کے نیچے انڈے پوری حرارت حاصل کرتے ہیں اور گندے بھی نہیں ہوتے۔ جو مرغی اس قدرتی حکمت پر عمل کرتی ہے اس کے انڈے گندے نہیں ہوتے اور عموماً سب میں سے بچے نکل آتے ہیں۔

اس تمہید کے بعد فرمایا آدمی کے زیر عمل دو پہلو ہیں ایک دنیا کا اور دوسرا دین کا۔ ان میں سے کسی ایک ہی پہلو کی جانب منہمک نہیں ہونا چاہیے تاکہ دوسرا معطل اور بیکار نہ ہو جائے انسان کو دنیا کے کام بھی کرنے ہیں اور دین کے بھی۔ اگر دنیا کی طرف ہی مائل ہو گیا اور دین سے غافل رہا تو اپنا دین برباد کر لے گا اور ہم تن دین کی جانب ہی متوجہ ہو کر تارک دنیا ہو جائے گا تو دنیا کے کام خراب ہو جائیں گے۔ اسلام ایسے زہد و رہبانیت کی اجازت نہیں دیتا

دین و دنیا بہم آمیز کہ اکسیر شود

پھر فرمایا ہمیں اللہ تعالیٰ نے دنیا اور دین دونوں کی بھلائی مانگنے کی تلقین فرمائی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ وہی لوگ اپنے کسب و کار سے برخوردار ہوتے ہیں جو کہتے ہیں یا اللہ! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ (ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة و قنا عذاب النار پارہ ۲ دکو ۹۶)

ارشاد فرمایا دنیا کی بھلائی پہلے اور آخرت کی بھلائی پیچھے مانگنے میں

۱۳۔ ایک نفس تکلمتہ | حکمت یہ ہے کہ دنیا کا نفع اور متاع دنیا قلیل ہے اس لئے اسے

پہلے طلب کیا گیا ہے اور آخرت کی بھلائی اور فلاح کثیر ہے اسے بعد میں (مذکورۃ الصدراط البعلم احمد خاں سے ہی خطاب کرتے ہوئے فرمایا) آپ بھی امتحان میں وہ سوال جو آسان ہوتے ہیں جلدی سے حل کر لیتے ہیں اور باقی وقت اطمینان سے زیادہ اہم اور مشکل سوالوں پر خرچ کرتے ہیں، پس

انسان کو چاہیے کہ دنیا کے کام وقت مناسب پر انجام دے کر اطمینان کے ساتھ دین کے اہم فریضے کی بجائے اور ہی میں مشغول ہو جائے۔ جو شخص اس اصول پر عمل نہیں کرتا وہ کوئی کمال حاصل نہیں کر سکتا۔ انسان کو مرغی سے ہی سبق حاصل کرنا چاہیے۔

دنیا کے کام میں بھی تگ و دو لگی رہے
لیکن یہ شرط ہے کہ ادھر لو لگی رہے

پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ حضرت قبلہ کے قول اور فعل میں کامل مطابقت تھی آپ نے جس طرح احمد خاں صاحب کو دین و دنیا یک جا کرنے کی تلقین فرمائی اسی طرح خود بھی اس پر عمل فرمایا آپ کی روزمرہ زندگی ”بے ہمہ و باہمہ“ کا نمونہ تھی۔ امور دنیوی کی طرف قدر ضرورت سے زیادہ کبھی توجہ نہ فرمائی۔ مخدومی حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کو بازار سے کبھی کچھ خریدتے نہ دیکھا۔ اصل نصب العین آخرت ہی تھا۔ مولیٰ کریم کا ارشاد ہوتا ہے اے عام لوگو! بل تو شرون الحیوۃ الدنیا والآخرۃ خیرہ ابقی۔ مگر خاصان حق کی شان اس سے بلند تر ہے وہ دنیا اور مافیہا کو پریشہ کے برابر بھی نہیں جانتے۔

۱۴۔ فقر | تصوف میں فقر سے مراد مفلسی اور ناداری نہیں بلکہ استغنا اور قناعت ہے اس طرح ایک امیر کبیر آدمی بھی فقیر ہو سکتا ہے۔ اگر اس کے دل میں مال و زر کی محبت نہ ہو اور ایک حرص اور لالچی شخص چاہے ٹکڑے ٹکڑے کا محتاج ہو وہ بھی فقیر نہیں کیونکہ وہ محبت دنیا میں گرفتار ہے مطلب یہ ہے کہ دھن دولت سے بے نیاز قبلا پوش شہنشاہ حقیقی معنی میں فقیر ہے اور حرص و ہوا کا غلام پیوند لگی عبا پہنے والا گداگر فقرار کی جماعت سے خارج۔ اس موضوع پر حضرت قبلہ نے ایک حکایت ارشاد فرمائی کہ ایک زاہد نے حضور شہنشاہ مشککشا

خواجہ نقشبندی بخاری قدس سرہ کا چہرہ چا سنا تو بیعت کے ارادہ سے بخارا شریف آیا حضرت کے آستانہ پر شانہ ٹھاٹھ غالیچے گھوڑے دیکھ کر دل میں افسوس کرنے لگا کہ محنت رائیگاں گئی یہ تو (معاذ اللہ) دنیا دار ہیں۔ خیرات کا وقت تھا بے دلی سے ایک طرف پڑ رہا۔ تہجد کے وقت

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کے پاس تشریف لائے حال پوچھا اس نے ماجرا کہہ سنایا اور بولا اب درویش کہاں رکھے ہیں اب تو میرا ارادہ ہے کہ مکہ شریف جا کر مجاوری کروں۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تمہارا ارادہ بہت نیک ہے۔ چلو میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں چلتے چلتے ایک جگہ پڑاؤ کیا تو وہ زیادہ خشک بولا افسوس میرا ایک پیالہ تو اس دنیا دار کے ہمارے گیا آپ نے فرمایا مٹی کا پیالہ ہی تو ہے اور لے لیں گے وہ بولا وہ تو سا لہا سال سے میرے پاس تھا اور خوب چکنا ہو گیا تھا میں اسے کیسے ضائع کروں۔ اب حضور خواجہ صاحب قدس سرہ نے اس سے فرمایا بھائی! میں وہی بخاری درویش ہوں جس کے ساز و سامان کو دیکھ کر تم نے اس سے ملنا تک گوارا نہ کی مگر دیکھو میں وہ سب مال متاع اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑ کر تمہارے ساتھ ہو گیا نہ وہ مال اسباب کسی کو سو نپانہ زاد راہ کے لئے کچھ لیا محض توکل پر چل پڑا اور تم ایک جام سفال بھی چھوڑنے کو تیار نہیں بناؤ دنیا دار کون ہوا؟

حضرت قبلہ نے اس کے ساتھ فرمایا ہمارے حضور قبلہ عالم امیر ملت محدث علی پوری روحی فدا کے دربار شریف میں کیا کچھ نعمتیں اور عجائبات عالم نظر آتے ہیں مگر جو کچھ ہے سب خدمت خلق کے لئے ہے جس قدر مہمان زیادہ ہوں آپ اتنے ہی خوش ہوتے ہیں مہمان جانتے ہیں تو آپ کو شاق گذرتا ہے۔ خود تو وہ شہنشاہ دین پناہ فرش زمین پر بستر لگائے بیٹھے ہیں اور آپ کے قلب منور میں سوئے ذات احدیت کی طلب صادق کے کسی کی گنجائش نہیں مگر مخلوق خدا کے آرام و آسائش کے لئے جو باغ مہمان خانے مرغن اور پُر تکلف کھانے حاضر ہیں۔

چہیت دنیا از خدا عاقل بدن

نے قماش و نقرہ و سرزند و زن

صاحب تجلیۃ الکملاتہ کھتے ہیں ایک دن میں ایک صراحی بھرنا تھا

۱۵۔ حال اور مقام | وہ ابھی بہت خالی تھی مگر اس کی گردن میں ہوا رک جانے کی وجہ سے

پانی باہر گرنے لگا اور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ بھر گئی ہے۔ جب ہوا نکل گئی تو پانی اندر چر

گیا تب معلوم ہوا کہ ابھی پوری نہیں بھری۔ حضرت قبلہ وہاں تشریف فرما تھے آپ نے فرمایا :
عبدالمجید! یہ حال اور مقام کی ایک عمدہ مثال ہے۔ یہ جو عارضی طور پر صراحی بھری معلوم ہوتی تھی
یہ ایک حال تھا جسے قرار نہیں مگر رفتہ رفتہ پانی اس صراحی میں ڈالتے رہتے رہتے کئی دفعہ حال
وارد ہونے کے بعد آخر یہ بھر جائے گی وہ حالت و مقام کہلائے گی۔

پھر فرمایا سالک پر بھی حال وارد ہوتا ہے اور اس وقت اس کی حالت وصال اور عموری
کے مانند ہوتی ہے مگر جب وہ ”حال“ گزر جاتا ہے تو پھر خالی کا خالی رہ جاتا ہے اور اس طرح
ہوتے ہوتے وہ حال ہی مقام بن جاتا ہے۔

ایک روز ارشاد فرمایا سالکانِ طریقت دو قسم کے ہیں ایک اربابِ درد

۱۶۔ مجاہدہ و مشاہدہ

یعنی اہل مجاہدہ دوسرے اصحابِ درد یعنی اہل مشاہدہ۔ پھر فرمایا

درد و ظالمت اور ریاضت مجاہدہ والوں کی نظر اپنی نیکیوں پر رہتی ہے۔ اس لئے غرور و تکبر کا

خطرہ ہے اور

نکبتہ عزازیل را خواہ کرد

بزدانِ لعنت گرفتار کرد

تکبر آیا تو سارے عمل برباد ہو جائیں گے لیکن درد و عشق اور معائنہ و مشاہدہ والے اپنے سوز و
مستی میں رہتے ہیں وہ اپنی عبادتوں پر ناز نہیں کرتے اس لئے انہیں کسی قسم کی خود رانی اور
خود بینی کا کوئی اندیشہ نہیں ہوتا۔

نیز فرمایا لفظ درد کو الٹیں تو درد بن جاتا ہے جو فارسی مصدر درد و دن سے بنا ہے اور
اس کے معنی ہیں فصل کا ٹٹا۔ مطلب یہ ہے کہ صاحبِ درد جب پلٹا کھاتا ہے تو بس فوراً ہی اس

سے سلف صالحین کی کتابوں میں دو اصطلاحیں آتی ہیں تلوین اور تمکین۔ تلوین کے معنی متلون ہونا،

رنگ بدلنا اور تمکین کے معنی متکین ہونا جم جانا۔ تلوین ابتداء ہے تمکین انتہاء۔ حضرت قبلہ کے ارشاد

میں حال سے مراد یہی تلوین ہے اور مقام سے تمکین۔

کے عملوں کی کھینچی برباد ہو جاتی ہے لیکن درد کی خاصیت یہ ہے کہ جب الٹا جائے تب بھی درد ہی رہتا ہے اس لئے اہل درد ہر حال میں ہلاکت سے محفوظ رہتے ہیں۔

حضرت کے انگریزی مکاتیب میں دو اصطلاحیں پائی جاتی ہیں ایمانِ غیبی اور ایمانِ شہودی پہلی کا تعلق مجاہدہ سے ہے۔ دوسری کا مشاہدہ سے۔ ایمانِ غیبی کی حالت میں وہی خطرے ہیں جو اوپر بابِ مجاہدہ اور درد کے لئے لکھے گئے اور جب سالک ایمانِ شہودی کی دولت سے سرفراز ہو جاتا ہے تب سارے خطرے دور ہو جاتے ہیں اب وہ "عبادِ مخلصین" کے زمرہ میں داخل شیطان لعین کی فریب کاریوں سے مأمون ہو جاتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ جب تک سالک اہل درد و مجاہدہ کی صفت میں ہوتا ہے اس کا ایمان غیبی ہوتا ہے اور وہ حال اور تلویں کے درجہ میں رہتا ہے یہ مرحلہ بڑا دشوار اور پرخطر ہے لیکن جب فضلِ خداوندی سے سالک اہل درد و مشاہدہ سے ہو جاتا ہے تو اسے ایمانِ شہودی نصیب ہوتا ہے اور یہ مقام و نمکین کی مسند پر جلوہ آرا ہوتا ہے اب وہ ہر قسم کے خوف و حزن سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا ایک دن ایک دوست آئے اور بولے

۱۷۔ قہر و لطف

حضور قبلہ عالم شہنشاہ علی پوری روحی فدائے فلاں پیر مجھائی سے ناراض ہو گئے ہیں اور آپ تو سراپا رحمت ہیں پھر غصہ ہونے کا کیا مطلب ہے

حضرت قبلہ فرماتے ہیں عین اس وقت ایک شخص (خادم) ہمارے یہاں آٹا گوندھ رہا تھا ہم نے کہا دیکھو یہ آدمی اب تو آٹے کو ٹھنڈے پانی سے گوندھ رہا ہے اور ابھی تھوڑی دیر میں اس آٹے کو جلتے توڑے پر رکھ دے گا۔ پہلے پانی استعمال کیا پھر آگ۔ یہ دونوں چیزیں ہیں تو ایک دوسرے کی ضد مگر حکمت یہ ہے کہ اس طرح یہ آٹا مفید اور کارآمد ہو جائے گا۔

۱۸۔ انتہی خبر نہ تھی کہ بندہ مومن صفاتِ خداوندی کا آئینہ ہے اور

ستاری و غفاری و قہاری و جبروت یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

پھر فرمایا اس رستہ کے طالب صادق تو اللہ تعالیٰ کے جمال و جلال اور لطف و قہر دونوں کے عاشق ہوتے ہیں اور زبانِ حال سے یہی کہتے ہیں کہ ہم تو اس کے قہر اور لطف دونوں پر شیدا ہیں اور مقامِ تعجب یہ ہے کہ ہم دو متضاد چیزوں کے عاشق ہیں۔

عاشقم بر قہر و بر لطفش بجد
اے عجب من عاشق این ہر دو ضد

اللہ رب العزت قرآن مجید میں فرماتے ہیں وهو القاهر فوق عبادة (وہ اپنے بندوں پر قاہر ہے) نیز اللہ لطیف بعبادة (اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر لطیف ہے) معلوم ہوا اس کا قہر اور لطف دونوں حق ہیں۔

کشف المحجوب میں حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صوفیائے کرام کے نزدیک قہر کا مطلب یہ ہے کہ بندہ کی خواہشاتِ نفسانی تائیدِ الہی سے فنا ہو جائیں اور لطف سے مراد یہ ہے کہ انسان کی روحانی قوت لغائے الہی کے ساتھ بقا حاصل کر لے۔ دونوں صورتوں میں تائیدِ ایزدی شامل حال ہوتی ہے اسی کی عنایت سے نفسانی قوت مغلوب ہوتی ہے اور اسی کی رحمت سے روحانی قوت غالب لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

۱۸۔ فنا و بقا | ایک روز ارشاد فرمایا جب فضل ربانی سے پیر کامل کا دامن ہاتھ آجائے تو مرید کو چاہیے کہ اس کے ارشادات پر پورا پورا عمل کرے اپنے آپ کو مٹا چھڑا جائے اور یہ مٹانا بظاہر تو مٹانا ہے مگر حقیقت میں بنانا۔ جننا مٹے گا اتنا ہی بنے گا۔ یہ مٹنا اور بننا ہی فنا اور بقا ہے اور اسی کو تکمیلی سلوک کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

از بہاراں کے شود سر سبز سنگ
خاک شوتا گل بر دید رنگ رنگ

۱۴ پارہ ۷ رکوع ۱۴

۱۵ پارہ ۲۵ رکوع ۳

فرمایا مرید وہ ہوتا ہے جس کا اپنا کوئی ارادہ نہ ہو (المرید لا یرید) اس کا ارادہ
 پیر کے ارادہ میں فنا ہوتا ہے اور اسی میں مرید کی عظمتیں اور سر بلندیاں پوشیدہ ہیں حقیر
 سی بیونٹی کبوتر حرم کے قدم تمام کر اپنی حرکت اور ارادہ اس کی حرکت اور ارادہ میں گم کر
 دیتی ہے تو اس کی ایک اڑان کے ساتھ ہی خانہ کعبہ کے دیدار سے مشرف ہو جاتی ہے اسی
 طرح مرید اپنا ارادہ پیر کے ارادہ میں فنا کر دے تو حرمِ قدس کے جلوے دیکھ لیتا ہے

مور مسکین ہو سے داشت کہ در کعبہ رسد

پنچہ بر پای کبوتر زد و ناگاہ رسید

اس ضمن میں مولانا عبدالمجید خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بہت پر لطف قصہ
 لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضور قبلہ عالم شہنشاہ علی پوری قدس سرہ موضع کھیرڑی ضلع رتھک
 میں تشریف لارہے تھے۔ حضرت یہ مرثدہ جانفزا سن کر رتھک سے تانگہ پر سوار ہوئے یہ احقر
 آپ کے ساتھ ساتھ سائیکل پر چلا۔ شہر سے نکل کر حضرت قبلہ نے مجھے اپنے کلماتِ طیبات
 سے مشرف فرمایا اس لئے میں نے تانگہ کے تختہ پر ہاتھ رکھ لیا اپنے پاؤں کی حرکت بند کر
 دی اور ہمہ تن گوش بن کر ارشاداتِ عالی سننا رہا۔ اب میں نے سائیکل چلانا بالکل بند کر دیا
 تھا مگر اس کے باوجود سائیکل بھی تانگہ کی رفتار سے چلتا رہا۔ اس وقت حضرت نے فرمایا:
 ”عبدالمجید دیکھو تم نے ہماری سواری کو ایک ہاتھ سے پکڑ لیا ہے اور اپنی حرکتِ ارادی بند
 کر دی ہے۔ تم نے اپنا ارادہ ہمارے ارادے میں فنا کر دیا ہے اسی ربطِ مستحکم کی وجہ سے ہمارے
 رفتار کے ساتھ تمہارا سفر بھی طے ہو رہا ہے اور بلا تکان تم بھی اسی وقت منزل مقصود پر پہنچ
 جاؤ گے جب ہم پہنچیں گے“ پھر فرمایا ”لیکن اگر ایک لمحہ کے لئے بھی تم اپنا ہاتھ ہمارے تختہ
 سے جدا کر لو تو اسی وقت تمہیں خود جد و جہد کرنی پڑے گی ورنہ اسی جگہ کھڑے رہ جاؤ گے“

(تھیۃ الکمالۃ ص ۸۵)

فنا اور بقا کے متعلق اتنی گزارش اور ہے کہ صوفیائے کرام کے نزدیک ”گسستن“ اور

”پیوستن“ کے بھی یہی معنی ہیں بندہ کا تعلق مخلوق سے ٹوٹنا جانا ہے اور خالقِ تعالیٰ سے جڑنا جانا ہے۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”فنا فی اللہ“ اور ”بقا باللہ“ سے مراد یہ مراد نہیں کہ ممکن واجب اور بندہ (معاذ اللہ) خدا بن گیا یہ امر قطعاً محال ہے۔ فنا و بقا شہودی ہے وجودی نہیں بندہ ہمیشہ بندہ رہتا ہے اور رب تعالیٰ ہمیشہ رب ہے

اَلْعَبْدُ عَبْدٌ ذَا اِنْبَاءٍ وَالرَّبُّ رَبٌّ سَرَّ صَدًا

۱۹۔ استقامت | آپ فرمایا کرتے تھے کہ استقامت کی ہر کام میں ضرورت ہے جو نیک عمل روزانہ باقاعدگی سے ہوتا رہے وہ اس کثیر سے بہتر ہے جس میں

مداومت نہ ہو۔ اور راہ سلوک میں تو استقامت کرامت سے افضل ہے الاستقامة فوق الكرامة

استقامت کے موضوع پر تفسیر میں فرمایا کہ حضرت امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے گاؤں زمر چھتر

میں ایک بزرگ تشریف لائے اور شاہ صاحب ان کے مرید ہو گئے۔ بارہ برس تک اپنے پیر و مرشد

کی خدمت کرتے رہے۔ ایک دن حضرت پیر صاحب نے پوچھا ”لڑکے تمہارا نام کیا ہے؟“ شاہ

صاحب روتے ہوئے قدموں پر گر پڑے عرض کی ”حضور آج بارہ برس کے بعد تو میرا نام پوچھا ہے

اور کام پوچھنے کے لئے تو عمر دراز چاہیئے۔ پیر صاحب نے مسکرا کر گلے سے لگا لیا اور فیوضِ باطنی

سے مالا مال کر دیا۔ پھر جب صاحب اجازت ہو کر اپنے گاؤں لوٹے تو ایک دنیا کو فیض پہنچایا اور لوگ

آپ کے ادب کی وجہ سے آپ کے گاؤں کو ”مکان شریف“ کہنے لگے۔

یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد فرمایا مریدین کے لئے اس میں بڑا سبق ہے کہ خاصانِ خدا کی

بے نیازی کا یہ عالم ہے کہ بارہ بارہ سال تک نام بھی نہیں پوچھتے اور یہاں لوگوں کا یہ حال ہے

کہ آج مرید ہوتے اور دوسرے دن ہی خلافت کی آرزو کرنے لگے۔

بہیں تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا

۱۲۶ مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب ۱۲۶

۱۲۷ ایضاً جلد ثانی مکتوب ۹۹

استقامت کے موضوع پر کلام کرتے ہوئے فرمایا حضور سید انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم کو مولیٰ کریم جل مجدہ نے فرمایا اے محبوب! آپ حسب حکم استقامت سے کام لیجئے (فاستقم کما امرت) پارہ ۲۵ (کو ۳) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی استقامت کا حق ادا فرما دیا آپ نے تبلیغ رسالت میں اس بے مثال پامردی اور استقلال کا ثبوت دیا جو آپ ہی کی شان کے لائق تھا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

مخلوق خدا کی خدمت حضرت قبلہ کا خاص شیوہ تھا پہلے باب میں اس کی بعض مثالیں لکھی گئی ہیں یہاں آپ کا ایک ارشاد عالی نقل کیا جاتا ہے

۲۰۔ خدمت خلق

آپ اپنے صاحبزادہ والا قدر مخدومی حافظ صاحب مدظلہم العالی کو نہایت ہی مشفقانہ طور پر نصیحت فرماتے ہیں: ”برخوردار! دنیا ناپا سیدار ہے لیکن خدمتِ خلق ہر وقت درکار ہے اولہ خدمتِ خلق کے لئے قابلیت پیدا کرنا ناگزیر ہے۔ صرف اس واسطے قابل نہ بنے کہ میں بڑے مرتبے حاصل کروں گا، میں، اور مرتبے، دونوں کو بھلا کر اعلیٰ سے اعلیٰ قابلیت حاصل کرنے میں ذرا بھی کوتاہی نہ کرے تاکہ اعلیٰ سے اعلیٰ طرح پر خدمتِ خلق کر سکے...“

ہر کہ خدمت کر د او مخدوم شد

ہر کہ نخوت کر د او مخدوم شد

طریقت اور خدمتِ خلق کا چولی دامن کا ساتھ ہے انسانِ خدمت سے ہی عظمت

پاتا ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے توصیف اعلان کر دیا ہے

طریقت بجز خدمتِ خلق نیست

بہ تسبیح و سجادہ و ولق نیست

متفرقات

۱۔ اپنی مدد آپ | ”اپنی مدد آپ ایک زہین اصول ہے مشہور بات ہے کہ خدا تعالیٰ ان کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کریں۔ جو فرد اور جو معاشرہ اس مفولہ کو اپنا دستور العمل بنا لیتا ہے وہ منازل ترقی طے کرتا چلا جاتا ہے اس کے برعکس دوسروں کا سہارا نکلنے والا بے غیرتی کی وجہ سے ذلیل و خوار ہوتا ہے۔

حضرت قبلہ نے ایک دفعہ فرمایا رشتک میں ایک حج تھے منشی فقیر علی مرحوم۔ ان کے صاحبزادے عبداللطیف صاحب اپنے والد کے سامنے گاڑی میں سیر کرتے عمدہ لباس پہنتے، اچھے اچھے کھانے کھاتے اور عالی شان عمارتوں میں رہتے لیکن یہ نہ جانتے تھے کہ ایک دن یہ سب نعمتیں چھین جائیں گی اور معمولی نوکری اور قلیل سی تنخواہ پر گزارہ کرنا پڑے گا۔ وہ سابقہ سالانہ عیش و عشرت تو اس لئے ملا تھا کہ اس کی لذتوں سے لطف اندوز ہونے کے بعد خود اپنے زور بازو سے اسے حاصل کرنے کا ملکہ پیدا ہو جائے اور اپنی محنت سے حج پننے کی کوشش کریں۔ پھر فرمایا بچہ کو ماں کی گود میں بے مشقت روزی ملتی ہے لیکن جب وہ بڑا ہو جائے تو اس کا فرض ہو جاتا ہے کہ خود روزی کمائے اور اپنے پیروں پر کھڑا ہو۔ اسی طرح شروع میں مرید اپنے پیروں کی زیر نوبت رہتا ہے مگر اسے اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اُجاگر کرنا چاہیے تاکہ وہ پوری طرح ترقی کر سکے۔

اس سلسلہ میں آپ نے حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام کی مثال دی کہ جب تک آپ جنت میں رہے ہر نعمت بے محنت حاصل رہی اور جب زمین پر تشریف لائے تو مشقت لازم ہو گئی۔ بچہ کو آغوشِ مادر اور سالک کو تربیتِ شیخ میں بہشت کا ہی مزہ ملتا ہے لیکن ان کا عروج اور کمال ان کی اپنی سعی اور کوشش کے ساتھ وابستہ ہے۔

۲۔ لا تقنطوا | ایک مکتوب شریف میں فرمایا ”لو جو انوں کو اداس نہیں ہونا چاہیے میں اگر چہ بوڑھا ہو گیا ہوں مگر بالکل اداس نہیں، جبکہ ہم ایک ایسی

برگنہ برہ ہستی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے غلام ہیں جو کہ عالموں کے لئے رحمت ہے تو پھر اسی کیسی؟
اسی طرح ایک اور خط میں فرمایا ”اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ایمان والوں کو چاہئے کہ کبھی

نومید نہ ہوں۔“

ندارم هیچ گونہ تو شہ راہ

بجز لا تقنطوا من رحمة اللہ

۳۔ خودکشی

بایوسی اور ناامیدی کا ہی نتیجہ ہے کہ آئے دن خودکشی کی وحشتناک خبریں سننے میں آتی ہیں۔ کوئی طالب علم امتحان میں فیل ہو گیا کسی کو نوکری نہ ملی یا کوئی اور مقصد پورا نہ ہوا تو دریا میں پھلانگ لگا دی ریل گاڑی کے نیچے کٹ مرے حالانکہ ناامیدی کافروں کا شیوہ ہے۔ مومن کسی حال میں بھی ناامید نہیں ہو سکتا۔ حضرت قبلہ فرماتے ہیں حال بھی تو انسان کی اپنی ملکیت نہیں ہے اور اس کا ثبوت یہ کہ خودکشی قانونِ ملکی کی نظر میں بھی جرم ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی جرم۔ اسی لئے خودکشی کی کوشش پر عدالتیں سزا دیتی ہیں آخر میں عذاب ہو گا معلوم ہوا جان بھی انسان کی ملکیت نہیں۔ اس کی اپنی ملک ہوتی تو سزا کیوں ملتی

۴۔ کیمیاگری

ایک دن مجلس شریف میں کیمیا کی بات آگئی آپ نے فرمایا اس میں کوئی خیر نہیں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جملہ علوم عطا فرمائے مگر آپ نے کبھی کیمیاگری کا خیال بھی نہ فرمایا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ظاہری و باطنی علوم سے مالا مال فرمایا مگر ایک روایت بھی ایسی نظر نہیں پڑی کہ آپ نے کسی صحابی کو ان کی تنگ دستی و عسرت کے باوجود انہیں کیمیا بنانے کی کوئی ترکیب بتائی ہو۔ پس اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان میں کوئی بھلائی نہیں۔

لے پارہ ۱۳ رکوع ۵

لے مولیٰ تعالیٰ فرماتے ہیں اے حبیب صلی اللہ علیک وسلم ہم نے آپ کو وہ سب کچھ سکھا دیا جو آپ نے

تھے (و علمک ما لم تعلم) پارہ ۵ رکوع ۱۷

لوگ تائبہ کا سونا بنانے میں اپنی زندگیاں کھپا دیتے ہیں مگر ان کی ایک آنچ کی کسر بھی پوری نہیں ہوتی اور اگر بضرر حال وہ اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہو جائیں پھر بھی مال و دولت کے باوجود وہ گداگر ہی رہتے ہیں۔ اصل کیمیا تو قناعت ہے۔

آپ نے ایک صاحب کو لکھا "حقہ سگریٹ وغیرہ کے استعمال سے

۵۔ تمباکو نوشی

سینہ سیاہ ہو جاتا ہے اور بعدہ دل تک سیاہی پہنچ جاتی ہے۔"

نیز فرمایا "آگ جہنم کی نشانی ہے اور پانی جنت کی۔ حقہ پینے والا صبح سویرے چار پانی سے اٹھتے ہی آگ تلاش کرتا ہے اور نمازی اس وقت پانی ڈھونڈتا ہے۔"

جس طرح دنیا کے بڑے بڑے ڈاکٹر شراب نوشی کے زہریلے اور مہلک اثرات کا اعتراف کرتے ہیں اسی طرح تمباکو نوشی کے نقصانات بھی مسلم ہیں رہی اس کی روحانی مضرتیں وہ اہل بصیرت ہی جانتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ذیل کی شہادت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کیسی عرومی کی چیز ہے۔

تھیاء الکمالۃ میں ہے ایک دفعہ کہ نال میں ایک صاحب کے ہاں مجلس میلاد پاک منعقد ہوئی۔ حضرت وعظ فرما رہے تھے اثنائے وعظ میں آپ ایک دم رک گئے اور فرمایا کیا وجہ ہے کہ آسمان سے جو انوار آ رہے تھے وہ بند ہو گئے ہیں پھر خود ہی فرمایا دیکھو کوئی حقہ تو مجلس میں نہیں لایا گیا۔ دیکھنے سے پتہ چلا ایک شخص نے اسی وقت چپکے سے حقہ منگایا تھا اسے واپس بھجوا یا تب آپ نے دوبارہ اطمینان سے وعظ شروع فرمایا۔

یہاں سائیں تو کل شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ملفوظ شریف نقل کرنا نفع سے خالی نہ ہوگا اس سے معلوم ہوگا کہ تمباکو نوشی تو بجائے خود پان میں تمباکو کھانا بھی کیسے عظیم گھاٹے کی بات ہے۔

حضرت سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ایک دن ہم نے درود شریف بہت پڑھا بات کو خواب میں دیکھا کہ ایک عجیب باغ ہے اور اس میں ایک پختہ نہایت عمدہ چبوترے پر

لے ذکر خیر مرتبہ خواجہ محبوب عالم صاحب طبع سوم ۱۵۴-۱۵۵

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ میں نے قدم بوسی کی حضور النور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے سینہ مبارک سے لگایا مگر چہرہ مبارک میری طرف سے پھیر لیا۔ میں ڈر گیا اور بڑی عاجزی سے عرض کیا حضور مجھ سے کیا قصور ہوا۔ ارشاد فرمایا کہ قصور تو کچھ نہیں ہو صرف تمہارے منہ سے تمباکو کی بدبو آتی ہے۔ (اس کے بعد سائیں صاحب نے تمباکو کا استعمال بالکل ترک کر دیا۔)

۶۔ بڑوں کا ادب | ایک دن ایک بوڑھے شخص کو دیکھ کر فرمایا ہمیں ہر بزرگ آدمی کی تعظیم کرنی چاہیے اور اس طرح سمجھنا چاہیے کہ وہ ہمارے مقابلہ میں دس بیس سال خیر القرون سے زیادہ نزدیک ہے۔

۷۔ لڑکیوں کی پرورش | ایک مجلس میں ذکر آگیا آپ نے فرمایا جس شخص کے دو لڑکیاں ہوں اور وہ اللہ تعالیٰ کے لئے ان کی پرورش کرے تو

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ جنت میں ہمارے ساتھ ہوگا، اور حضور علیہ السلام نے اپنی دو انگشت مبارک جوڑ کر فرمایا اس طرح جنت میں ہمارے ساتھ جائے گا۔
فرمایا یہ حدیث شریف حضور قبلہ عالم شہنشاہ علی پوری روحی فداہ نے اس وقت بیان فرمائی تھی جب ہمارے لڑکے کا انتقال ہو گیا تھا اور صرف لڑکیاں ہی لڑکیاں باقی رہ گئی تھیں۔

۸۔ اتفاق میں برکت ہے | ایک روز ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے احکام مسلمانوں میں اتفاق اور یک جہتی پیدا کرنے کا بہت بڑا ذریعہ

ہیں نماز باجماعت کا ثواب زیادہ رکھا ہے اور جماعت سے قوم کی شیرازہ بندی ہوتی ہے روزانہ بیچ وقتہ نمازوں کے علاوہ جمعہ، عیدین اور پھرج کا اجتماع ان سب میں یہی حکمت پوشیدہ ہے۔ حج میں تو دنیا بھر کے مسلمان جمع ہو جاتے ہیں اور عالمگیر اسلامی اخوت اور مساوات کا ایسا شاندار مظاہرہ ہوتا ہے جس کی مثال کوئی قوم بھی پیش نہیں کر سکتی۔

پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے اتفاق میں کیا ہی شیر بنی پیدا فرمائی ہے۔ دیکھو مکھیاں شہد بناتی ہیں اور قرآن پاک میں اس کی تعریف موجود ہے کہ اس میں لوگوں کے لئے شفا ہے۔ پھر پطف یہ کہ مکھیاں جنگل کے تمام کڑوے کیلے تلخ اور بد مزہ پھولوں کا رس چوستی ہیں لیکن یہ ان کے اتفاق کی برکت ہے کہ وہ کڑوا اور بد مزہ رس خوشگوار اور شیریں شہد بن جاتا ہے۔

ذاتفاق مگس شہد می شود پیدا

خدا چہ لذت شیریں در اتفاق نہاد

۹۔ اکل حلال اور صدق مقال | اکل حلال اور صدق مقال تقویٰ اور پرہیزگاری کے لوازمات سے ہیں حلال روزی کھانا اور

سچ بولنا انسان کو مقبول بارگاہ بنانا ہے۔ کرامات کے باب میں سید ضامن علی صاحب کی غیبی کفالت کا ذکر آیا ہے۔ انہوں نے حضرت سے کہا مجھے کوئی کیمیا کا نسخہ دیجئے یا دست غیب کا وظیفہ بتائیے تو آپ نے محنت مشقت سے حلال روزی کما کر کھانے کی تلقین فرمائی اور فرمایا ”اکل حلال محنت سے حاصل کرنا اور مولیٰ پاک کی یاد میں لگا رہنا ہی بس غنیمت ہے“

اسی قصہ میں ہے کہ آپ نے میر ضامن علی صاحب سے نماز کے بارے میں فرمایا تو وہ بولے ہاں حضرت جی ابھی پڑھ کر آیا ہوں۔ آپ نے ذرا خاموشی کے بعد فرمایا ”میر صاحب فقیر کی عادت پر وہ درسی کی نہیں ہے مگر اس لئے کہتا ہوں کہ کہیں یہ مرض بڑھ نہ جائے آپ کے چہرہ پر نماز کا نور نہیں آیا اور جھوٹ روزی کو کم کرتا ہے“ سچ سے برکت ہوتی ہے جھوٹ سے بے برکتی۔ جھوٹ کی ہلاکت آفرینی آپ نے ان الفاظ میں بیان فرمائی: ”جھوٹ شیطان کا توپ خانہ ہے اس سے شہروں کے شہر تباہ ہو رہے ہیں“

خزینہ رفیع قسوری

باب چہارم

مکتوبات شریفہ

1004

1004

1004

1004

● مکتوب شریف بنام راجہ گلاب خاں صاحب مرحوم

(۱)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

از عدن - مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۹ء یوم دو شنبہ

مخلصم راجہ صاحب سلمہ اللہ

السلام علیکم - آج بفضلہ تعالیٰ ہم سب خیر و عافیت کے ساتھ عدن پہنچ گئے ہیں اور انشاء اللہ العزیز ایک دن یا کم و بیش جہاز یہاں ٹھہر کر پھر آگے جدہ شریف کو روانہ ہوگا پھر کمران میں قرظینہ کے لئے حسب معمول فریباً ایک ہفتہ ٹھہرنا ہوگا۔ آگے مقام یملم سے احرام باندھا جاتا ہے اور اس کے ساتھ حرم شریف میں داخل ہونا ہوتا ہے تاکہ عمرہ ادا کیا جائے۔ بعد اوائے عمرہ احرام اتارا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے امید ہے کہ رمضان شریف کے پہلے ہفتے میں مکہ معظمہ میں انشاء اللہ پہنچ جاویں گے اور خدا نے چاہا تو پھر وہاں سے خط لکھا جاوے گا۔ بخدمت حضرت حافظ صاحب حافظ انور علی صاحب دامت برکاتہم السلام علیکم دست بستہ معروض۔ بخدمت جمیع یاران طریقت السلام علیکم۔ بھائی فضل الہی امید ہے مسجد میں باقاعدہ حلقہ وغیرہ میں شامل ہوتے ہوں گے۔ بھائی محمد عظیم صاحب بھی آتے ہوں گے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ بہ طفیل اپنے مقبولوں اور حضرت قبلہ عالم جناب شاہ صاحب دامت برکاتہم کے ہم سب کو ذکر فکر مراقبہ سحر خیزی اتباع شریعت میں مستقیم رکھے اور عافیت دارین نصیب فرماوے۔ آپ یا برادران طریقت میں جو صاحب خط لکھیں تو پتہ یہ ہے: ملک عرب مکہ معظمہ بوساطت حضرت شیخ عبداللہ صاحب معلم

لے سکھ پڑیاں ضلع راولپنڈی جہاں اب اسلام آباد تعمیر ہوا ہے آپ راہہ حامد مختار صاحب ڈپٹی کمشنر جہلم کے والد بزرگوار تھے خود بطور مال افسر ریٹائر ہوئے ان کے بیعت ہونے کا قصہ باب

دوم دکر امت میں ملاحظہ ہو۔

محمد حسین پنجابی ہندی کو ملے۔ از طرف حاجی دین محمد صاحب و دیگر ہمراہیان السلام علیکم
الراقم دعا گو محمد حسین

● مکتوبات بنام جناب قاضی حفیظ الدین صاحب روہتلی (المعروف بہ بھائی جی صاحب)

رحمۃ اللہ علیہ

(۲)

از مکہ معظمہ مورخہ ۷ شوال ۱۲۲۰ اکتوبر ۱۹۰۹ء یوم جمعہ

برادر عزیزہ شیخ حفیظ الدین سلمہ ربیہ

السلام علیکم۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ حضرت قبلہ عالم بھی آپ کے
حج مبارک کے واسطے تشریف لارہے ہیں۔ اللہ کی بارگاہ سے امید ہے کہ دو تین دن تک
مکہ معظمہ تشریف لاویں گے ہم سب ہر وقت چشم براہ ہیں۔ روہتک میں جو آگے خط بھیجے
ہیں ان سے مفصل حال جو لکھا گیا تھا معلوم ہوا ہوگا۔ الحمد للہ کہ روہتک کے خطوں سے
قابل تسکین و تسلی خبریں پہنچتی ہیں برادرم نیک کاموں میں استقامت کو و طیرہ بنانا چاہیے اور
سامتیوں کو بھی استقامت کی تاکید کرنی چاہیے اور اپنے آپ کو خادم خلق بنانا چاہیے

لاگی لاگی سب کہیں لاگی بری بلا

لاگی واکی جانے جو آ۔ پار۔ ہو جائے

برادرم حافظ نور محمد، فیاض علی، مظفر علی، محمود علی، دو خان عثمان خان و میر عابد علی و میر

صاحب محمد علی اور سب کے ساتھ محبت رکھیں حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں ضرور

لے مطلب یہ کہ عشق کا دعوائے تو سب کرتے ہیں مگر عشق ایک بڑی بلا ہے اصل عاشق وہ ہے جو عشق

میں فنا ہو جائے۔

لے مراد حضرت حافظ اور علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حاضر ہوتے رہنا چاہیے۔ جو برادران اب حضرت (قبلہ عالم محدث علی پوری) کی خدمت میں داخل سلسلہ ہوئے ہیں ان کو صوم و صلوٰۃ کی پابندی اور شمول حلقہ ذکر کی تاکید کی جاوے۔ سبق یاد کرنے کے واسطے حاصل کیا جاتا ہے نہ کہ بھلا دینے کے واسطے۔

(۳)

از مکہ مکرمہ ۱۶ ذی الحجہ مطابق ۲۹ دسمبر ۱۹۰۹ء یوم چہار شنبہ

مجمع مکارم اخلاق مخلص منشی حفیظ الدین صاحب سلمہ ربہ

تمہارے دونوں کارڈز قومیہ ۲۰ نومبر و ۳ دسمبر کل کی ڈاک سے پہنچے۔ ان کی نسبت حضرت قبلہ دامت برکاتہم کی خدمت اقدس میں عرض کیا گیا اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و کرم کو شامل حال فرماوے۔ آمین ثم آمین

حضرت قبلہ عالم جدہ شریف کی بندرگاہ پر پہنچ کر دوسرے رستہ بمع ہمراہیوں کے پہلے مدینہ منورہ پہنچے۔ ادھر یہ عاجز مع اپنے ساتھیوں کے دو ماہ مکہ معظمہ میں رہ کر سلطانی رستہ سے مدینہ منورہ میں پہنچا۔ حضور سے مدینہ منورہ میں ملنا وصل الحبیب الی الحبیب کے مضمون کا نمونہ ہوا۔ حضرت نے نہایت کرم بخشی سے قافلہ ملی کی آمد آمد سن کر مدینہ منورہ کے شہر مبارک سے باہر تشریف لانے کی تکلیف گوارا فرمائی اور استقبال کے لئے قدم رنجہ فرمایا اور ملنے میں چند لمحوں کی تاخیر کو گوارا نہ فرمایا۔ واقعی حضور کا وجود مبارک عین محبت ہے اور اپنے نانا جان حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش اخلاقی اور رحمت الہی کا نمونہ ہے حضور نے ہم سب رفیقوں کے واسطے کھانا تیار کرایا اور راتوں کا انتظام اسی مکان کے کمروں میں کیا گیا جس میں حضور خود فروکش تھے اور جو کہ حرم محترم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت قریب تھا کہ ہر نماز کے وقت حرم شریف میں حاضر ہو کر نماز پڑھا کرتے اور قبلہ دو جہاں لے حبیب کو اپنے حبیب کا وصل نصیب ہو گیا۔

سرور انبیاء خلاصہ موجودات رحمتہ للعالمین (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے کھڑے ہو کر پانچوں وقت سلام و درود بہ آواز بلند پڑھتے پھر بعد قیام مدینہ منورہ حضور کا قافلہ اور ہمارا قافلہ اکٹھے ہی مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کی طرف برائے ادائے مناسک حج روانہ ہوا۔ اب مکہ معظمہ میں بھی پاس پاس مکان میں رہائش کا انتظام ہے اور اکٹھے ہی عرفات کو جا کر حج مبارک کے مناسک ادا کئے جن کے اختتام پر حضرت نے بڑی خوشی کے ساتھ اپنی زبان مبارک سے مبارک باد

کہی صح
بریں مرزہ گر جاں فشام رواست

اب انشاء اللہ پرسوں بعد ادائے صلوٰۃ جمعہ و طواف الوداعی بیت الحرام ہفتہ کے دن یکم جنوری کو یہاں سے بہ طرف ہندوستان روانگی ہوگی۔

(۴)

از قلعہ رشتک مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۱۰ء یوم چہار شنبہ یعنی بدھ

انوریم منشی حفیظ الدین صاحب سلمہ ربہ

السلام علیکم قاضی صاحب کی خدمت میں میرا السلام علیکم کہہ دینا۔ جب وہ نماز پڑھتے ہیں نواب میری ان کی صلح ہے۔ نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے پہلے میں نے دل میں لڑائی کر رکھی تھی

۱۔ قاضی مظہر حسین صاحب تحصیلدار بندوبست ترنارن ضلع امرتسر

۲۔ اس مکتوب شریف سے عیاں ہے کہ آپ کو نماز سے کتنا لگاؤ تھا۔ دوستی ہے تو اللہ تعالیٰ کے

اور دشمنی ہے تو اللہ تعالیٰ کے لئے۔

(۵)

از محلہ سلارہ شہرہ تک مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۱۱ء

عزیزان من سلمہم ربہم

عزیزو ایسے وقت کو غنیمت سمجھنا چاہیے

خوشا وقتے و خیرم روزگارے

کہ یارے بر خورد از وصل یارے

جہاں تک ہو سکے پھر وقت نماز ایک ہی جگہ ادا کرنی چاہیے۔ حلقہ کے واسطے بھی

کوئی وقت ضرور مقرر رکھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے ارواح و قلوب انسانی کو مختلف طرح

کا بنایا ہے جس طرح کہ جلانے کی لکڑیاں مختلف طرح کی ہوتی ہیں کوئی بڑی کوئی چھوٹی

بڑی لکڑی اس واسطے چھوٹی لکڑی کی محتاج ہے کہ پہلے آگ چھوٹی کو لگتی ہے تو پھر بڑی

کو۔ اور چھوٹی سوائے بڑی کے بہت جلدی آگ سے فنا ہو جاوے۔ آگ بڑی کی طرف چلی

جاتی ہے اور چھوٹی کی عمر زیادہ ہو جاتی ہے۔ حلقہ سے یاد الہی میں مصروف ہونے کی وہی

مثال ہے جیسے مختلف طرح کی لکڑیوں کا عشق کی آگ میں جلنا۔

راجہ گلاب خان صاحب کے واسطے مل کر دعا کیا کہ واللہ اپنے فضل و کرم سے

بہتر کرے گا۔

دعا گو محمد حسین

نوٹ :- اس مکتوب شریف کا عکس بطور نمونہ تحریر شامل کتاب ہے۔

اسی میں انگریزی تحریر کا نمونہ بھی ہے

اسے یہ مکتوب شریف شیخ فضل الہی نائب تحصیلدار شیخ حفیظ الدین محمد نصیب خان شیخ سعید علی

اور عبدالغنی صاحب کے نام مشترک ہے۔ بمقام ہوشیار پور

از ریتک مورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۱۱ء

انجیم منشی حفیظ الدین صاحب سلمہ ربہ

السلام علیکم۔ طالب خیریت بخیریت۔ عرصہ سے کوئی محبت نامہ نہیں آیا یا ان طرفیت کے حال کے نگران رہا کریں۔ بعض بعض صورتوں میں ان کی تلقین کو تازہ کیا کریں۔ عزیز اقبال کا محبت نامہ آیا تھا جس سے معلوم ہوا کہ وہ ہوشیا پور سے کچھ فاصلہ پر کسی گاؤں میں تعینات ہے۔ اب غالباً ہوشیا پور میں آگیا ہوگا اس کو تہجد وغیرہ کے متعلق سب کچھ دوبارہ بتلا دیجیں۔ میری طرف سے آپ کو اجازت ہے۔

سوس شریف سے واپس آکر بھی یہاں اور ڈیڑھ سو روپے کے قریب وصولی پیندہ ہمدیو نیورسٹی ہوئی ہے اور زیادہ کی اللہ کی بارگاہ سے امید ہے، وہاں کچھ اور کوشش بعد میں کی گئی ہے یا نہیں۔ عزیز شیخ فضل الہی کو تاکید کریں۔

از ریتک مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۱۱ء

عزیز انجیم منشی حفیظ الدین و سعید علی صاحب سلمہ ربہ

السلام علیکم۔ عزیز القدر شیخ فضل الہی صاحب اور ان کے سب عزیزوں کو اللہ تبارک تعالیٰ بہت برکتیں عطا کرے گا کہ انہوں نے اپنے بھائیوں کی بہت خاطر داری اور ولداری کی اور سروسٹ وطن اور ایسے مقدس وطن کی تبدیلی کی نعمت عظمیٰ اللہ کی

لے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو باب اول۔ تبلیغی کارنامے

لے پیر بھائیوں کی خدمت مراد ہے جن کے نام مکتوب ۵ ارسال ہوا۔

سے شیخ فضل الہی صاحب کا تبادلہ ان کے وطن سیالکوٹ کا ہو گیا اور چونکہ اپنے پیر و مرشد قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا وطن تھا اس لئے "مقدس وطن" فرمایا

بارگاہ سے ملی ہے۔ آپ صاحبان کی ادا سی پچ ہے مگر برادرانم جس کی نظر ماسوا پر پڑے وہ ذات
(جل شانہ) غیور ہے اس کو اپنے مرکوز خاطر سے مفارقت کر دیتی ہے۔

حضرت قبلہ عالم روحی فدہ بنگلور سے بمبئی تشریف لے آئے ہیں اور عنقریب وہلی تشریف
لاویں گے اور غلامان غالباً شرف زیارت کے لئے بجاویں گے۔

(۸)

از بادی مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۱۲ء یوم شنبہ

انجیم منشی حفیظ الدین صاحب سلمہ ربہ

السلام علیکم۔ یہ دعا گو اور حافظ نور محمد صاحب اور بھائی فیاض علی کل سے براہ بہادر گڑھ
میر صاحب میر عابد علی صاحب انچارج چوکی پولیس بادی کے پاس آئے ہوئے ہیں۔ دستہ
میں تھوڑا وقت بھائی وجیہہ الدین کے پاس بھی ٹھہرے تھے۔ ان کی زبانی معلوم ہوا کہ
اب پہلے کی نسبت وہاں رہنے میں تکلیف ہے اس کے متعلق مفصل حال لکھیں کہ آیا
دن کو نماز ظہر وغیرہ کے ادا کرنے میں تو کوئی مانع نہیں ہوتا۔ اگر رکاوٹ ہوتی ہے تو
اللہ کے فرمان مقدم ہیں ایسے کام کو چھوڑ دینا بہتر ہوگا۔

(۹)

از ہتک مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۱۲ء

انجیم منشی حفیظ الدین صاحب سلمہ ربہ

السلام علیکم۔ انہیں ایام تعطیلات دیوالی میں فیروز پور کی انجمن اسلامیہ کا سالانہ جلسہ
ہے۔ وہاں حضرت قبلہ عالم روحی فدہ صدر ہوں گے اور میرا نام بھی پروگرام میں درج ہو چکا ہے
حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضری ضروری ہے ہوشیا پور نہیں آسکتا۔ عزیز نذیر احمد کو دعوات

(۱۰)

از جو نڈلہ تحصیل کرنال مؤرخہ یکم اپریل ۱۹۲۳ء

مجمع مکارم اخلاق انجیم منشی حفیظ الدین سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ محبت نامہ پہنچا۔ طالب خیریت بخیریت۔ یہ دعا گو انتشار اللہ
۷ اپریل کو عصر کے وقت براستہ انبالہ علی پور شریف روانہ ہوگا۔ کرنال کے ضلع ایک ممتاز بزرگ جیشتیہ
سلسلہ کے بھو اسی ضلع کے کئی دیہات میں دورہ فرماتے ہیں حضرت صاحب قبلہ عالم روحی فداہ
کی خدمت اقدس میں اس دعا گو کے ساتھ جانے کا ارادہ کرتے ہیں چونکہ وہ بڑی عمر کے بزرگ
ہیں۔ انبالہ کا رستہ بہتر سمجھا گیا کہ انبالہ سے وزیر آباد تک کہیں گاڑی نہیں بدلتی۔ اگر اس رستے
سے آنے کا موقعہ لگ سکے تو ادھر سے آجاویں ورنہ انتشار اللہ وہاں حضور کی خدمت اقدس
میں تو سب حاضر ہی رہیں گے۔

(۱۱)

از کرنال مؤرخہ ۸ مارچ ۱۹۲۳ء

مجمع مکارم اخلاق انجیم مکر م سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

موت سے کس کو رستگاری ہے

آج وہ کل ہماری باری ہے

برخوردار نذیر احمد اور اس کی اہلیہ کے انتقال پر ملال کا حال معلوم ہونے سے جو صدمہ ہوا

ہے وہ تحریر میں نہیں آسکتا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ

برخوردار کی سعادت مندی اور عنفوان شباب اور یہ دو واقعے ایک ہی

لے حافظ رحیم الدین صاحب سکندر گوندہ تحصیل کرنال

وقت میں یہ سب باتیں جس وقت یاد آتی ہیں تو کلیجہ پاش پاش ہو جاتا ہے مگر اس مالک الملک کے حکموں کے آگے کسی کو دم مارنے کی جگہ نہیں اور سوائے صبر کے کوئی چارہ نہیں ہے

گل راجہ مجال است کہ گوید بہ کلال

کہ بہر چہ سازی و چہرامی شکنی

اللہ تبارک و تعالیٰ مرحوموں کو بخشے اور اپنے قرب میں جگہ دیوے اور ہم سب کو صبر جمیل

عطا فرمائے آمین ثم آمین

حضرت صاحب قبلہ عالم روحی فدائے کی بارگاہ عالی میں عزیز مرحوم کی بیماری اور اس کے واسطے دعا کے بارے میں تو اسی دن لکھا تھا جس دن آگرہ سے آپ نے مجھے اس کی علالت کی خبر دی تھی اب حضرت صاحب قبلہ عالم کو جب عزیز مرحوم کی وفات کا حال معلوم ہوگا تو حضور کو بھی بہت قلق ہوگا کیونکہ حضور کو بھی اس سے بڑی محبت تھی۔ افسوس یہ ہے کہ جس وقت آپ کو آگرہ میں تارویئے گئے تھے کہ ناں میں بھی فوراً خبر بھیجی جاتی تو جنازے میں شمولیت ہو جاتی اور اگر دوسرے دن خبر بھیجی جاتی تو ختم میں شمولیت ہو سکتی تھی اب تو ختم بھی ہو چکا اب چہلم کی تاریخ کا تعین کر کے لکھیں۔ بھائی عبدالرحیم خاں نے لکھا ہے کہ آپ جلدی آگرہ چلے جاویں گے اس لئے چہلم کی تاریخ کا ابھی سے تعین ضروری ہے۔

برخوردار نذیر احمد اور اس کی اہلیہ نے ایسی صورت میں گویا شہادت کا مرتبہ حاصل کیا ہے۔ خصوصاً برخوردار کے وصال کا دن بھی جمعہ کا تھا۔ اب چہلم کا فاتحہ بھی رمضان شریف کے بابرکت مہینے میں ہوگا اور بہتر ہوگا کہ رمضان شریف کے دوسرے جمعہ کو جو ۸ اپریل ۱۹۲۴ء

۱۰ مکتوب الیہ کے بھتیجے ماسٹر نذیر احمد حضرت قبلہ کی خدمت سے سرفراز ہوئے (باب اول، اخلاق حمیدہ) موصوف اور ان کی اہلیہ دونوں کے جنازے ایک ساتھ قبرستان لے جائے گئے یہ طاعون کا زمانہ تھا "دو واقعے" میں ان دونوں کے بیک وقت فوت ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

۱۱ ان دنوں منشی حفیظ الدین صاحب (مکتوب الیہ) نذیر احمد کے سدباب کے لئے آگرہ میں متعین تھے۔

کو ہوگا چہلم کے فاتحہ کے لئے مقرر کیا جائے بہر حال جو تاریخ مقرر کریں یہاں کرناں بھی لکھ بھیجیں
اور یاران سلسلہ کو بھی خبر دے دی جاوے۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيُتَقَىٰ وَجْهَ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ
محمد حسین عفی عنہ

(۱۲)

اذکرناں مورخہ ۱۹ رمضان المبارک یوم پنج شنبہ۔ ۲۴ اپریل ۱۳۴۷ھ

مجمع مکارم اخلاق انجی مکرم سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ کئی دنوں سے بخوردار حسین الدین کی خیر خیریت کا خط آپ کی
طرف سے نہیں آیا۔ اللہ کی بارگاہ سے امید ہے کہ اب بخوردار کو کسی قدر طانت آگئی ہوگی
اور خیر و عافیت سے ہوگا۔ ان ایام میں بڑے حادثات واقع ہوئے ہیں قصور میں بھی بڑا زور
رہا۔ اب وہاں بھی کمی پر ہے۔

آخر مولوی عبد المجید خان صاحب واپس آہی گئے اور وہاں بھگتاؤ نہ ہوا۔ رو داد کے بارے
میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ اب کیا انتظام کیا جائے۔ خدا جانے کتنا
لکھ آئے ہیں اگر حساب آمد و خرچ کا حصہ بطور ضمیمہ علیحدہ نکالا جاوے تو کیا رو داد اب جلد
شریف سے پہلے تیار ہو سکتی ہے۔ آپ کی اس میں کیا رائے ہے۔
نور احمد انشا اللہ التواہ کو ختم قرآن شریف کرے گا۔

۱۔ فتنہ ارتداد کے مٹانے میں انجمن خدام الصوفیہ کے کارناموں کی رو داد

۲۔ سیدی و مرشدی حضرت سراج الملت الحاج الحافظ سید محمد حسین شاہ صاحب علی پوری

۳۔ علی پور شریف میں انجمن خدام الصوفیہ کا سالانہ جلسہ جواب تک ہر سال بالعموم ۱۰۔ ۱۱ مئی کو منعقد ہوتا ہے

اذکر نال یکم مئی ۱۹۲۲ء

اخئی مکرم سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ دعا گوئی مئی کو دوپہر کے ایک بجے کی گاڑی پر انشا اللہ
رہتک پہنچے گا اور پھر شام کو وہاں سے روانہ علی پور شریف ہونے کا ارادہ ہے تاکہ ۸ مئی کی رات
کو پہنچ سکے اور ۹ مئی کو جمعہ حضرت قبلہ عالم روحی فداہ کی خدمت میں پڑھا جاوے۔

سفر نامہ دررخصت از ۶ مئی تا ۱۸ مئی

- ۱۔ ۶ مئی عید الفطر کرناں بعد دوپہر از کرناں تا دہلی
- ب۔ ۶، ۷ مئی (کی درمیانی) رات قیام حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلی
- ج۔ ۷ مئی قبل دوپہر بہادر گڑھ۔ بعد دوپہر رہتک
- د۔ ۷، ۸ (درمیانی) رات و ۸ دن سفر از رہتک تا علی پور شریف
- ۴۔ ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲ قبل دوپہر قیام علی پور شریف
- و۔ ۱۲ بعد دوپہر سفر از علی پور شریف تا سیالکوٹ۔ رات قیام سیالکوٹ
- ز۔ ۱۳ مئی سفر از سیالکوٹ تا لاہور
- ح۔ ۱۳، ۱۴ (درمیانی) رات قیام حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور
- ط۔ ۱۴ مئی امرتسر۔ ۱۴۔ ۱۵ (درمیانی رات) ترنٹارن
- ی۔ ۱۵ مئی سفر از ترنٹارن تا قصور
- ک۔ ۱۶ مئی جمعہ قیام قصور۔ جمعہ شب ہائی ما قبل و ما بعد
- ل۔ ۱۶ مئی سفر از قصور تا سرسند شریف
- م۔ ۱۶، ۱۷ (درمیانی) رات قیام حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ سرسند شریف
- ن۔ ۱۸ مئی سفر از سرسند شریف تا کرناں

ازکرنال مورخہ ۷ فروری ۱۹۲۵ء یوم سہ شنبہ

مجمع مکارم اخلاق انوائم بھائی حفیظ الدین و مولوی عبدالمجید خان صاحب سلمہار بہما
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بروالہ سیداں جو کہ حصار کے پاس ایک سٹیشن ہے
وہاں کے یاران سلسلہ میں میر مقبول حسین صاحب ایک بڑے برگزیدہ برادر طریقت ہیں
ان کا آج ایک خط آیا ہے اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ حصار میں ۲۸ فروری لغایت
۳ مارچ بھنگیوں کی ایک کانفرنس ہوگی جس کا پریذیڈنٹ ایک اعلیٰ سا ہوکار ہوگا۔ یہ
سا ہوکار جو پریذیڈنٹ ہونا تجویز ہوا ہے پکا (آریہ) سماجی ہے۔ سماجیوں کی رفتہ رفتہ یہ
کوشش ہے کہ بتدریج چھاڑوں اور چوہڑوں کو آریہ بنایا جاوے۔ اس خط کے آنے سے
پہلے اس دعاگو کو عزیز القدر مولوی عبدالمجید خان صاحب کا اپنے پاس کرنال میں آنا معلوم
ہوا یعنی وہ عالم مثال میں میرے مکان پر آئے ہیں۔

نیز اس خط میں اس دعاگو کو ۲۱-۲۲ فروری کے لئے بیاعت تعطیلات مدعو کیا ہے
اگر ۲۰ فروری تک مولوی عبدالمجید خان صاحب کرنال آجا دیں تو ممکن ہے کہ یہ فقیر بھی مخلص
خالص مولوی عبدالمجید خان صاحب کے ساتھ بروالہ چلے۔ انہیں اس خط کے پہنچنے پر
جلدی آگرہ سے روانہ بجانب کرنال کر دیں۔ اگر وہ اتنی جلدی نہ آسکیں تو ۲۰ فروری
کو شام کے وقت جو گاڑی کرنال سے دہلی پہنچتی ہے اس پر اس دعاگو کو وہلی سٹیشن پر
ملیں۔ اگر میں نہ پہنچ سکوں یا انہیں اس سے بھی زیادہ تاخیر کی صورت ہو تو پھر سیدھے آگرہ
سے براستہ دہلی رہتک جیند جا کھل سے حصار لائن پر جا کر بروالہ سیداں پہنچیں۔ اور
وہاں انھی طریقت میر مقبول حسین صاحب سے مل کر کانفرنس بھنگیاں کے بارے میں ضروری
انتظام کریں کہ اس علاقہ کے چھاڑ خاکروب وغیرہ تخت و ضلالت کے گڑھے سے نکل کر اور اسلام
اخوت و مساوات کے وسیع اور ہموار میدان میں پہنچ کر صراط مستقیم کی ہدایت حاصل کریں۔

اگر عزیز القدر مولوی عبدالمجید خان صاحب کسی اور جگہ ہوں تو وہاں ہی ان کو جلدی لکھ دیا جاوے تو قف نہ ہووے۔ اگر حضرت صاحب قبلہ عالم روحی نداء کا فرمان ان ایام میں اس بارے میں پہنچے تو اس کی تعمیل زیادہ مقدم ہوگی اگر وہ فرمان اس تحریر کے متعارض نہ ہو تو اس پر عمل درآمد منشاء شہنشاہی تصور ہووے۔

سب احباب کو السلام علیکم

ہر کہ باشد ز حال ما پر ساں

یک بہ یک با سلام ما بر ساں

محمد حسین قصوری خاکپائے شہنشاہ علی پوری

بنام شیخ فضل الہی صاحب نائب تحصیلدار بندوبست بمقام ہوشیار پور

(۱۵)

عزیز القدر من طول عمرہ السلام علیکم

بہت عرصہ سے کوئی خط حالات خیر خیریت کا نہیں آیا اور بھائی حفیظ الدین اور عزیز سعید علی نے بھی کوئی خبر نہیں بھیجی۔ رسالہ شریف وہاں بھی آیا ہوگا اور اس کے دیکھنے سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ عرس شریف کی تاریخ ۱۱، ۱۲ مئی مقرر ہوئی ہے۔ مئی کو اتوار ہے ہرے لے کر ۱۳ تک یعنی ایک ہفتہ کی رخصت عرس شریف میں شمولیت کے واسطے کافی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ۱۴ مئی کو بھی اتوار ہے۔ آپ اور سب برادران سلسلہ رخصت کا انتظام کر لیں اور نیز دس تاریخ سے پہلے پہلے یونیورسٹی کے چندے کی وصولی کر چھوڑیں اور اگر ممکن ہو تو کچھ دن پہلے رقم چندہ جمعہ رسید یک یہاں میرے پاس بھیج دیں۔ حضرت قبلہ عالم

لے یہ مکتوب شریف دہشک سے لکھا گیا۔ لفاظہ پر ڈاک تقسیم ہونے کی تاریخ ۱۵ اپریل ۱۹۱۱ء ہے۔

۱۵ رسالہ "انوار الصوفیہ" لفظ "رسالہ شریف" سے کیسا ادب ظاہر ہے۔

روحی فداہ کی طرف سے اس امر کے متعلق خاص طور پر تاکید ہے۔ اس میں تساہل کسی قسم کا نہ کیا جاوے اور مفصل حال مجھے لکھا جاوے۔

راجہ گلاب خان صاحب کا خط گجرات سے آیا تھا اس میں لکھا تھا کہ حضرت قبلہ عالم ضلع گجرات کے موضع جلال پور جٹاں میں تشریف لائے تھے وہاں قدم بوسی کا موقع حاصل ہوا۔ حضور نے فرمایا تھا کہ عرس شریف پر ضرور پہنچنا چاہیے۔ اب حضرت قبلہ عالم علی پور شریف ہی تشریف فرما ہیں۔ غالباً عرس شریف تک کسی جگہ جانے کا ارادہ نہیں فرماتے۔

چونکہ خط بھیجنے میں سستی کرتے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ ادب باتوں میں بھی سستی نہ ہو۔ عزیزم! انسان کو عمر نیک کاموں میں صرف کرنے کو دی گئی ہے اور جو کچھ ہو سکتا ہے اس عمر میں ہو سکتا ہے۔

در جوانی توبہ کروں شیوہ پیغمبری

مگر بہت باندھ کر ہدایات سلسلہ کا کار بند ہونا چاہیے۔ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں حافظ نور محمد صاحب اور دیگر برادران طریقت کا السلام علیکم محمد حسین

مکتوب شریف بنام مختار علی صاحب پوسٹ مین رہتک، حال وارد ملتان

(۱۶)

از کرناں مورخہ ۱۵ رمضان المبارک۔ یوم یک نشنبہ۔ مطابق ۲۰ مارچ ۱۹۲۶ء

عزیز القدر من سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ محبت نامہ پہنچا۔ طالب خیریت بخیریت عزیزم! سب برکتوں سے بڑی برکت اور سب نیکیوں سے بڑی نیکی لوگوں کی خدمت میں حاضر ہونا اور ان کے فرمالوں پر ادب کے ساتھ عمل کرنا ہے۔ بہتر ہوگا کہ تم بھائی جی صاحب

خلیفہ حفیظ الدین صاحب کی خدمت میں اکثر آیا جایا کرو اور ان کے ارشادوں کے مطابق اپنا معمول رکھو۔ یہ خط ان کو دکھلا دینا اور میری طرف سے انہیں السلام علیکم کہہ دینا اور دعا کرنا اپنے واسطے اور سلسلہ کے سب یاروں کے واسطے۔

محمد حسین عفی عنہ

مکتوبات شریفہ بنام مولوی محمد یوسف صاحب مرحوم بہادر گڑھی وار و قصور

(۱۷)

از کرناں مورخہ ۳۰ سہ ماہی مبارک مطابق ۱۰ مئی ۱۹۲۳ء

عزیز القدرین سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عجزت نامہ پنچا۔ طالب خیریت بخیریت۔ علی پور شریف سے خط آیا ہے کہ جو وفد حضرت صاحب قبلہ عالم روحی فداہ کی طرف سے ملکانہ میں پہلے جاوے گا وہ تاریخ ۵/۲۲ بروز منگل رشتک پنچے گا اور ۵/۲۳ کو آگے روانہ ہوگا۔ یہ دعا گو راہین وفد کو ملنے کے لئے انشاء اللہ رشتک کا راہ روہ رکھتا ہے۔ غالباً ۲۰ مئی کو عصر (شام) کی گاڑی بہادر گڑھ پنچ کر انشاء اللہ ۲۱ مئی کی صبح کو رشتک جاوے گا۔ آگے جو اللہ کو منظور ہے۔

۱۷ سپرو فرما رہے ہیں کیونکہ ۶ اپریل ۱۹۲۳ء کو وصال مبارک ہو گیا۔

۱۸ فتنہ ارتداد کے خلاف حضرت قبلہ عالم سرکار علی پوری قدس سرہ اور آپ کے خدام خصوصاً ہمارے مددگار حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مساعی جلیلہ کا مختصر سا ذکر و تبلیغی کارنامے کے عنوان میں باب اول میں گزرا چکا ہے

(۱۸)

اذکر نال مورخہ ۲۹ اگست ۱۹۳۷ء

عزیز القدر سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس دعا گو نے ۱۶ ستمبر سے ڈھائی ماہ کی رخصت لی ہے۔ یوں پچھری دیوانی کا کام تو یکم ستمبر سے بند ہو جاوے گا۔ قریب قریب کے دیہات کے بارانِ سلسلہ کو ملنے کے بعد انشائاً اللہ کچھ دنوں تک بہاؤ رکھو وغیرہ کے بارے میں تعین تاریخ کیا جائے گا۔

(۱۹)

اذقصور دروازہ پتواں۔ ۱۰ دسمبر ۱۹۳۷ء

عزیز القدر سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ محبت نامہ ملا طالب خیریت بخیریت۔ نور احمد لفضلہ خیریت سے یہیں قصور میں میرے پاس ہے دسمبر اور جنوری دو ماہ کی رخصت اور منظور ہو گئی ہے اب جنوری کے اخیر میں بشرط زندگی کرنال انشائاً اللہ جانا ہوگا۔

اب تک تو غالباً اسی کام پر ہو گئے۔ بہر کیف ہمت اور محنت کے ساتھ دین و دنیا کے کام کرتے جاؤ وہ مالکِ پاکِ سعادت و فلاحیت دارین عطا فرمائے آمین ثم آمین

دنیا کے کاروبار میں تگ و دو لگی رہے
لیکن یہ شرط ہے کہ ادھر لو لگی رہے

سب نعمتوں میں سے بڑی نعمت یہ ہے کہ صر
دل بیار دست بکار

کی صفت حاصل ہو کہ دل محبوب سے لگا ہو اور ہاتھ کام میں لگا ہو۔ انسان کو ایک دل

ملا ہے تو ایک دل کے واسطے ایک ہی دلدار ہونا چاہیے کہا گیا ہے ۔

اے آں کہ بہ قبیلہ بتاں دوست ترا

یک دل داری بس ست یک دوست ترا

تو جو ادھر ادھر کی چیزوں کو اپنا پیارا بنائے ہوئے ہے ایک دل کے واسطے تو ایک ہی محبوب

چاہیے ورنہ وہ دل پاش پاش ہو جائے گا۔

(۲۰)

از تصور مؤرخہ ۱/۲۳

عزیز القدر سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ دعا گو دسمبر و جنوری کے زیادہ حصہ میں شمالی و مشرقی

اضلاع پنجاب میں رہا اب تصور آ کر ڈاک دیکھی۔ کیونکہ ایک جگہ قیام نہ ہونے کی وجہ سے ڈاک

نہ پہنچ سکی اب انشاء اللہ ضلع حصار و رہتک میں بموجب سفر نامہ (ذیل) گذر ہوگا طبیعت

آپ کے پاس زیادہ وقت گزارنے کو چاہتی تھی لیکن وقت کی گنجائش نہیں کیونکہ ۳۱ جنوری

کو کرنا لہنچنا ضروری ہے۔

سفر نامہ ہفتہ اخیر جنوری ۱۳۲۷ھ

۲۶ دن مقام بروالہ سبداں ضلع حصار

۲۶، ۲۷ رات سفر از بروالہ سبداں تا بہادر گڑھ۔ جہاں ۲۶ جنوری کے صبح ساڑھے

آٹھ بجے پہنچنا ہوگا۔

۲۶ دن مقام بہادر گڑھ

۲۶، ۲۸ رات رہتک بر مکان حضرت حافظ الوری علی صاحب

۲۸ جنوری۔ دن کلانور

۲۸، ۲۹، رات، ۲۹، دن - گولانہ میلاد شریف بخانہ چوہدری محمد شافع علی خاں
 ۲۹، ۳۰، رات عقیقہ بخانہ عزیز اصغر علی (والد ماجد حافظ محمد صدیق انور صاحب
 رشتگی وارد ملتان)

۳۰، دن سفر اندر ہتک تاکر مال

(۲۱)

اذکر مال مؤرخہ ۱۶ $\frac{۲}{۲۷}$

مجمع مکارم اخلاق عزیزہ القدر سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - محبت نامہ پہنچا - طالب خیریت بخیریت - الحمد للہ کہ یہ
 دعا گو و بر خور وار حافظ نور احمد سب خیر و عافیت سے ہیں اللہ کی بارگاہ سے امید ہے کہ وہاں
 بھی ہر طرح سے خیر و عافیت ہوگی -

نیز یہ امر قابل ذکر ہے کہ آریہ سماج منڈی بہادر گڑھ کا پہلا سالانہ جلسہ ۱۸ تا ۲۰
 فروری منعقد رہے گا - اس لئے اس موقع پر مولوی بشارت علی صاحب و دیگر اہالیان بہادر
 جن کے دلوں میں اللہ کے فضل سے ہمہ روی اسلامی ہے مجلس و عظیم مناسب موقع پر قائم
 کریں اور یہ انتظام کریں کہ کوئی مسلمان مشترکین کے جلسہ میں شامل نہ ہونے پاوے چونکہ
 اس علاقہ میں مولے جاٹ بھی ہیں ان کی خاص نگرانی رکھی جاوے - عزیز القدر منشی عبداللطیف
 خاں، مولوی شرف الدین خان صاحب و دیگر صاحبان اخلاص سے مشورہ کر کے پورا
 انتظام کیا جاوے -

بھجور میں مولوی عبدالمجید خان صاحب کو لکھا گیا ہے کہ وہ فی الفور اس امر کے انتظام
 کے واسطے بہادر گڑھ پہنچیں -

(۲۲)

اذکر نال مورخہ ۲۶/۲

عزیز القدر یوسف خصال سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ محبت نامہ پنچا۔ طالب خیریت بخیریت۔ الحمد للہ کہ
اس مالک الملک کے فضل سے اسلام کو فتح و نصرت اور دشمنان اسلام کو زک ہوئی ہے

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر می خواست

آخر آمد ز پس پردہ تفتدیر پدید

حضرت صاحب قبلہ عالم روحی فداہ جنوبی دکن کے علاقہ کورگ آج کل تشریف فرما ہیں امید
ہے کہ ماہ شعبان میں حضور تشریف لادیں گے۔

(۲۳)

اذکر نال غلامندی مورخہ ۲۶/۲

عزیز القدر یوسف خصال بخود دار محمد یوسف خاں سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ محبت نامہ پنچا۔ طالب خیریت بخیریت۔ ساپلہ سے
یہ دعا گو جمعہ مولوی عبد المجید خان صاحب آپ صاحبان سے جدا ہو کر جا کھل سٹیشن پر گاڑی
بدل کر حصار لائن میں سوار ہو کر ۲۱ فروری کی صبح کو بروالہ پنچا۔ میر مقبول حسین صاحب اور دیگر
اجباب کی زیارت سٹیشن پر ہی ہوئی چنانچہ ان کے ساتھ گاؤں میں گیا۔ ۲۱، ۲۲ فروری
کی درمیانی رات شب معراج تھی اور رات محفل مبارک ذکر معراج شریف کے لئے قائم ہوئی
دو دن قیام کے بعد جا کھل نروانہ ہوتا ہوا کینٹنل ۲۳ فروری کو اور بعد کی رات کو قیام رہا۔

۱۷ مکتوب ۲۲ میں آریوں کے جس جلسہ کا ذکر ہے معلوم ہوتا ہے آپ کی توجہ مبارکہ سے وہ ناکام رہا اور
کفار کو ذلت ہوئی۔ یہاں اسی کو اسلام کی فتح اور کفر کی شکست فرمایا ہے۔

۲۴ کو دن کے دس بجے کرناں کچہری میں پہنچا۔

(۲۴)

اذکرناں مورخہ ۲۴ یوم پنج شنبہ

عزیز القدر یوسف خصال محمد یوسف خاں سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ طالب خیریت بخیریت۔ رہتک میں پلیگ کا بہت
نور ہا بھائی حفیظ الدین کے نوجوان برادر زادہ نذیر احمد اور اس کی اہلیہ کے انتقال کی خبر آئی
ہے بھائی حفیظ الدین کے لئے بڑے صدمے کی صورت ہو رہی ہے۔ آج تا آج تک یہ ہے کہ نذیر احمد
کا بڑا بھائی حسین الدین اور اس کی لڑکی بھی سخت بیمار ہے طبیعت میں بڑا اضطراب ہو رہا
ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی عاجز مخلوق پر رحم فرماوے بطفیل اپنے حبیب اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کے۔

اس اللہ کی قسم ہے کہ جس کے قبضہ قدرت میں سب کی جانیں ہیں سخت تباہی کا
اندیشہ ہے جو دل کی آنکھ پر غفلت کی دھند آجانے کی وجہ سے نظر نہیں آتی اللہ تبارک و تعالیٰ
ہم سب کی حالتوں پر رحم فرماوے

ہاں مشو مغزورہ برحلم خدا

دیر گیر و سخت گیر و مرترا

(۲۵)

اذکرناں مورخہ ۲۵

عزیز القدر یوسف خصال منشی محمد یوسف خاں سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ محبت نامہ پہنچا طالب خیریت بخیریت۔ عزیزم! اس

احم الراحمین کا نہایت احسان ہے کہ آستانہ عالیہ علی پور شریفینا سے بھی اس عزیز القدر کو یاد فرمایا جا رہا ہے۔ اس عطیہ الہی کے شکرانہ میں اس عزیز القدر کو بارگاہ رب العالمین میں باطنی طور پر ہمیشہ سر بسجود اور منکسر الوجہ رہنا چاہیے۔ اور عالی جناب حضرت سید حافظ مولانا وبالفضل اولینا جناب صاحبزادہ خادم حسین شاہ صاحب کے فرمان کی تعمیل میں خود بھی تیار ہونا چاہیے اور شیخ صاحب کو بھی تیار کرنا چاہیے۔ شیخ صاحب کو کہیں ہے

وہ جو ہم میں تم میں قرار تھا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
یعنی وہ جو وعدہ نباہ کا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

اگر اند خود جانے کا ارادہ کیا جاتا تو اس کو سیر کہا جاسکتا تھا لیکن پیران عظام کے دربار سے فرمان آنے پر تیار ہونا تو تعمیل حکم ہے وہ کس طرح سیر سمجھا جاسکتا ہے بلکہ ایسی صورت میں اگر کوئی منع کرے تو ہے

ناصحاً بہو وہ می گوئی کہ دل را منع کن

من بہ فرمان دلم یا دل بہ فرمان من است

شیخ عبدالرحمن صاحب جو کچھ اس امر کے بارے میں کہیں مجھے خبر دیوں کیونکہ یہ دعا گو اپنا فرض سمجھتا ہے کہ ان کی خبر گیری رکھوں اور ان کی خبروں۔ وہ یاد رکھیں کہ وہ علی پوری شیر بہر کے پنجہ سے اور شاہ سوار سید کے فتراک سے کبھی نہیں نکل سکتے وہ دلدار کی پرواہ کریں اور اپنے دل کا کہنا نہ کریں ہے

۱۷ حضور امیر ملت قبلہ عالم محدث علی پوری قدس سرہ کے منجھلے صاحبزادے جو ریل کے حادثے میں شہید ہوئے (۱۹۵۱ء)

۱۸ بہادر گڑھ ریلوے سٹیشن پر پی۔ ڈبلیو۔ آئی نئے شیخ عبدالرحمن۔ اس مکتوب شریعت میں ان کا ہی ذکر ہے وہ ہوشیار پور ضلع میں شام چوراسی کے رہنے والے تھے۔ آگے ایک شعر میں ”شامیا“ اسی شام چوراسی کی نسبت سے فرمایا ہے۔

ازیں دل خود کام کار من بر سوانی کشید
 شامیا فرمان دل بردن ہمیں بار آورد
 بڑی خوشی ہو کہ انجیم شیخ صاحب کے ساتھ عزیز امیر حمزہ اور تم اور یہ دعا گو اور شک
 اور نیز کرنال کے بعض اصحاب بعدہ قصور سے حاجی صاحبان اور کئی ایک شہروں کے اور
 اصحاب مل کر آستانہ عالی علی پوری پر پہنچیں۔

(۲۶)

ادکرنال مورخہ ۵ رمضان المبارک مطابق ۱۰
 ۲۴
 عزیز القدر یوسف خصال بخوردار منشی محمد یوسف خاں سلمہ رہے
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ طالب خیریت بخیریت بعض خطوں سے معلوم ہوا
 ہے کہ انجیم شیخ عبدالرحمن صاحب شامی بھی اب کے سوس شریف علی پور شریف میں چلیں گے
 انہیں لکھیں کہ اس خبر کے پہنچنے سے یہ دعا گو تہ دل سے خوش ہوا۔ اللہ کرے کہ وہ دارین میں
 سلسلہ والوں کے ساتھی بلکہ ان کے پیشرو ہیں۔

اس میں تو کوئی شک نہیں کہ سلسلہ کا شیخ حسب فرمان پیران عظام سلسلہ جو تلقین
 فرمادے اس پر مداومت کے ساتھ کار بند رہنا طالب کو منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے اور
 اس کے علاوہ زائد وظائف کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن اس تسبیح کے بارے میں جب اجازت
 دی جا چکی ہے تو وہ اجازت بدستور قائم رکھی جاتی ہے۔ طریقت میں اصل اصول یکسوئی ہے
 اور اس کا حصول تصور شیخ و امی طور پر دل میں قائم ہونے پر منحصر ہے اس طرح سے کہ
 دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار
 جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

۱۷ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ تسبیح کیا تھی۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

دل بدست آور کہ حج اکبر است

وز ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

کہ اپنے شیخ کے دل کو ہاتھ میں لایینی خوش کر کہ یہی (از روئے طریقت) حج اکبر ہے اور کامل مکمل شیخ کا دل ہزار ہا کعبہ سے بہتر ہے۔

آئندہ کے لئے مختلف اور ادو وظائف کی اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں اور

جو ذکر قلبی اور تہجد وغیرہ تلقین کیا جا چکا ہے اور تصور صورت یا ہمیشگی سے تعجیل کیا جاوے تو کافی

دوائی ہے لیکن اس تسبیح کی چونکہ اجازت ہو چکی ہے اب اس کو پڑھنا ہی چاہیے۔

ہر کہ باشد ز حال ما پرسان

یک بہ یک را سلام ما برسان

یہاں پہلا روزہ آوار کا ہوا دہاں کس دن ہوا۔

(۲۷)

اذکر نال ۱۲ رمضان المبارک مطابق ۱۹۴۳

عزیز القدر یوسف خصال سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ محبت نامے پے در پے آئے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ

سعادت و برکت نصیب کرے یہ دعا گو انشاء اللہ بعد رمضان شریف بہادر گڑھ اور ہتک ہوتا ہوا

آگے حضرت صاحب قبیلہ عالم کی خدمت اقدس میں جمعہ یاران سلسلہ جاوے گا۔ عید

شروع کر کے کتنے دن کی رخصت کا انتظام کرنے کا ارادہ ہے اور انیوم شیخ عبدالرحمن صاحب

کتنی رخصت کا انتظام کریں گے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سب طرف خیر و عافیت رکھے۔ بیماری کا تو تصور لاہور اور سب

جگہ ہی کہیں زیادہ کہیں کم دور دور رہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی عاجز مخلوق پر اپنے
رحمۃ للعالمین کے صدقہ سے ہم فرماوے۔

اپنے گھر میں صبح اور عشاء کی نماز کے بعد با وضو قبلہ رو کھڑے ہو کر ایک بار سورہ لیس
خواہ خود تم خواہ گھر میں سے کوئی روزمرہ پڑھ لیا کریں اور یا ان سلسلہ و دیگر احباب جو
پڑھنا چاہیں ان کو بھی اجازت ہے۔

انجیم عبداللطیف خاں اور وہ عزیز القدر اور دیگر احباب جو جانے کا ارادہ رکھتے ہیں
رخصت وغیرہ کا انتظام اور دیگر تیاری کر کے اپنی رخصت کا حال لکھ بھیجیں۔

وعدہ وصل چوں شود نزدیک
آتش شوق تیز تر گردد

(۲۸)

اذکرناں مورخہ ۷، ۸ رمضان المبارک مطابق ۲۲/۲۳ یوم سہ شنبہ

عزیز القدر یوسف خصال سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، محبت نامہ پہنچا۔ طالب خیریت بخیریت۔ بھائی
عبدالرحمن صاحب کو السلام علیکم اور دعائے خیر اور یہ شعرے

کسی کو مرض سے شفا چاہیے

ہمیں تو لامرض دوا چاہیے

محبت حقیقی کے نشہ کے بارے میں ہی کہا گیا ہے

یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

ورنہ اور سب نشے تو ترشی سے اتر جاتے ہیں۔

ناراض تو نہیں مگر حیران ضرور ہوں کہ کس طرح اس شتر بے مہار کی مہار پڑے اور

ازکرنال ۲۷/۴ یوم جمعہ المبارک

عزیز القدر یوسف خصال سلمہ ربیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ محبت نامہ پہنچا۔ اس عزیز القدر کے والد صاحب کو وہ ثنائی مطلق اپنے فضل و کرم سے شفا بخشنے کا گھبراہٹ نہیں، سارے یاران سلسلہ بعد نماز مغرب کسی مصطفیٰ پاک جگہ پر بیٹھ کر با وضو ختم خواجگان پڑھ کر آپ کے والد صاحب کی صحت کے واسطے دعا کریں۔ ختم خواجگان کی ترکیب درج ہے۔ وہاں کے بعض یاران سلسلہ کو بھی معلوم ہے۔

ترکیب ختم خواجگان شریف

اول ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھیں اور نیت کریں کہ ختم خواجگان حضرات نقشبندیہ

پڑھتے ہیں کہ ان کی ارواح مقدسہ مرصی کی شفا یابی میں امداد کریں بعد

الحمد شریف، مرتبہ درود شریف اللہم صل علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ وسلم ایک مرتبہ پڑھیں پھر

سورہ کم نشرح بمجہ بسم اللہ شریف ۹، مرتبہ بعد اس کے قل هو اللہ شریف بمجہ بسم اللہ شریف ایک ہزار ایک مرتبہ پھر الحمد شریف، مرتبہ بعد درود شریف ایک سو مرتبہ بعد یہ دعائیں گیارہ گیارہ مرتبہ یا اگر ٹھننے والے بہت تعداد میں ہوں تو ایک

اللہم یا ارحم الراحمین۔ یا قاضی الحاجات۔ یا کافی المہمات۔ یا دافع البلیات۔

یا شافی الامراض۔ یا رافع الدرجات۔ یا مجیب الدعوات۔ یا مفتح الابواب۔ یا مسبب الاسباب

یا منزل البرکات۔ یا غیاث المستغیثین یا ارحم الراحمین۔

ازاں بعد یہ شعر ۹ مرتبہ یا ۷ مرتبہ پڑھیں

شیئا للہ چوں گدائے مستمند

المدد خواہم ز شاہ نقشبند !

کن مدد یا خواجہ مشککشنا
 ماہمہ محتاج تو حاجت روا
 شیا اللہ اس غریب درو مند
 المدد یا خواجہ لائے نقشبند
 شیا اللہ اس غریب بے لیا
 المدد یا خواجہ مشککشنا

پھر ان سے فارغ ہو کر الہی شفا بر بیماریاں ، الہی شفا بر بیماریاں ، الہی شفا بر بیماریاں ،
 آمین یا رب العالمین ۔

(۳۱)

اذکر مال مورخہ کے ۸

اب لکھیں کہ اس عزیز القدر کے والد صاحب کو اب تو اس شافی مطلق کے فضل و
 کرم سے بالکل صحت ہے ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ شفا ئے عاجل عطا فرمادے بہ طفیل اپنے
 حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آمین ثم آمین ۔

حضرت صاحب قبلہ عالم روحی فداہ بڑے حضرات باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے
 بارگاہ عالی میں بمقام چورہ شریف براستہ راولپنڈی تشریف لے گئے ہیں ۔ وہاں پھلے دنوں
 حضرت مستوار شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے حضرات باباجی کے پوتے تھے اور
 بڑے بزرگ کامل تھے ان کا وصال ہو گیا تھا ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

حضرت صاحب قبلہ عالم روحی فداہ عید الاضحیٰ کے موقع پر انشاء اللہ علی پو شریف
 تشریف لے آویں گے بعد عید الاضحیٰ حضور غالباً کستمر تشریف لے جاویں گے اس طرف بھی
 آریہ لوگ مسلمانوں کو اپنے دام تزیور میں پھنسانا چاہتے ہیں ۔ جب اللہ کے شیر چلے جاویں گے

توانشاہ راشد ان کے جہاں سب ٹوٹ پھوٹ جاویں گے۔
 سب یاران سلسلہ کو السلام علیکم بر خور وارحافظ نور احمد کی طرف سے السلام علیکم۔

محمد حسین عفی عنہ

(۳۲)

۷۸۶

عید مبارک

نقل فرمان صادر شدہ از علی پور شریف سیدان مورخہ ۲۳

مجمع مکارم اخلاق حسنہ مخلصم مولوی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ طالب خیریت بخیریت۔ حسب فرمان حضرت شاہ
 صاحب قبلہ مدظلہ العالی قلمی ہے کہ بر موقعتہ عید الاضحیٰ اپنی طرف سے اور جملہ یاران طریقت کی
 طرف سے قربانی کی کھالیں جمع کر کے ان کی قیمت بمذمتہ ارتداد علی پور روانہ فرمائیں تاکید ہے
 سب یاران طریقت کو السلام علیکم۔

(دستخط) (حضرت صاحبزادہ)

محمد حسین (شاہ صاحب) ہتم

عزیز القدر سلمہ ربہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نقل ہذا بغرض تعمیل ارسال ہے اس کار خیر میں پوری پوری کوشش کی جاوے۔

محمد حسین عفی عنہ

۱۵ حضور قبلہ عالم امیر ملت محدث علی پوری قدس سرہ

۱۶ سیدی حضرت سراج ملت رحمتہ اللہ علیہ

از کرناں غلامتہی مؤرخہ ۱۷/۲

عزیز القدرم یوسف خصال سلمہ ربہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
مکہ شریف سے برخوردار حافظ محمد سردار کے خط آئے ہیں۔ بفضلہ سب خیریت
سے ہیں۔ ایک خط حاجی دین محمد صاحب کا قصور سے آیا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ مدینہ
منورہ کا راستہ بند ہے۔ اب دیکھئے مدینہ منورہ جا سکیں گے یا کیا صورت ہوگی۔ اللہ
کرے کہ ہر طرح سے بھول ہمہ ہرکات مع الخیر سب کے سب وطن میں آویں گے۔ آمین
ثم آمین۔

عید یہاں بھی ۱۲/۲ کو بروز پیر ہوئی۔ گومانہ سے کھال ہائے قربانی کی قیمت ہڈریج
منی آرڈر آئی ہے۔ جب اور جگہ سے بھی آجاوے گی تو انشاء اللہ اکھٹی علی پور بھیج دی جاوے گی

از کرناں مؤرخہ ۲۲/۲

عزیز القدر یوسف خصال سلمہ ربہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
موت سے کس کو رستگاری ہے۔ آج وہ کل ہماری باری ہے
یہ دعا گو دیہات کی طرف گیا ہوا تھا۔ واپس آنے پر انتقال پر ملاں تلہ کی خبر وحشت اثر
پڑھ کر بڑا صدمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم غالب ہیں۔ کسی کو
اس کے حکموں کے آگے دم مارنے کی جگہ نہیں۔ اب دیکھا جائے کہ حضرت صاحب قبلہ عالم
روحی فداہ نے اپنے بھائی صاحب حضرت سید حاجی پیر صادق علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ داماد حضرت قبلہ

۲۔ یہ ترکی اور سعودی حکومت کے نزاع کا زمانہ تھا۔

۳۔ والد ماجد مکتوب الیہ

جو ابھی عمر میں حضرت صاحب قبلہ علم سے چھوٹے ہی تھے کے وصال پر کس طرح سے ضبط فرمایا اور ایسے حادثہ جانگاہ کی حالت میں بدستور مجالس دینی قائم فرماتے رہے۔
 اللہ تبارک و تعالیٰ خالص صاحب مرحوم و منفقور کو اپنے خاص فضل و کرم سے اپنے
 قرب میں مراتب عالیہ عطا فرماوے اور آپ سب کو صبر جمیل کی توفیق دیوے۔
 کہ صبر سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معیت حاصل ہوتی ہے۔ ان اللہ مع
 الصابون۔ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ الحمد للہ کہ حج کا مہینہ
 اور جمعہ کا دن پایا۔

(۳۵)

از کرناں مؤرخہ ۹/۲۴

عزیز القدر یوسف خصال برخوردار محمد یوسف خاں سلمہ ربہ

السلام علیکم۔ قصور کے حاجی صاحبان کے پہلے قافلے خیریت سے قصور
 آگئے ہیں۔ بعد کا قافلہ جس میں برخوردار حاجی حافظ محمد سردار اور دیگر عزیزان
 ہیں۔ وہ بھی انشاء اللہ بہت جلد آنے والا ہے۔ تار کا انتظار ہے کہ کس وقت
 آوے۔ حضرت صاحب قبلہ عالم روحی فداہ کے آج کی تاریخ علی پور شریف
 سے راولپنڈی اور وہاں سے کشمیر شریف لے جانے کی خبر آئی تھی۔

(۳۶)

از کرناں ۳۱/۲۴ یوم جمعۃ المبارک

عزیز القدر یوسف خصال برخوردار محمد یوسف خاں سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ۔ طالب خیریت بخیریت۔ محمد ادریس کی التجا
 کے مطابق وہ رسالہ لاہور و فتر انوار الصوفیہ میں چھپنے کے لئے بھیجا جا چکا ہے۔
 ماسٹر محمد لطیف خاں صاحب نے کہا تھا کہ محمد ادریس کہتا تھا۔ میں خود نہیں چھپوا

لے ملاحظہ ہو ص ۱۵۳ پر

سکتا، وہیں انتظام کیا جاوے۔ چنانچہ پہلے پھر صاحب رسالہ انوار الصوفیہ سے خط و کتابت کی گئی اور بعد طے ہونے کے وہ رسالہ بھیجا گیا۔ وہ خواہ کچھ لفظ استعمال کرے۔ ہمیں اپنے دل و زبان کو بگاڑنا نہیں چاہیے۔ جب اس نے رسالہ بھیجا تھا اس کو لکھ دیا تھا کہ انتظار کرنا پڑے گا اور پھر چھپے گا۔ اب وہ رسالہ لاہور بھیجا جا چکا ہے یہاں نہیں۔ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: من لہ یرحمہ صغیرنا ولم یوقر کبیرنا فلیس منا کہ جو چھوٹے پر رحم نہیں کرتا اور بڑے کی عظمت اور ادب نہیں کرتا وہ میری امت میں نہیں یعنی بے رحم اور بے ادب امت محمدی سے خارج ہے۔ مجھے اس کی حالت پر رحم آتا ہے کہ وہ بے چارہ دیوانگی کی حالت میں سوچ نہیں سکتا کہ میرے منہ سے کیا نکلتا ہے اور کس کے بارے میں کہہ رہا ہوں۔ ایسا آدمی معذور ہے اس کی کیا غور طلب بات ہوگی اس کو کھڑکھودہ میں مناسب سمجھیں تو لکھ دیں کہ رسالہ لاہور چھپنے کے واسطے بھیجا جا چکا ہے۔ ایسے کام آرام اطمینان سے ہوتے ہیں منہ کا لقمہ نہیں ہوتے۔ عزیز القدر حمزہ کی محبت واقعی قابل تعریف ہے لیکن سمجھا دینا کہ ایسے دیوانے سے سروکار رکھنا ٹھیک نہیں۔ کچھ مزاحمت کی ضرورت نہیں۔ عرصہ ہوا، ایک مرتبہ محمد ادریس ریلوے گاڑی میں میری موجودگی میں شیخ عبدالرحمن سے بھی لڑ پڑا تھا۔

(۳۶)

عزیز القدر من سلمۃ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محبت نامہ پہنچا۔ طالب خیریت بخیریت۔ حضرت قبلہ عالم روحی قداہ کو ایسی

(۱۵ حاشیہ صفحہ گذشتہ) محمد ادریس بہادر گڑھ کا ایک طالب علم تھا۔ وہ حضرت قبلہ کے آستانہ عالیہ پر رہ کر رہتک ہائی سکول میں بڑھتا رہا۔ شروع میں حضرت سے بیحد والہانہ محبت تھی مگر صحتی دستاں قسمت راجح سو ادھر پیر کال کے مصداق گستاخی اور بے ادبی اختیار کی حتیٰ کہ اعلیٰ حضرت حضور قبلہ عالم محدث علی پوری قدس سرہ کی شان اقدس میں زبان درازی کی اور آخر اس عینور قدیر جل جلالہ کے انتقام سے نریج سکا۔ مکتوب ۳۳ بھی ملاحظہ ہو

بلواس کرنے والوں کی بلواس سے کیا ضرر پہنچ سکتا ہے ع مہ نور می فساند گ بنگ
میزند - ایک بزرگ فرماتے ہیں -

گر دوسرا بلہ ترا منکر شوند تلخ کے گردی چو ہستی کان قند
اللہ تعالیٰ ان بے وقوفوں کو ہدایت دے - احباب کو السلام علیکم

(۳۸)

از کرناں مورخہ ۱۱/۱۸

عزیز القدر یوسف خصال سلمہ ربہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محبت نامے پہنچے - طالب خیریت بخیریت - یہ تو معلوم ہوا کہ حضور پر نور حضرت قبلہ

عالم روحی فداہ امہی ایام میں قصور قروز پور سے ہوتے ہوئے انشا اللہ اگرہ تشریف لائیں
گے - لیکن ٹھیک تاریخ معلوم نہیں ہوئی - ممکن ہے کہ رستے میں ایک دن کے لئے حضور

رہتک میں اور بعدہ ایک دن کے لئے دہلی بھی قیام فرماویں - ٹھیک تاریخ کے بارے

میں اگر وہاں خبر آدے تو لکھ بھیجیں - علی پور شریف سے تو حضور روانہ ہو چکے ہیں - لاہور

امر کو مشرف فرما چکے ہیں - زیادہ حال تفصیل کے ساتھ ابھی معلوم نہیں ہو سکا -

بڑی خوشی کی بات ہے کہ حلقہ ذکر و ختم خواجگان کی باقاعدہ مبارک محفل ہوا کرے

جس وقت رخصت کے ملنے میں آسانی ہو - وہ وقت میرے ساتھ گزارو -

(۳۹)

از درگاہ حضرت داتا گنج بخش صا. رحمۃ اللہ علیہ و رلاہور ڈیرہ حضرت حافظ فاری صوفی غلام محی الدین

صاحب قصوری - مورخہ ۱۱/۱۸

عزیز القدر یوسف خصال سلمہ ربہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - طالب خیریت

ایک اپنے ہر وقت کے ملنے والے کا ایک نہایت ہی ضروری کام آج کی تاریخ لاہور

میں تھا - اس لئے آج صبح سے لاہور میں آنے کا موقع ہوا ہے -

نہ - یہاں بھی غالباً ادریس اور اس کے ساتھیوں کا ذکر ہے - ملاحظہ ہو مکتوب بالا -

حضرت صاحب قبلہ عالم روحی فداہ اب تک آگرہ میں تشریف فرما تھے۔ اور روزانہ مجالس و عظ تشریف اور حلقہ ہائی ذکر و غیرہ ہوتے رہے۔ اب حضور علاقہ آگرہ کے قصبہ جات اور دیہات میں بہ تقریب دورہ تشریف لے گئے۔ بعدہ پنجاب کی طرف واپسی حضور کی سواری کی ہوگی۔

(۲۰)

از لاہور ۱۶/۱۲

عزیز القدر یوسف خصال برخوردار محمد یوسف خاں سلمہ ربہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
یہ دعا گو انشاء اللہ ۱۸ دسمبر کی صبح ساڑھے آٹھ بجے لاہور قصور فیروز پور ٹھنڈہ
کے رستے بہادر گڑھ کے سٹیشن سے گزرتا ہوا دہلی اور واپس سے آگرہ کا ارادہ کر رہا ہے جو
اللہ کو منظور ہے۔ حضرت قبلہ عالم روحی فداہ کے آگرہ کی طرف سے پنجاب تشریف لانے
کے بارے میں ابھی کوئی پختہ حال معلوم نہیں ہوا، اور دل بے قرار ہو رہا ہے۔ آگرہ کی طرف
جا کر یکم جنوری سے پہلے آنا نہیں ہو سکے گا۔

(۲۱)

از بریلی مورخ ۲۳/۱۲ یوم سہ شنبہ (منگل)

عزیز القدر یوسف خصال سلمہ ربہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
یہ دعا گو لاہور قصور و ودن قیام کر کے بہادر گڑھ دہلی سے ہوتا ہوا آگرہ پہنچا۔
اور اب حضرت قبلہ عالم روحی فداہ کے ساتھ بمقام بریلی ہے۔ آپ بہادر گڑھ سٹیشن پر
نزل سکے۔ کیا جو خط میں نے بھیجا تھا وہ وقت کے بعد ملا، اب کئی شہروں میں حضرت
قبلہ عالم روحی فداہ کے ساتھ ایک ایک دو دو دن قیام کے بعد اگر حضرت صاحب قبلہ
عالم روحی فداہ نے اتنی گنجائش سے اجازت دی کہ یکم جنوری سے پہلے کچھ دن ہوئے تو
انشاء اللہ بہادر گڑھ پہنچنا ہوگا۔ ورنہ کرنال ہی سیدھا جانا پڑے گا۔ حضور نئی جگہ بھی

تشریف لے جاتے ہیں تو لوگ اسی طرح جمع ہو جاتے ہیں جیسے شمع کے گرد پروانے!

محمد حسین عثمینی عنہ

(۲۲)

از مراد آباد ۲۶ ۱۲/۲۹ یوم جمعۃ المبارک

عزیز القدر یوسف خصال برخوردار محمد یوسف خاں سلمہ ربہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
محبت نامہ اگرہ سے ہو کر بمقام بریلی پہنچا۔ ۱۸ دسمبر کو وہلی قیام کیا تھا۔ رات کو
سوار ہو کر ۱۹ رکان اگرہ گذارا۔ رات کو وہلی سے روانہ ہو کر ۲۲ کی صبح کو حضرت قبلہ عالم روحی
فداہ کی قدم بوسی بمقام فرخ آباد کی۔ اسی وقت سے حضور کے قدموں کے ساتھ ۲۳-۲۴
بریلی، ۲۵-۲۶ مراد آباد۔ آج انشاء اللہ جمعہ حضرت قبلہ عالم روحی فداہ کے ساتھ یہیں پہنچے
کاشرف حاصل ہوگا۔ یہاں سے غالباً پہلی بھیت جانا ہوگا۔ اس دعا گو نے ابھی تک اپنے لئے
اجازت کے بارہ میں عرض نہیں کیا ہے

رشتہ در گردنم افگندہ دوست می کشد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

اللہ تبارک و تعالیٰ کی عجیب عطا ہے کہ حضور قبلہ عالم روحی فداہ جس طرف تشریف لے
جاتے ہیں۔ اس شان کا استقبال ہوتا ہے کہ عقلیں دنگ ہو جاتی ہیں۔ گویا کہ ملائکہ بنی آدم
کو جمع کرویتے ہیں اور شہر سارے کو پھولوں کے پتھار کرنے سے بھر دیتے ہیں۔ جو
حضرت پر اور حضرت کے طفیل حضرت کے خادموں پر بطور گل افشانی کے ڈالے جاتے ہیں۔
حضرت کی خدمت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایسے وقت میں رخصت ملے گی۔ کہ
دہلی سے سیدھے کرنا لجانے کا موقع یکم جنوری کو ہوگا۔ پختہ طور پر ابھی کچھ نہیں لکھا جاسکتا
محمد حسین قصوری خاکپائے شہنشاہ علی پوری

۴

(۴۳)

از انجمن اہلسنت مراد آباد برڈیرہ شہنشاہ علی پوری مورخہ ۲۷/۱۲/۲۷
 عزیز القدر یوسف خصال سلمہ ربہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - طالب خیریت بخت
 اب حضرت قبلہ عالم روحی فداہ مراد آباد سے انشا اللہ رام پور شریف لے جاویں
 گے اور یہ دعا گو بھی حضور کے قدموں کے ساتھ رام پور جا کر وہاں سے اجازت حاصل کرنے
 کا ارادہ کرتا ہے۔

اس تحریر کے بعد حضرت قبلہ عالم روحی فداہ سے اجازت لے لی گئی ہے۔ وہی
 سے روانہ ہو کر انشا اللہ بہادر گڑھ شام تک پہنچ سکیں گے۔ حضرت قبلہ عالم روحی فداہ
 ابھی اس نواح میں اور قیام اور دورہ فرمائیں گے۔

(۴۴)

از کرناں مورخہ ۲ فروری ۱۹۲۵ء

عزیز القدر ابن من سلمہا ربہما - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
 دونوں عزیز القدران محمد یوسف و عبدالقدیر خاں کے محبت نامے پہنچے۔ جس طرح
 ان عزیز القدروں کو اس فقیہ سے محبت ہے۔ فقیہ تو محبت کا ہی بھوکا ہوتا ہے اور فقیہ
 کے معنی بھی یہی ہیں۔
 تنگناں جویند از دل آب را
 آب ہم دارد تلاش تنگناں

(۴۵)

از کرناں مورخہ ۱۸/۲/۲۵ یوم چہار شنبہ

عزیز القدر یوسف خصال محمد یوسف خاں سلمہ ربہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
 اس عزیز القدر کے کئی ایک محبت نامے ان دنوں میں آئے ہیں جن سے بفضلہ
 محبت قلبی کی نعمت سے مالا مال ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ الحمد للہ علی ذالک

ایک خط کل بھیجا گیا تھا کہ مولوی عبدالمجید خاں صاحب کے پاس بمقام تحجر جلد بھیج دیا جاوے۔ یہ دعا گو انشا اللہ ۲۵/۲ کی شام کو اٹھ بجے دہلی سٹیشن پہنچ کر ساڑھے نو بجے میل میں سیدھا بروالہ سیداں ضلع حصار میں براستہ رہتک جیند جا کھل جانے کا ارادہ کر رہا ہے۔ غالباً مولوی عبدالمجید خان صاحب خواہ آگرہ کی طرف سے خواہ تھجر کی طرف سے اسی موقعہ پر دہلی پہنچ کر یا رہتک پہنچ کر اس دعا گو کے ساتھ ہی بروالہ سیداں چلیں گے۔ فیروز ماں ۲۲، ۲۱ فروری کو مقام رکھیگا۔ مولوی عبدالمجید خان صاحب کو بعد میں چند ایک دن قیام کرنا ہوگا۔

حضرت صاحبزادہ نور حسین صاحب دامت برکاتہم آج کل قصور میں تشریف لائے ہوئے ہیں اور بقصدہ تعالیٰ وہاں سب خیریت ہے۔ حضرت صاحب قبلہ عالم روحی فداہ بھی آجکل اس علاقہ فیروز پور قصور میں ہی چند ایک ایام رونق افروز رہیں گے۔ حضور کے ان ایام میں کئی ایک اپنی مبارک قلم کے لکھے ہوئے کرامت نامے شرف صدور لائے ہیں۔ سب میں ذکر فکر مراقبہ سحر خیزی اتباع شریعت کی تاکید فرمائی ہے اور نیز انسداد ارتداد کے لئے کوشش کے واسطے فرمان درج ہے۔ حضرت شاہزادہ سید حافظ مولانا و بالفصل اولنا صاحبزادہ محمد حسین شاہ صاحب کا گرامی نامہ بھی شرف صدور لایا ہے۔ علی پور شریف کے مدرسہ نقشبندیہ کے بے کس نادار طالب علموں کے اخراجات کے لئے فرمایا ہے کہ وہ طالب علم مذکورہ کے روپے کے بھی بہت حقدار ہیں۔ واقعی وہ طالب علم چونکہ دین کا علم حاصل کر رہے ہیں۔ اور مسافر اور بے زر ہیں۔ ان سے بڑھ کر کون حق وار ہو سکتا ہے۔

محمد حسین عفی عنہ

۱۵ وضاحت کے لئے ملاحظہ ہو مکتوب ۱۵۱

اذکرناں نواب گنج غلہ منڈی مورخہ ۳/۲۵ ۵

عزیز القدر یوسف خصال برخوردار محمد یوسف خاں سلمہ ربیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ محبت نامہ پنچا۔ طالب خیریت بخیریت۔ محبی اجبی مولوی صاحب مولوی عبدالمجید خان صاحب کا خط آیا ہے جس میں لکھا ہے کہ ان کا چھوٹا ننھا عبدالمجید بقضار الہی یکم مارچ کو بعارضہ نمونہ فوت ہو گیا ہے چونکہ مولوی صاحب موصوف سلسلہ کے برگزیدہ کن ہیں اور انہیں خود بخار اور دروگر کی شکایت ہے اس لئے ۳/۲۵ کا دن بہادر گڑھ گزار کر ۳/۲۵ کو اگر چند گھنٹوں کے لئے جھج جانے کا انتظام کیا جاوے تو بہت مناسب ہوگا۔ فیر کے دل کا یہی حال ہوتا ہے کہ سلسلہ کے برادران طریقت کے ساتھ ہی وابستہ ہوتا ہے اور سب جگر کے ٹکڑے معلوم ہوتے ہیں۔ مولوی عبدالمجید خان صاحب بڑے صابر مرو ہیں کہ انہوں نے لکھا ہے ”الحمد للہ علی احسانہ مولیٰ کریم نے صبر کی توفیق بخشی“ ان الفاظ میں کیسے اعلیٰ ایمان کی جھلک ہے فقیر کو بہر کیف بہ تقاضائے تعلق ضرورہ صدمہ ہے اس واسطے خیال ہے کہ جھج بھی پنچنا ہو سکے تو بہتر ہے۔

علی پور شریف میں ۴ شعبان یعنی ۲۸ فروری کو حضرت قبلہ عالم روحی فداہ کی والدہ ماجدہ مطہرہ کا عوس شریف تھا حضور غالباً اس تاریخ سے پہلے ہی فیروز پور اور قصور کے علاقہ میں دورہ فرما کر علی پور شریف تشریف لے گئے ہوں گے۔

ہمارے حضرت صاحب قبلہ عالم روحی فداہ بسا اوقات یہ شعر فرمایا کرتے ہیں ۵

روز قیامت ہر کسے در دست گیر و نامہ

من نیز حاضر می شوم فہرست یاراں در بغل

(۴۷)

انکرنال موہترہ ۹ اپریل ۱۹۲۷ء مطابق ۴ رمضان المبارک

عزیز القدر پوسٹ خصال سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ محبت نامہ پہنچا، طالب خیریت بخریت بر خوردار
حافظ نور احمد بفضلہ تعالیٰ پاس کی مسجد میں ہی قرآن شریف سنا رہے اس کے سالانہ امتحان
کا نتیجہ بھی آیا ہے وہ بفضلہ تعالیٰ پاس ہو کر اب دسویں جماعت میں ہو گیا ہے نور احمد
انشاء اللہ پچیسویں شب رمضان شریف یا ستائیسویں شب کو ختم کرے گا۔ ٹھیک
تاریخ انشاء اللہ بعد میں لکھی جاوے گی بڑی خوشی ہو کہ اس موقع پر وہ عزیز القدر اور
بر خوردار امیر حمزہ امتحان سے فارغ ہو کر اور دیگر احباب جو شامل ہو سکیں داخل برکات و
חסنات ہو جاویں۔

حضرت صاحب قبلہ عالم روحی فدائے عام طور پر رمضان شریف کے مہینے میں سر و
پہاڑوں پر تشریف لے جاتے رہے۔ اب کے موسم زیادہ گرم نہیں اب کے حضور نے
علی پور شریف میں ہی قیام رکھا اور عرصہ کے بعد حضرات صاحبزادہ صاحبان سے قرآن
شریف سننے کا موقع ہوا امید ہے ہر سہ شاہزادہ صاحبان دس دس یوم میں ختم فرما کر
حضرت کو تین ختم شریف سنا دیں گے اگرچہ تفصیل وارا بھی تک لکھا ہوا نہیں آیا وہاں تو بفضلہ
تعالیٰ ہمہ خانہ آفتاب اور ہمہ تن نور علی نور کا معاملہ ہے۔ یہاں تک کہ حضرت قبلہ عالم
روحی فدائے کے نبیرہ مبارک یعنی حضرت شاہزادہ سید حافظ مولانا عالی جناب صاحبزادہ
محمد حسین شاہ صاحب وامت برکاتہم کے صاحبزادہ مبارک نے جن کی عمر چودہ سال

۱۔ حضور سیدی و مرشدی سراج ملت الحاج الحافظ سید محمد حسین شاہ صاحب قدس سرہ سجادہ نشین اول

۲۔ حضرت مولانا عالی جناب الحاج الحافظ سید خادم حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ و حضرت قبلہ شمس ملت

۳۔ الحاج الحافظ سید نور حسین شاہ صاحب سجادہ نشین ثانی مدظلہم العالی۔

۴۔ حضرت الحاج الحافظ جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب مدظلہم العالی۔

کے قریب ہوگی انہوں نے بھی قرآن شریف حفظ کر لیا ہے اور کیا عجیب ہے کہ وہ ہی
سناویں ہو

(۲۸)

اذکرناں مؤرخہ ۱۲ اپریل ۱۹۲۵ء یوم شنبہ یعنی منگل

عزیزہ القدر یوسف خصال برخوردار محمد یوسف خاں سلمہ ربیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ طالب خیریت بخیریت بڑی خوشی کی بات ہے کہ حفظ
اللہ دیا صاحب نے دورات میں قرآن شریف سنایا۔ عزیزم اللہ کی بارگاہ سے زیادہ بہتر
جگہ کے انتظام کا موقع آنے والا ہے مگر تب تک اسی طرح ہمت اور صبر کے ساتھ یہ
موجودہ کام برابر سنبھالتے رہو کیونکہ والدہ صاحبہ کی اور سب کی خدمت ضروری ہے اور
ان کی خدمت کی نیت سے دنیا کا کام دنیا کا کام نہیں رہتا بلکہ دین کا کام ہو جاتا ہے۔
برخوردار نور احمد ۱۸۔ ۱۸ اپریل کی درمیانی رات جو ۲۳ ویں شب رمضان المبارک
ہوگی انشاء اللہ قرآن شریف کا ختم کرے گا جو احباب بعد رمضان شریف علی پور شریف جانے
کا ارادہ رکھتے ہیں وہ اعلیٰ دربار گہر بار بہر حال مخزن برکات اور افضل النعم اور مقدم ہے ورنہ
اگر وہاں کا ارادہ نہ کر سکتے ہوں تو برخوردار حافظ نور احمد کے ختم شریف قرآن مبارک کے موقعہ
میں شامل ہو جاویں۔

(۲۹)

اذکرناں مؤرخہ ۲۰

عزیزہ القدر یوسف خصال برخوردار محمد یوسف خاں سلمہ ربیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ محبت نامہ پنچا۔ طالب خیریت بخیریت۔ حضرت صاحبزادہ

لے حضور قبلہ عالم رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ رمضان المبارک کے چاند نظر آنے تک کسی کو نہ فرماتے کہ کس نے سنا ہے

اور عین تمایح کے وقت صاحبزادگان میں سے کسی ایک کو سنانے کا ارشاد فرماتے اس طرح سب صاحبزادگان والی تیار

صاحبان کے گرامی نامے حضرت قبلہ عالم روحی فداہ کے جید ساہوکار دکن کی طرف عنقریب تشریف لے جانے کے اس دعاگو کے پاس بھی آئے ہیں ان میں بھی اسی طرح لکھا ہے کہ ابھی تاریخ معین نہیں فرمائی گئی اور نہ ہی یہ قرار دیا ہوئی کہ کس رستے سے تشریف لے جاویں گے ایسا ہتک دہلی کی طرف یا کسی اور جانب سے۔ اگر مزید حال معلوم ہو تو لکھنا ہے

اگر ترا گذرے پر مقام ما افتد

ہمائے اوج سعادت بدم ما افتد

نہ ہے سعادت ان دیار کی جہاں اس ابر کرم کی بارش ہو۔

سب احباب سلسلہ کو یہ تحریر دکھا دیں اور انہیں تاکید کر دیں کہ ہر جمعہ کو حلقہ ذکر و مراقبہ و ختم تشریف میں بلا غاۃ شامل ہوا کریں دوسرے لوگ فاصلہ پر مسجد میں بیٹھے رہیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

عزیم اس رستے کے چلنے والے کو ان امور کو لازم پکڑنا چاہیے ہے

وحدت و ذکر و وضو^۱ نفی خواطر^۲ ربط قلب^۳

صمت و تغلیل و توکل کہ دن اندر کل حال

۱۔ وحدت تنہائی :- اگر یاران سلسلہ جنہیں شیخ طریقت کے ساتھ محبت ہو ان کی صحبت میں آوے تو ان سے مل بیٹھنا اور عام لوگوں سے علیحدگی اور تنہائی۔

۲۔ ذکر :- ہر وقت اپنے دل کو اللہ کی یاد میں لگائے رکھنا۔ طریقت کا مسئلہ یہ ہے ”جو دم غافل سو دم کافر“ ہے

ذکر کن ذکر تا ترا جان است

پاکی دل نہ ذکر رحمان است

۳۔ وضو :- ہمیشہ با وضو رہنے کی کوشش کرے حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ”دم علی الطہارۃ لا یوسع علیک الرزق“ ہمیشہ با وضو ہو تو رزق تم

پر وسیع کیا جاوے گا۔

۴۔ نفی خاطر :- خیالات کو دل سے نفی کرنا یا نکال دینا۔ اللہ اور اس کے رسول اور پیارے پیران عظام کی یاد کے سوا باقی چیزوں کی یاد اگر دل میں آوے اسے دل میں ٹھہرنے نہ دے۔

۵۔ ربط قلب :- دل کو اپنے پیارے پیر کے ساتھ وابستہ کر رکھے اور اس کی پیاری صورت ہر وقت دل میں حاضر رکھے کہ اس رستے کا فتح باب اسی سے ہوتا ہے۔

۶۔ صمت۔ خاموشی :- ۷

شکستہ باش و خاموشی در حضرت عزت نہ ای فراموش

”خیر العبادات الصمت“ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے

سب عبادتوں سے بہتر عبادت چپ رہنا ہے زیادہ باتوں سے اعمال نامہ سیاہ ہو جاتا ہے چپ سے اعمال نامہ سفید رہتا ہے۔

۷۔ تغذیل :- حقوڑا کھانا، حقوڑا سونا۔ یہ عاشقوں کی علامات میں سے ہے ۷

عاشقان را نہ نشانی اے پر
کم خور و کم گو و خواب او را حرام
رنگ زرد و آہ سرد و چشم تر
بے قراری انتظاری درد سر

۸۔ توکل کردن اندر کل حال :- ہر حال میں اللہ تبارک و تعالیٰ پر توکل کرے اور اس کے حکموں

پر راضی رہے۔

ایک مرتبہ ہمارے حضرت صاحب قبلہ عالم روحی فداہ نے وعظ شریف میں بیان فرمایا کہ غلام

سے آقا نے پوچھا ”کیا کھائے گا“؟ غلام نے کہا ”جو کھلاؤ گے“ آقا نے پوچھا ”کہاں سوتے گا؟“

غلام نے کہا ”جہاں سلاؤ گے“ ہماری حیثیت اس عالم میں ایک غلام کی ہے اور وہ مالک اور

خالق ہمارا آقا ہے حقیقی ہے۔ ہمیں اس کی رضا پر راضی رہنا چاہیے

راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تری رضا ہے۔

توکل کے بارے میں حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی شریف میں فرمایا ہے ۵
 گر توکل می کنی دو کار کن کسب کن پس تکیہ بر جبار کن
 گفت پیغمبر باواز بند بر توکل ز الوئے اشتر بہ بند
 اے بھائی! اگر تو توکل کرے تو دو کام کر پہلے کام کاج کر پھر (نتیجہ کے لئے) بھروسہ اللہ
 تبارک و تعالیٰ پر رکھ۔ کیونکہ کامیابی کا انحصار اس کے فضل پر ہے نہ کہ تیرے کام اور عمل پر
 مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ عمل اور کام میں تو سست ہو جاوے۔ عمل تو چستی سے کر اور بھروسہ
 اس کے فضل پر رکھ۔ حضور سول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید سے فرمایا کہ توکل اللہ پر کر
 اور پھر اونٹ کا گھٹنا بھی باندھ، تاکہ توکل اور عمل تو جمع کرے۔

جب احباب سلسلہ ختم شریف اور حلقہ ذکر کے واسطے جمع ہوا کریں تو اس قسم کے مضمون
 جو اکثر سالہ انوار الصوفیہ میں پھرتے ہیں خواندہ یاران سلسلہ میں سے کوئی سنایا کرے تاکہ جو یاران
 سلسلہ خواندہ نہیں وہ بھی رسالہ شریف کے مضمونوں سے فیض یاب ہو جاویں۔

محمد حسین عفی عنہ

(۵۰)

اذکر نال مورخہ ۲۵ ۲۹ یوم چہار شنبہ

عزیز القدر یوسف خصال بر خور دار محمد یوسف خاں سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ محبت نامہ پہنچا طالب خیریت بخیریت۔ حضرت صاحب قبلہ عالم
 روئی ندوہ نے، ارجوانی کولہ پور سے کوسٹہ بلوچستان تشریف لے گئے ہیں، یہ بھی ہے کہ ار محرم الحرام
 کو حضور بمبئی ورو فرمائیں گے اور بعدہ حیدرآباد وکن تشریف لے جائیں گے۔ جس امر کے بارے
 میں اس عزیز القدر نے لکھا ہے اس میں زیادہ تر والدہ صاحبہ کے حکم کے مطابق عمل کرنا بہتر ہوگا
 جیسا کہ خط میں درج ہے کہ والدہ صاحبہ لڑکے کو پسند فرما کر زبان دے چکی ہیں تو اب اور کسی

کی رائے کی انتظار باقی نہیں ہو سکتی۔ اللہ مبارک کرے۔

جب یہ دعا گو ۶ جولائی کو رہتک نٹھالو میری موجودگی میں انجمن خدام الصوفیہ شلخ رہتک

کا ایک جلسہ کیا گیا اور اس میں مفصلہ ذیل قرار داد ہوئی ہے۔

”چونکہ اخبار زمیندار علمائے احناف اور صوفیائے عظام کی شان میں گستاخیاں کرنے اور

مستر شہین سلاسل عالیہ کی دلآزاری کا عادی ہو گیا ہے اور اس کا یہ رویہ مسلم آزار ہے اس لئے
شلخ انجمن ہذا بہ اتفاق رائے اخبار مذکور کے ہائیڈر کے ہائیڈر کی قرار داد منظور کرتی ہے اور اس امر
کا اعلان کرتی ہے کہ تا وقتیکہ اخبار مذکور اپنے نامناسب رویہ کو ترک کر کے معافی نامہ شائع
نہ کرے جملہ برادران احناف عام طور پر اور خادمان سرکار علی پوری خاص طور پر اس کی

خریداری اور مطالعہ سے مجتنب رہیں۔“

بہتر ہوگا کہ بشورہ مولوی عبداللطیف خاں صاحب و دیگر اجاب اسی قسم کا جلسہ بہادر گڑھ

میں خواہ جمعہ کو خواہ کسی اور دن کیا جائے اور اس کی کارروائی کی نقل بغرض اشاعت اخبار
”الفتیہ“ امرتسر میں بھیجا دے نیز ایک نقل فقیر کے پاس بھی بھیج دی جائے۔

(۵۱)

ازکرناں مورخہ ۲۵

عزیز القدرم بر خور و محمد یوسف خاں سلمہ ربہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محبت نامہ مع دو عدد و نقول حالات جلسہ مسلمانان بہادر گڑھ و بارہ مقاطعہ اخبار زمیندار پہنچا

۱۹۶۶ء کے انوار الصوفیہ سے پتہ چلتا ہے کہ ظفر علی خان ایڈیٹر زمیندار نے ایک کفریہ شعر کہا ہے

جو مولوی نہ ملیگا تو مالوی ہی سہی خدا خدا نہ سہی رام رام کر لیں گے۔

حضور قبلہ عالم امیر ملت قدس سرہ نے ایک وفد بھیجا کہ یا تو کوئی تاویل پیش کرے یا توبہ کرے مگر ظفر علی خاں نے تکبر

اور سرکشی سے ہی کام لیا آخر آپ نے انجمن خدام الصوفیہ کے سالانہ جلسہ میں جملہ احناف کو بالعموم اور یاران طریقت کو بالخصوص
اس اخبار سے ہائیڈر کا حکم دیا (مالوی سے مراد من موہن مالوی تھا جو نئے ارتداد کے بانیوں میں سے تھا)

ایک نقل ایڈیٹر صاحب الفقیہ کے پاس امرتسر اور ایک نقل مولانا موسیٰ محمد عظیم صاحب منیجر رسالہ الخوارزمیہ
کے پاس لاہور بھیج دی گئی ہیں۔

اللہ کرے کہ جمعہ مبارک کے دن یارانِ طریقت اس طرح بڑی تعداد میں شامل ختم شریف
ہوا کریں اور برکات و فیوضات دارین حاصل کرتے رہیں۔

دراہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست می بنیت عیاں و دعای فرستمت

(۵۲)

اذکر نال مؤرخہ ۱۲/۵ یوم دو شنبہ (پیر)

عزیز القدر یوسف خصال محمد یوسف خاں سلمہ ربہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
محبت نامہ پنچا۔ طالب خیریت بخیریت۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کار ساز حقیقی ہے۔

کار ساز ماہہ فکر کار ما فکر ما در کار ما آزار ما

تم اطمینان اور محنت اور تندہی اور دیانت کے ساتھ کام کئے جاؤ وہ مالک اپنے فضل
سے اور اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے بہتر فرماویں گے۔

(۵۳)

اذکر نال مؤرخہ ۱۲/۹ یوم چہار شنبہ

عزیز القدر یوسف خصال سلمہ ربہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محبت نامے پنچے طالب خیریت بخیریت۔ علی پور شریف خط لکھا ہوا ہے انشاء اللہ جلدی
حضرت قبلہ عالم روحی فداہ کی صحت و عافیت مزاج مبارک کی خیر خیریت آوے گی۔ اللہ تبارک
و تعالیٰ حضور کا سایہ عاطفت ہمارے سروں پر قائم دائم رکھے آمین تم آمین۔ اللہ کی بارگاہ سے
امید ہے کہ حضور کے مزاج مبارک علی پور شریف پنچ کر جلدی آسودگی کی حالت میں ہو جاویں گے۔

ملک دکن کے لوگ حضور پر اس تعداد میں جاں نثار ہوتے ہیں اور ازوہام کرتے ہیں کہ بے اندازہ ابنوہ کی وجہ سے حضور کو آٹھ پہر میں کوئی وقت آرام کرنے کا نہیں ملتا اور طبیعت مبارکہ کو بے اندازہ تکان اور پھر کمزوری لاحق ہوتی ہے۔ مگر پھر بھی حضور حلقوں کو جاری رکھتے ہیں اور برابر دن اور رات بیداری میں رہتے ہیں اور یہ الفاظ مبارک فرماتے ہیں کہ اس جسم سے جتنا کام ہو سکے لے لے کہ یہ چرخہ مانگے گا ہے اور سوت جو تیار کر لیا جاوے وہ اپنا ہے۔ ایسے سراپا نوروں پریم لوگوں کی ہزار ہا لاکھ جا جانیں قربان اور واری جاویں۔

یہ بڑی سعادت مندی ہے کہ روزانہ ختم شریف پڑھنے کا وہاں انتظام کر رکھا ہے حضرت خواجہ خواجگان حضرت خواجہ نقشبند صاحب رحمۃ اللہ علیہ و دیگر حضرات خواجگان نقشبندیہ کے طفیل سے ہمارے حضرت صاحب قبلہ عالم روحی فداہ کا سراپا نور سایہ ہما پایہ ہمارے سروں پر نور افشاں رہے آمین ثم آمین سے

اگر ترا گذرے بر مقام ما فتد ہمارے اوج سعادت بدام ما افتد

(۵۴)

از کرناں لو اب گنج غلم منڈی مؤرخہ ۱۴۰۴ھ

عزیز القدر یوسف خصال محمد یوسف خاں سلمہ ربیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عزیز القدر عبدالغفور کی و ذات کے بارے میں قصور سے واپس آنے پر ڈاک پڑھ کر حال معلوم ہوا، اور بڑا اصرار ہوا۔ والدہ صاحبہ کو تسلی دینا کہ صبر کریں۔ اس مالک حقیقی کی ہی ملکیت ہم سب کی جانیں ہیں۔ ماں باپ کے پاس اولاد بطور امانت کے ہے۔ مالک تو وہی بادشاہ حقیقی ہے جتنی دیر چاہے امانت میں رکھے۔ جب چاہے واپس لے لے۔ کسی کو اس کے غالب فرمانوں کے آگے دم مارنے کی اور چون و چرا کرنے کی طاقت نہیں۔

انسان عاجز ہے۔ یہاں تک کہ صبر کی توفیق بھی تب ہی ہوتی ہے جب ادھر

سے ملے۔ مگر صبر کرنے والوں کے لئے بڑا درجہ ہے۔ صبر سے قرب الہی حاصل ہوتا ہے۔

(۵۵)

ازکرنال نواب گنج غلمندھی مورخہ ۱۳۴۷ھ

عزیز القدر یوسف خصال سلمہ ربہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
 محبت نامہ مہنچا - طالب خیریت بخیریت - برخوردار حافظ نورا احمد امتحان سے
 بھی فارغ ہو گیا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ پرسوں جمعۃ الوداع کی نماز دہلی جامع مسجد
 میں پڑھی جاوے۔ کیونکہ وہاں جمعہ پڑھنے کا کبھی موقعہ نہیں ہوا۔ اس دعا گو کو
 بھی تعطیل ہے۔ غالباً یہ دعا گو بعد برخوردار حافظ نورا احمد صبح کی ٹرین سے
 دہلی جمعہ کے دن پہنچیں گے۔ چونکہ ہفتہ اتوار کو بھی رخصت ہے۔ اس واسطے
 انشاء اللہ عزیز عزیز القدر عبدالغفور خاں کے فاتحہ کے واسطے بہادر گڑھ جانے کا
 موقعہ بھی ہو سکے گا۔ اے گے جو اللہ کو منظور ہے۔

(۵۶)

ازکرنال نواب گنج غلمندھی مورخہ ۱۳۴۷ھ

سعادت اطواران برخورداران نورا احمد و محمد یوسف خاں سلمہ اللہ
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - جبر والوں نے بڑی ہمت کی اللہ انہیں
 جزائے خیر دے۔ اب کے وہاں کئی ایک مرد اور عورتیں بفضلہ داخل سلسلہ ہوئیں
 اور رات بھر مجلس و عظ شریف رہی اور حلقے ہوتے رہے۔

ذ

مشترکہ بنام مخدومی حضرت صاحبزادہ حافظ نورا احمد صاحب مدظلہم العالی و مولوی

محمد یوسف خاں صاحب

(۵۷)

ازکرتال نواب گنج غلامنڈی مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۲۷ء

عزیز القدر یوسف خصال سلمہ ربہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محبت نامے پہنچتے رہے طالب خیریت بخیریت - حضرت صاحبزادہ صاحب
نور علی نور سے کی تشریف آوری بہادر گڑھ والوں کے واسطے مبارک ہوئی - الحمد للہ علی
ذالک - غالباً حضرت صاحبزادہ صاحب ابھی تک وہیں قیام فرما ہوں گے - اس عاجز کی طرف
سے اور نیز نور احمد کی طرف سے حضرت صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں یہیہ السلام
علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - بصد آداب پیش کریں - حضرت صاحبزادہ صاحب کب
تک قیام فرما دیں گے اور بعد کس طرف تشریف لے جانے کا ارادہ ظاہر فرماتے
ہیں - بہادر گڑھ میں حضور کہاں قیام فرما ہیں سے

چو با حیدر نشینی و بادہ پیانی بیاد آر حریفان بادہ پیارا

مولوی عبداللطیف خاں صاحب مولوی اشرف الدین صاحب - ڈاکٹر صاحب ختم
شامی صاحب عزیز القدران امیر حمزہ خلیل الرحمن - جلیل الرحمن - قاضی تجمل حسین و
دیگر سب احباب کو السلام علیکم - حافظ محمد منیر خاں کونسلر دینا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ
یہتر کرنے والا ہے، گھر انا نہیں چاہیے -

الحمد للہ کہ پر خوردار حافظ نور احمد دسویں جماعت کے امتحان میٹرکولیش
یعنی انٹرنس میں کامیاب ہو گیا - اس مالک کا بڑا احسان ہے - اللہ تبارک و تعالیٰ
ہم سب کو اپنے خاص فضل سے اس بڑے امتحان میں کامیاب فرمائے جو سب کے
لئے درپیش ہے - واما من خاف مقام ربہ ونہی النفس عن المحوی فان الجنة
ہو المادوی (جو شخص اپنے اللہ کی بارگاہ میں کھڑے ہونے کے وقت سے ڈرا جس وقت
اسکے اس بڑے امتحان کا وقت ہوگا، اور اس ڈر کی وجہ سے) اپنے نفس کو خواہشات سے

۱۷ - حضرت شمس الملک الحاج الحافظ سید نور حسین شاہ صاحب سجادہ نشین علی پوری

روکا، پس بہشت ایسے ہی شخص کی جگہ ہے۔

جب فقیر اپنے شہنشاہ کے در اقدس پر علی پور شریف گیا تھا۔ اسکے بعد نور احمد کی آنکھیں دکھنی آگئیں۔ الحمد للہ کہ اب بہ نسبت سابقہ آرام ہے۔ حقیقت سی سرتخی بھی باقی ہے۔ عزیز القدر حمزہ اب کیا کرتا ہے مفصل لکھیں، نور احمد کی طرف سے سب کو السلام علیکم۔

محمد حسین عفی عنہ

(۵۸)

از کرناں مورخہ ۱۳/۲۶

عزیز القدر یوسف خصال محمد یوسف سلمہ ربہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
عجبت نامہ پہنچا۔ طالب خیریت خیریت۔ برخوردار حافظ نور احمد کی آنکھوں کو
بفضلہ تعالیٰ بہت آرام ہے مگر ابھی تک گرمی دھوپ سے بچانے کی احتیاط کرنی
ضروری معلوم ہوتی ہے۔ بہر کیف اللہ کا فضل درکار ہے۔

کیٹی کے کام میں تو بہت مصروفیت رہتی تھی۔ یہاں تک کہ نماز باجماعت اول
ذکر مکر مراقبہ درود شریف سحر خیزی کا موقعہ بھی کافی نہیں ملتا تھا۔ اب تو فرصت رہتی
ہوگی۔ اب چاہئے کہ ان امور میں بہت پابندی رکھی جاوے۔ مگر بنگلہ میں رہ کر نماز باجماعت
تو بڑا مشکل امر ہے۔ اس کے متعلق حال لکھیں۔ برخورداران امیر حمزہ خلیل الرحمن سب

محمد حسین عفی عنہ

کو دعا پیار

(۵۹)

از کرناں مورخہ ۲۳/۲۶

عزیز القدر یوسف خصال برخوردار محمد یوسف خاں سلمہ ربہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
اس فقیر کا دورہ حسب منشاء صدر انجمن خدام الصوفیہ ہند، مرکزی علی پور شریف ہے
اگر زیادہ وقت نہ ہو تو اس کی سنوانقلیں یا کچھ کم و بیش دہلی کے کسی مطبع میں چھپوا کر
۱۔ اعلیٰ حضرت حضور قبلہ عالم امیر ملت محدث علی پوری قدس سرہ الغریز

خواہ خود اور مولوی عبداللطیف خاں صاحب کی معرفت مدرسہ کے طلبہ سے یا کسی اور صورت سے کر اگر پرسوں بدھ کو یا زیادہ وقت لگے تو جمعرات تک عصر کے وقت ہمدست برخوردار حافظ نور احمد بھیج دی جاویں۔ اس سے زیادہ دیر نہ لگے، کیونکہ جمعہ کو پہلے پرفقیر سفر کو ہر طرف سو فی پت گوانہ کاہنی جاوے گا۔ اس سفر کو اس سفر نامہ میں اس واسطے درج نہیں کیا کہ یہ اس وقت کا سفر ستمبر کی تعطیلات کے سفر میں شامل نہیں جو بطور سالانہ دورہ کے ہوتا ہے بلکہ ان تاریخوں کا سفر اتفاقیہ سفر ہے۔ برخوردار حافظ نور احمد اول تو بدھ کو درنہ جمعرات کو بعد دوپہر ضرور بالضرور واپس آجاوے۔ اس سے زیادہ ہرگز ہرگز وہاں ٹھہرنے کی اس کو اجازت نہیں اور تمہیں ٹھہرانے کی اجازت نہیں ہے۔ بعض وقت دل اور محبت تو نہیں مانتے مگر انہیں عقل اور انتظام کے آگے تابعداری کرنی ہوتی ہے اور وہ موقعے ایسے ہی ہوتے ہیں۔ سب احباب کو السلام علیکم۔ عزیز القدروں کو دیدہ بوسی بنگلہ پر کسی طرح وقت یا ہرج نہ ہو تو تمہیں دورہ میں ساٹھپننے کی اجازت ہے۔

محمد حسین عفی عنہ

از کرناں مورخہ ۲۵/۹ یوم چہار شنبہ یعنی بدھ

عزیز القدر یوسف خصال برخوردار محمد یوسف خاں سلمہ ربہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ برخوردار حافظ نور احمد امرتسر کے ڈاکٹری سکول میں ایک دو دن سے داخل ہو گیا ہے۔ وہ ۲۵/۹ کو یہاں سے گیا تھا۔ دوسرے خط میں اسکا پتہ انشا اللہ لکھا جاوے گا تاکہ امرتسر اس کے پاس خط بھیج سکو۔

سید انور علی شاہ صاحب سید انوار احمد صاحب و دیگر احباب نے دہلی سے جو محبت سے یاد فرمایا ہے۔ یہ ان کے حسن اخلاق ہیں۔ چونکہ تمہارا ان سے اکثر ملنے کا موقع ہوتا ہے۔ اس واسطے اس دعا گو کی طرف سے انہیں السلام علیکم کہنا اور یہ بھی ذکر کرنا، کہ

اللہ کو منظور ہے تو جلدی موقع ملاقات ہو جاوے گا۔ ابھی تک تاریخ کا تعین ٹھیک نہیں ہو سکتا۔

عرصہ ہوا۔ ایک لڑکا رحیم خاں جس کا باپ بہادر گڑھ کے ہسپتال میں فوت ہو گیا تھا، اور وہ یتیم رہ گیا تھا۔ وہاں سے میرے ساتھ آ گیا تھا۔ اب وہ کچھ عرصہ سے عزیز القدر سید اقبال حسین صاحب کے ہاں رہنے لگا گیا ہے۔ برخوردار نور احمد کی والدہ اس بات کو پسند کرتی ہے کہ کوئی نہ کوئی یتیم بچہ اتنی ہی عمر کا ہمارے ہاں رہے۔ اگر کوئی یتیم بچہ اتنی ہی قریباً عمر کا یعنی دس بارہ سال کی عمر کے قریب کا وہاں بغیر نگرانی کے نظر پڑے تو خبر دینا۔ اس کو یہاں بلانے کا انتظام کیا جاوے گا۔

(۶۱)

ازکرنال مورخہ ۱۴/۴/۴۷ یوم دو شنبہ

عزیز القدر یوسف خصال برخوردار محمد یوسف خاں سلمہ ربنا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ طالب خیریت بخریت۔ برخوردار حافظ نور احمد

بفضلہ میڈیکل سکول ہوسٹل میں بھی داخل ہو گیا ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ ہوسٹل یعنی پورڈنگ ہاؤس میں تین سو بیس طالب علم ہیں اور شہر سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر نئی عمارت بنائی گئی ہے اور اس میں بجلی کی روشنی کا انتظام ہے جس کمرے میں نور احمد کی رہائش ہے اس میں برکت علی[ؑ] نامی ایک طالب علم قصور کا بھی ہے۔ میں نے ان کو لکھا ہے کہ مل کر نماز پڑھا کرو اور سب کام مل کر محبت سے کرو۔

از محبت حنا گلشن می شود!

۱۰ یعنی ایسا یتیم بچہ جس کی خیر گیری کرنے والا کوئی نہ ہو۔ سبحان اللہ! کیسے پاکیزہ اخلاق ہیں یتیموں کی پرورش کتنی پسند ہے۔

۱۱ آج کل ننگارہ میں ڈاکٹری کی دوکان کرتے ہیں۔

ازکرنال مؤرخہ ۱۹ ۱۲/۲۶

عزیز القدر یوسف خصال سلمہ ربیہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
ہر ایک امر میں اسی ذات پر بھروسہ رکھنا چاہیے اور عقل و شرع کی ہدایات
پر اور پیران عظام کے فرمانوں پر عمل کرنے میں تساہل نہ ہونا چاہیے۔

ازکرنال نواب گنج غلام منڈی مؤرخہ ۱۹ ۱۲/۵

عزیز القدر یوسف خصال بر خوردار محمد یوسف خاں سلمہ ربیہ -
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - محبت نامہ پہنچا تھا۔ بر خوردار حافظ نور احمد بہت
یاد کرتا تھا، اور وہ بہادر گڑھ بھی آتا۔ لیکن پڑھائی کا کام تعطیلوں میں بھی اس کو اتنا کرنا
تھا کہ گویا سکول کے ہی ایام ہیں۔ اسی مجبوری کی وجہ سے نہ آسکا۔ یوں بفضلہ ہر طرح خیر و
عافیت سے تھا۔

۲ جنوری کو کھلے پہر یہاں سے روانہ ہوا۔ ۳ جنوری کی صبح کو امرتسر پہنچا۔ وہاں
پہنچتے ہی سنا کہ ڈاکٹر میرداسیت اللہ صاحب کے بھائی قاری میر سعید اللہ صاحب ۲۴
دسمبر بروز جمعہ بوقت جمعہ وصال پا گئے اور اسی وقت یہاں لکھا۔ اس خبر سے بڑا صدمہ
ہوا۔ کیونکہ میر سعید اللہ صاحب حضرت قبلہ عالم روحی فداہ کے عاشق صادق تھے۔ اور
حضرت کو بھی ان سے بڑی محبت تھی۔

اس عزیز القدر نے اپنے خط میں لکھا تھا کہ والدہ صاحبہ کے گھٹنے میں چوٹ لگ
گئی تھی۔ اب تو بفضلہ ہر طرح سے خیریت ہے۔ ختم خواجگان عظام کا پڑھنا یوں بھی بڑی
برکت کا باعث ہے۔ اجر اللہ کی بارگاہ سے یہاں کیا اور وہاں کیا آخر ملتا ہے۔

۱۹ سحر کننگ ایڈورڈ میڈیکل کالج امرتسر
۱۹ حضور قبلہ عالم شہنشاہ علی پوری کے مشہور قصیدہ گوشاعر و طبی کلکٹر انہار امرتسر

تو بندگی چو گدایان بشرط مزد مکن کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند
 اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت اور حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد ہر حالت
 میں سچے مسلمان کے دل کا سہارا ہے دنیا کے کاموں کا کیا ہے۔ بڑی خوشی کی بات ہے
 کہ مستری فیض محمد بھی ختم شریف میں شامل ہوتا ہے۔ مستری بڑی محبت کا آدمی ہے۔
 مستری کو اور دیگر احباب سلسلہ کو السلام علیکم۔

(۶۴)

از کربال نواب گنج غلام منڈی مورخہ ۳ رمضان المبارک مطابق ۸ مارچ ۱۹۷۷ء یوم شنبہ یعنی منگل
 عزیز القدر یوسف خصال برخوردار محمد یوسف خاں سلمزریہ
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ طالب خیریت بخیریت۔

یہاں گڑھ سے حافظ نور محمد صاحب کا خط آیا تھا۔ انہیں اس دعا گو کی طرف سے
 بعد السلام علیکم کہنا کہ یہ جواب تمہارے خط کا دکھا ہے کہ اس کتاب سے مراد دلائل الخیرات
 ہے۔ رمضان شریف میں تو قرآن شریف پڑھتے رہو اور سناؤ بعد رمضان شریف علاوہ
 قرآن مبارک کی منزل کے روزانہ محض احوٹ حصہ دلائل الخیرات کا یاد کرنا شروع کرو مولوی
 صاحب مولوی شرف الدین کے پاس جامع مسجد میں وقت مقرر کر کے یاد کر لیا کرو۔ مولوی صاحب
 کو میری طرف سے کہنا کہ حافظ نور محمد صاحب کو کچھ سبق دلائل الخیرات کے روز پڑھا دیا
 کریں۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ دلائل الخیرات کے سبق کو قرآن شریف کی روزانہ منزل کے
 علاوہ سمجھا جاوے اور اس سبق کی وجہ سے قرآن شریف کی روزانہ منزل میں کمی نہ
 ہو۔ اس رمضان شریف کے بعد اگلے رمضان شریف تک معلوم ہو جاوے گا کہ

۱۔ علامہ اقبال نے اسی شعر کا مضمون اس طرح ادا کیا ہے

سو اگر یہ نہیں یہ عبادت خدا کی ہے اے بے خبر جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے

۲۔ غالباً حافظ صاحب مشار الیہ نے خواب میں "کتاب" دیکھی تھی۔ اب تعبیر بیان ہو رہی ہے۔

ساری حفظ ہو گئی یا کچھ حصہ باقی رہا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے آسان فرما دیں گے۔ ثابت قدمی کے ساتھ جاری رکھا جاوے سو انے جمعہ یا اور ایسی ہی تعطیل کے تاغیر کیا جاوے۔

الحمد للہ! برخوردار حافظ نور احمد نے اپنے میڈیکل سکول میں قرآن شریف سنانا شروع کیا ہے اور لکھا ہے کہ پانچ چھ صفیں طالب علموں کی قرآن شریف سننے کو ہو جاتی ہیں۔ وہاں کے پونے دو سو طلبہ مسلمان ہیں۔ ان میں سے صرف نور احمد ہی بفضلہ حافظ قرآن شریف ہے۔

برخوردار حاجی حافظ محمد سردار کا قصور سے خط آیا تھا۔ انہوں نے بھی قرآن شریف سنانا شروع کیا ہے اور ارادہ ہے کہ نصف رمضان شریف تک ختم مبارک ہو جاوے پھر شاید دہلی آویں۔ بذریعہ خط ان سے دہلی آنے کی تاریخ وغیرہ دریافت کر کے اگر ممکن ہو سکے تو ان سے ملنا۔ سب احباب کو السلام علیکم۔ محمد حسین عفی عنہ

مکرر آنکہ بعد رمضان شریف غالباً ضلع حصار کا دورہ کیا جاوے۔ ملاں جی منشی یعقوب علی خاں صاحب سے ضروری خط و کتابت ابھی سے کر کے، پروگرام تجویز کر کے یہاں بھیج دینا۔ اس میں مناسب دستی کے بعد اس پروگرام کے بموجب دورہ انشاء اللہ کیا جاوے گا۔

تبرک یہاں تمہاری والدہ نے حضرت شاہ کمال صاحب چشتی قصوری کی نذر کا بنایا تھا۔ اس میں سے ارسال ہے۔ اس سے کھوڑا کھوڑا افطاری روزہ کرتے رہنا۔

ز

اے ملا یعقوب علی خاں ساکن کھیڑی (زانگل) ضلع حصار

(۶۵)

از کربال ۲۵ رمضان المبارک مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۷۴ء

عزیز القدر یوسف خصال برخوردار محمد یوسف خاں سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - مولوی محمد ادریس بیچارے کی عمر تو ابھی شباب

کی ہی تھی۔ مگر وقت مقرر تو آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔

موت سے کس کو رستگاری ہے آج وہ کل ہماری باری ہے

میرے پارے میں جو الفاظ اس کی زبان اور قلم سے نکلے ہیں۔ ان کی معافی

تو میں دے سکتا تھا مگر اس سے بہت طرح کی دیوانگی ہوئی۔ حضرت صاحبزادہ

صاحب شاہزادہ سید حافظ مولانا و بالفضل اولنا حضرت نیر اعظم صاحبزادہ محمد حسین

شاہ صاحب (سراج ملت) کو خط لکھا اور اس میں حضرت صاحب قبلہ عالم روحی

فداہ کی شان میں ادھر ادھر کے لفظ لکھ دئے اور حضرت صاحبزادہ صاحب نے

وہ خط اس عاجز کے پاس بھیجا کہ یہ شخص تمہارے سے متوسل ہے اور ایسے خط لکھتا

ہے۔ ایسی حرکات سے وہ مالک سب کو بچا دے

پیران عظام کی توشان ہی بڑی ہوتی ہے۔ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ

سلم فرماتے ہیں جو بڑے کا ادب نہیں کرتا اور چھوٹے پر رحم نہیں کرتا وہ میری امت

میں سے نہیں۔ "بموجب اس فرمان نبوی کے اس کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے

میں نے رحم کیا اور حضرت صاحب قبلہ عالم روحی فداہ کی توشان ہی ارفع اور اعلیٰ

ان سب باتوں سے ہے۔

حضرت صاحب قبلہ عالم روحی فداہ کا ایک خادم وزیر آباد کے علاقہ کی طرف

کا وعظ کیا کرتا تھا۔ وعظ کرتے کرتے حیدر آباد پہنچ گیا۔ خیر روٹی ٹکڑا اس کو سفر میں

ملتا ہی رہا۔ اس موقع پر جو حضرت صاحب قبلہ عالم روحی فداہ حیدر آباد تشریف لے گئے

۱۵۔ وصال شریف سے صرف آٹھ دن پہلے کا مکتوب ہے۔ نیز ملاحظہ ہو مکتوب ۳

توحید آباد کے مسلمانوں کی اتنی تعداد سٹیشن پر استقبال کے واسطے آئی کہ پلٹ فارم پرتل دھرنے کی جگہ نہ رہی۔ اس واعظ بے ادب کی زبان سے یہ لفظ نکلے حسد کے سبب سے اور تکبر کی وجہ سے کہ میں تو زیادہ اچھا وعظ کرتا ہوں۔ ان کے واسطے کیوں اتنے لوگ جمع ہو گئے اور میرے وعظ پر تو کوئی کوئی آدمی آتا ہے۔ مگر حضرت کی شان دیکھی جاوے۔ حضرت نے جب دیکھا کہ وہ مولوی بھیرٹے کے پیچھے دیا ہوا ہے تو فرمایا کہ مولوی صاحب آگے آجائیں۔ ایک شخص نے یہ کہہ دیا کہ حضور یہ مولوی تو ابھی کہہ رہا تھا کہ میں حضور سے اچھا وعظ کرتا ہوں۔ مگر لوگ حضور کے گرد ہی چمٹتے ہیں تو حضور نے فرمایا۔ کچھ بھی ہو، مولوی صاحب ہیں انہیں آگے بلاو۔ ان کے باطن میں جو ہے وہ ظاہر ہوتا ہے اور ہم نے تو جہاں مولوی کا نام آئیگا اپنا کام یعنی ادب کرنے کا کام کرنا ہے۔

اس واسطے میں نے بھی ادب سے "مولوی محمد ادریس" ہی لکھ دیا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ رحم فرماوے، ایک قسم کی اس میں دیوانگی سی تھی جس کی وجہ سے معذور بھی تھا۔

۲۔ منشی عبد الحمید صاحب بڑے محبت والے ہیں۔ فیران پر خوش ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں اُمید ہے کہ حسب طرح خوابوں میں اکٹھے دکھا دیئے وہاں بھی اکٹھے ہونگے اپنی اپنی خصوصیت کیساتھ

۳۔ قد قامت الصلوٰۃ کہے جانے پر اکٹھا افضل ہے لیکن فرض واجب نہیں۔ اگر کوئی اس سے پہلے کھڑا ہو جاوے تو اس پر کوئی گناہ یا کفارہ لازم نہیں آتا۔ جب فرض واجب نہیں تو کسی جگہ تو اس کا معمول قائم رہا اور کسی جگہ نہیں رہا۔ بعض بزرگوں کو دیکھا گیا ہے کہ اس میں پابندی بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ بریلی میں دیکھا گیا کہ وہاں کے حضرات علماء اکثر اور عام لوگ بھی اکثر تکبیر شروع ہونے پر بیٹھے رہتے ہیں اور حسب وقت تکبیر کہنے والا قد قامت الصلوٰۃ کہتا ہے تو کھڑے ہوتے ہیں۔ گاؤں کے لوگوں کو عرب و عجم کے حالات کیا معلوم ہو سکتے ہیں۔ وہاں جب ایسا معمول نہیں رہا تو یہ کہنے لگ گئے کہ یہ عمل وہیں ان میں بند ہو گیا۔

بعض جگہ ہو جانے سے کس طرح کہہ دیا کہ سب جگہ بند ہو گیا۔ خود دیکھنے کا موقع ہوا ہے کہ یہ عمل و دستور کئی جگہ جاری ہے اور یہی افضل اور بہتر بھی ہے۔ مگر کیا وہ لوگ جو اس طرح کہتے ہیں۔ عربی جاننے والے ہیں۔ اگر عربی جاننے والے ہوتے تو انہیں الفاظ مبارک کے معانی عربی کی زبان سے اردو میں کئے جائیں تو یہ ہیں کہ "نماز کھڑی ہو گئی ہے" تو جو معنی جانتا ہے خود سمجھتا ہے کہ کھڑے ہونے کا بہتر اور موزوں وقت ان لفظوں کے کہے جانے پر ہے۔ اگر کوئی پہلے کھڑا ہوا تو اس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ گناہ تو نماز کا چھوڑ دینا۔ قضا کرنا، جھوٹ بولنا۔ دوسرے کا حق کھانا۔ عام لوگ ایسے کام تو کرتے ہیں اور ایسے مسئلے پر یعنی پہلے یا اسی وقت کھڑے ہونے پر جھکڑنے لگیں یہ غلطی ہے کیونکہ بڑی بات یہ ہے کہ جھوٹ و غیرہ سے بچا جاوے کہ جھوٹ سے لعنتی ہو جاتا ہے اور فتنہ فساد جھگڑا قتل سے زیادہ ہے کہ محبت کو قتل کرتا ہے۔

محمد حسین عفی عنہ

(۶۶)

عزیز القدر سلمہ

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا بشارت علی صاحب دامت برکاتہم کو اس کا رخیہ کا اجر عظیم دے۔ ان کی خدمت میں اس دعا گو کی طرف سے ہدیہ السلام علیکم پیش کریں۔ اور ان کو مبارک باد دیں اور سب مسلمانوں کو ان کے فرمان پر کار بند رہنے کی تاکید کریں۔ نماز دین اسلام کا ستون ہے۔ بغیر ستون کے چھت گر جاتی ہے اور جھوٹ اور دیگر گناہ کبیرہ شیطانی توپ خانہ ہے کہ اس توپ خانہ سے شہروں کے شہر تباہ ہو رہے ہیں۔

۱۰ بہادر گڑھ میں مولانا بشارت علی صاحب نے ایک "نماز کمیٹی" بنائی تھی اور لوگوں کو نماز باجماعت کی تبلیغ فرماتے تھے۔ یہاں "کار خیر" سے اس طرف اشارہ ہے۔

مکتوبات بنام مفتی محمد افضل خالصا گویا نوی حال آباد دیا پور ضلع ساہیوال

(۶۷)

از کرناں مورخہ ۲۳

عزیز القدر سلمہ ربہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ کہ وہ عزیز القدر امتحان میں کامیاب ہوا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس عزیز القدر اور ہم سب کو امتحان اخروی میں بھی اپنے فضل و کرم سے کامیاب فرمائے عزیزم! دنیا روزے است چند باقی کار با خداوند
دائم ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ کار می دار نہفتہ چشم دل جانب یار

(۶۸)

از کرناں ۱۵ ستمبر ۱۹۲۳ پیر

عزیز القدر من سلمہ ربہ -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ طالب خیریت بخیریت - عرصہ سے خبر خیریت معلوم نہیں ہوئی۔ یہ دعا گو ستمبر کے باقی ایام میں حسب تجویز مندرجہ ذیل سفر و سیاحت میں ہوگا

غرض از سیر قلندر طلب دیدار است ورتہ این نان و نمک ہمہ جا بسیار است

۱۵ ستمبر ۱۹۲۳ پیر - سفر از کرناں تا دہلی بعد دوپہر

۱۶ " " مشگل - قیام دہلی لال دروازہ مکان نواب سراج الدین احمد خالصا صاحب سائل -

۱۷ - بدھ - سفر از دہلی بجانب ریواڑی و کوسلی تا کھیری نانگل

۱۸ - ۱۹ جمعرات جمعہ - کھیری نانگل - گویا نی - جاٹوٹانہ

۲۰ ستمبر ۱۹۲۲ء ہفتہ - سفر از جالوسان تا بجوانی براستہ ریل بعدہ تا کھیرڑی

۲۱ - ۲۲ - ۲۳ - کھیرڑی - کلا نوز - لاہلی - رہتک

۲۴ / بدھ رہتک سے بہادر گڑھ قبل دوپہر

" " - بہادر گڑھ سے کھیرڑی بعد دوپہر

۲۵ / رات - کھیرڑی علی الصبح بہادر گڑھ

۲۵ - جمعرات - بہادر گڑھ سے دہلی کرناں اقبالہ - سرسند شریف بعد دوپہر رات

۲۶، ۲۷، جمعہ - ہفتہ - سرسند شریف - عرس شریف

۲۸، اتوار از سرسند شریف تا کرناں

محمد حسین عفی عنہ

(۶۹)

از کرناں مورخہ ۱/۲۵ ۲۲ یوم پشنبہ یعنی جمعرات

۶۰۰ بیز الفدر من سلمہ ربہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - طالب خیریت بخیریت

یہ دعا گو سیوانی اور ان اطراف میں نہیں کیا تھا - حضرت صاحب قبلہ عالم

روحی فداہ کی خدمت میں قرخ آباد، بریلی، مراد آباد تعطیلات میں رہا - جن امور کے

بارے میں دریافت کیا ہے - ذیل میں درج ہیں :

۱ - پیشاب کے بعد جس کو قطرہ کا اندیشہ ہو، اس کے لئے تو ڈھیلا لازمی ہے

اور ہر حالت افضل یہی ہے کہ ڈھیلا استعمال کر کے پھر پانی سے دھو دے -

۲ - دو ہتھ کپڑے پر نماز ہو سکتی ہے - البتہ موٹائی ساری اتنی نہ ہو کہ لحاف کی طرح

اس میں پیشانی دب جاوے -

۳ - اگر وقتی نماز کے قضا ہونے کا اندیشہ ہو یا جماعت سے رہ جانے کا گمان ہو تو

پہلے وقتی پڑھے ورنہ پہلے قضائی - ذکر کثیر درود شریف حسب امر شیخ

معہ رابطہ و تصور شیخ کامل سے بڑھ کر کوئی چیز بعد اتباع شریعت کے ایمان
کے کامل کرنے میں زیادہ فائدہ مند نہیں ہے
ذکر کن ذکر تا تر احبان است پاکی سول ر ذکر رحمان است !

(۷۰)

از کرناں نواب گنج علم سنڈی مورخہ ۲۵/۴/۵۵

عزیز القدر من سلمہ ربہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محبت نامے وقتاً فوقتاً پہنچتے رہے۔ الحمد للہ کہ ایسی۔ وی میں کامیاب ہو
گئے۔ اس مالک ملک کا بڑا احسان ہے۔ اللہ مبارک کرے۔ قرآن شریف میں رونے
کے بارے میں آیت مبارکہ ہے کہ بہت رویا کرو اور ٹھوڑا ہنسنا کرو۔ رونا بڑی مبارک
چیز ہے کہ قلب کی رقت سے ہوتا ہے اور اس رقت کو بڑھانا ہے اور یہ برکت
والی چیز ارباب درد کے نصیب ہوتی ہے۔ حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ
علیہ فرماتے ہیں ہے

کفر کا فر را و دیں دیندار را

ذرہ دردے دل عطار را

درد و دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو !

ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ بھتے کرو بیاں

برخوردار حافظ نور احمد و جمیع احباب سلسلہ کی طرف سے السلام علیکم

اے اللہ فلیضحکو قلیدہ والیبکوا کثیرا

سے دل کی نرمی۔

(۷۱)

از کرناں لواب گنج غلہ منڈی مورخہ ۱۰۔
 عزیز القدر من سلمہ ربہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - طالب خیریت بخیریت
 یہ دعا گو بوجہ پیش ہو جانے کے اکتوبر کے مہینے میں مختلف جگہوں میں رہا اور
 ڈاک لکھی ہوتی رہی۔ اب پڑھنے کا موقع ہوا۔ شادی خانہ آبادی کی مبارک ہو۔ پنجاب میں
 بمقام امرتسر حضرت صاحب قبلہ عالم روحی فداہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا حضور
 بفضلہ تعالیٰ اخیر و برکت سے بھٹے۔ حضور پھر جالندھر تشریف لے گئے اور دعا گو لاہور
 قصور سے ہوتا ہوا آیا۔ کرناں میں فی الحال کچھ عرصہ رہیگا۔

مکتوب شریف سجدت فیض رحمت حضرت میاں محمد ابراہیم صاحب قصور

(۷۲)

از کرناں مورخہ یکم صفر المظفر ۱۳۲۷ھ ۲۲ اگست ۱۹۰۵ء

مقبول بارگاہ رب کریم حضرت میاں محمد ابراہیم صاحب دام برکاتہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
 عزیز القدر فضل کریم کے خط سے معلوم ہوا کہ جناب کے مزاج مبارک بوجہ دنبل ناساز اور کمزور ہے
 جس سے بڑی تشویش پیدا ہوئی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے خاص فضل و کرم سے سفار عاجل عطا
 فرمائے اور اپنی بارگاہ کے ایسے مقبول کو مخلوق کے حصول فیض کے لئے عرصہ طویل قائم و مستد
 رکھے۔ اہل اللہ ایک نور ہیں کہ جن کی نورانیت سے مخلوق خدا میں نور پھیلتا ہے۔

براہ عنایت حافظ غلام حسین یا کسی دوسرے صاحب کو فرمادیں کہ تفصیل کے ساتھ
 لکھیں کہ دنبل کا زخم اب بفضلہ اچھا ہو رہا ہے یا کیا صورت ہے اور آیا زیادہ کمزوری یا تکلیف یا
 اندیشہ کی صورت تو نہیں۔ لکھے ہوئے آجانے سے اس دور افتادہ کو تسکین ہو جاوے گی اگر وہاں
 موجود ہوتا تو خود وقتاً فوقتاً ملتا رہتا اور حال معلوم رہتا۔

۱۔ حضرت میاں محمد ابراہیم صاحب قصور میں ایک بڑے بزرگ بھٹے۔ مخدومی حضرت حافظ نور احمد صاحب
 مدظلہ فرماتے ہیں ایک بار مجھے حضرت قبلہ نے ہدایت فرمائی کہ قصور میں جب بھی وقت ملے میاں محمد ابراہیم
 صاحب کی خدمت میں جایا کرو۔

● مکتوب شریف بنام حافظ غلام حسین صاحب امام مسجد حاجی راجھے خاں صاحب قصور

اذکر نال مورخہ ۱۵ یوم دوشنبہ پیر

اخئی فی الدین حافظ غلام حسین صاحب سلمہ ربہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
یہ دعا گو ستمبر کے مہینے کے بہت سے حصہ میں کرناں سے باہر رہا مگر قصور آنا نہیں ہوا اب
واپس آنے پر آپ کا اتنی دیر کا لکھا ہوا کارڈ ملا۔ اب اس کے جواب میں زیادہ دیر نہ کریں کیونکہ
حضرت میاں صاحب کی طبیعت کا بہت خیال لگا ہوا ہے اب تو بفضلہ تعالیٰ امید ہے زخم
بالکل اچھا ہو گیا ہو گا اور پٹی بھی کھول دی ہو گی امید ہے اب کمزوری بھی اتنی نہیں ہو گی اس
مالک پاک کی بارگاہ سے دعا ہے وہ اپنے فضل و کرم سے اس شمع ہدایت وجود کو مسترشدین
کے سروں پر قائم رکھے۔ ان کی خدمت میں اس دعا گو کی طرف سے ہدیہ سلام بصد آداب پیش کریں

● مکتوب شریف بنام مرزا عبدالرب صاحب ایم۔ اے سینئر سب جج بمقام دھرمسالہ (متوفی لاہور)

اذکر نال نواب گنج غلہ منڈی مورخہ ۱۴ رمضان المبارک مطابق ۱۹ مارچ ۱۹۶۶ یوم شنبہ

معظم محترم جناب مرزا صاحب دام مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
محبت نامہ پہنچا تھا یہ دعا گو جب سے کام سے فارغ ہوا ہے۔ پابندی سے کرناں مقیم
نہیں رہا اس واسطے ڈاک میں بھی بے ناعدگی رہی ہے۔ ہمیشہ عزیزہ کے ہالے میں لکھیں کہ
اب کچھ صورت بہ نسبت سابقہ افاقہ کی ہے اللہ تبارک و تعالیٰ اپنا فضل و کرم شامل حال
فرماوے بہ طفیل اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ وہ تو ”یحییٰ العظام وہی وصیم“

۱۴ حضرت میاں محمد ابراہیم صاحب مکتوب الیہ مکتوب ۱۳

۱۵ یعنی جب سے پنشن تلوٹی ہے۔

۱۶ ترجمہ: زندہ کرے گا بڈیوں کو بوسیدہ ہونے کے بعد

پر بھی قادر ہے۔

۲۔ ماہ رمضان المبارک کو حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ”شہر الرحمة والرضوان“ فرمایا ہے کہ اس میں کچھ نہ کچھ تو (الجوع طعام الانبیاء) بلکہ (الصوم طعام اللہ) کے کھانے کا حصہ وار بنتا ہے اور ایسا کھانا لوری کھانا ہے جو روزہ دار کو روزہ کی حالت میں عالم غیب سے سہارے کے واسطے عطا ہوتا ہے اور یہ لورانی کھانا اس کے روزے کے لئے کوئی لارج نہیں ہوتا وہ کھانا تو *Ethereal* (ایثری) قسم کا ہے دنیا میں کئی ایک لطیف چیزیں ہیں کہ ان سے فرحت حاصل ہوتی ہے لیکن روزے میں لارج نہیں مثلاً خوشبو سے فرحت حاصل ہوتی ہے لیکن روزے میں کچھ ہرج نہیں ہوتا علاوہ مذکورہ بالا صورتوں کے شراب ظہور تو زیادہ تر خاصانِ الہی کو روزے کی کیفیت سے مترج ہو کر بخشی جاتی ہے جس سے ظاہری اکل و شراب کا شوق کم ہو جاتا ہے فرمایا گیا ہے ۷

مرد عارف چو یافت لذت قرب نہ بہ اکلش کشش بود نہ بہ شرب
لقمہ از خوان بپطعمش بینی شربت از آبشار بسقینی !

جب حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم روزہ وصل یعنی تین تین دن کا مسلسل روزہ رکھتے تو فرمایا کرتے ”ابیت عند ربی ہو ببطعمنی ولسقینی“ میں اپنا وقت اپنے مولیٰ پاک کی بارگاہ میں گزارتا ہوں وہی مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے کہ تین دن کی مسلسل بھوک اور پیاس آسان ہو جاتی ہے اوروں کے لئے اس میں سے حصہ علی قدر مراتب ضرور ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ۷

گر خوری یک لقمہ از نان نور

ٹھاک ریزی بر سر نان تنور

بر خور وار غلام مجد کو دیدہ بوسی

(۷۵)

از کرمال مؤرخہ ۶ ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۰ دسمبر ۱۹۲۱ء

عزیز القدر ملک فتح خان صاحب نون ڈپٹی رجسٹرار السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
 محبت نامے پیچھے اللہ تعالیٰ عزیز عطا محمد کو صحت و توانائی عطا فرمائے اور اس کو سعادت و
 فلاح داریں کی نعمت سے مالا مال کرے بحق سرکار کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم
 عزیزم فقیر دعا کر رہا ہے مگر یہ بات یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے اعتقاد کے مطابق
 ان سے برتاؤ کرتا ہے جس طرح پر دعا کی محض التجا کی جاتی ہے لیکن دو کی طرف پوری تگ و دو
 جاری ہے اس سے یہ بات ظاہر ہے کہ طبیعت کا بھر و سہر زیادہ تر دو آپس ہے اور اسی وجہ سے
 مختلف ڈاکٹروں کی طرف توجہ کی جاتی ہے جس کے پاس دعا کی التجا ہے۔ اس کے پاس بتقابلہ ڈاکٹر و
 کے ایک مرتبہ بھی نہ بھیجا کیا اوپر کی بات کی تائید نہیں کرتا۔

اے عزیز عالم اسباب سے نظر کا مرفع ہو جانا اور حقیقت کی طرف نظر کا قائم ہو جانا ہی
 اصلی مقصود ہے خصوصاً ایسے ظاہر بین دلوں کے واسطے کہ وہ کبھی حقیقت کی طرف پرواز کرنا
 نہ جانتے ہوں۔ عزیز عطا محمد کے لئے پہلے عرصہ ہوا لکھا تھا کہ اس کا اصلی علاج یہ ہے کہ میرے
 پاس رہے تاکہ ہر نظر دعا کی اس کے شامل حال ہو سکے مگر ابھی تک یہ صورت اس کو نصیب
 نہیں ہوئی اس کے بعد اب یہ دوسرے درجہ کی تجویز کی گئی ہے کہ دعا کے منع کے قائم مقام کے
 زیر نگرانی رہے۔ لیکن کیا معلوم عزیز کو زیر نگرانی رہنے کا موقعہ دیا جاتا ہے یا نہیں۔ ذرا غور کرنے
 کا مقام ہے کہ عزیز عطا محمد گاؤں کے رئیس کا لڑکا اچھا نہ رہے اور گاؤں کے دیگر لڑکے
 تو انا ہشاش بشاش نظر آویں اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسکینانہ طریقہ زندگی امیرانہ طرز زندگی سے
 زیادہ صحت بخش ہے اور اس فقیر کی غرض اپنے پاس بلانے کی یہی تھی کہ امیرانہ طرز زندگی کی
 غلط کاریوں سے جو عزیز کی صحت ابھی نہیں رہتی اس کی اصلاح ہو جاوے یہی وجہ ہے کہ

لہ یعنی مولانا عبدالمجید خاں صاحب مولف تجلیۃ الکمالۃ

حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری امت کے واسطے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے
 توسط حال مانگا امارت و تمول نہیں مانگا کیونکہ تمول اصلی نعمتوں صحت و سعادت و صلاحیت
 کے لئے سدا رہا ہے اور اسی لئے آپ ہمیشہ یہ دعا فرماتے رہے۔ اے اللہ العالمین! مجھے مسکین ہی
 زندہ رکھو اور مسکین ہی میں رحمت ہو اور مسکینوں کے ساتھ میرا حشر کیجیو۔ اس امر کو مد نظر رکھ
 کر صحیح سمجھنے والوں نے فرمایا ہے ۵

اے دل اگر بیدار تحقیق بن گری درویشی اختیار کنی بر تو نگرگی

اصل بات یہ ہے کہ دنیا کی دولت جس کو ایسے پیار کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ وہ
 کمزور دلوں کو بطور دوائی کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ملی ہے۔ سردارِ دو عالم سرور کائنات
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسی دوائی کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے اگر دولت دنیا اچھی چیز ہوتی
 تو محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ دی جاتی۔ کمزور دل کون ہیں؟
 جن کے اندر اللہ اور اس کی یاد کے سوا جس کو ماسویٰ کہتے ہیں بھرے پڑے ہیں یہ ماسویٰ
 خلطِ روی کا حکم رکھتے ہیں اور ایسی خلطِ فاسد والے کو مال دنیا بطور دوائی کے اس حاکم
 حقیقی کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ دوائی کوئی اچھی چیز نہیں ہے صرف بیماری کے دفع کرنے
 یا کم کرنے کی غرض سے ہوتی ہے اگر وہ مالکِ پاکِ فضل کرے کہ سوا دوائی کے بیماری دفع
 ہو جاوے تو پھر دوائی بیکار ہے۔ اپنے خاصوں کے دلوں کو اپنی یاد کی توفیق سے تندرست
 رکھتے ہیں اس واسطے ان کو زیادہ دوائیوں کا محتاج نہیں کیا جاتا اور جو خاص نہیں مگر
 خاصوں کی صورت ہیں یعنی بے مال و زران کو اپنے خاصوں سے مشابہت کی وجہ سے تندرست
 رکھتے ہیں تاکہ وہ بھی دوائیوں کے محتاج نہ رہیں۔

اس تمہید کے بعد عزیز عطا محمد کو اگر پہلی چیز ابھی حاصل نہیں ہو سکتی تو دوسری پر اکتفا

۱۰ یعنی خدمتِ والا کی حاضری

۱۱ یعنی حضرت مولانا عبدالحمید خان صاحب کو اس کا اتالیق مقرر کیا جائے۔

کیا جاوے۔ الحمد للہ عزیز عطا محمد کے واسطے حضرت قبلہ عالم نے دعا فرمائی۔ اب انشاء اللہ خیریت ہے۔ انشاء اللہ دعا گو ایام تعطیلات کرسمس میں علی پور شریف جاوے گا امید ہے کئی اجباب سے وہاں ملاقات ہوگی اجباب کی زیارت بھی بہ برکت حضرت قبلہ عالم ہی ہے کیونکہ وہ سردار علی پوری جامع المتصرفین کا ظل ہے۔

(۷۶)

● مکتوب شریف بنام مولانا عبد المجید خان صاحب (مولف تھیۃ الکمالۃ) جھروالے (مکتوب الیہ

اس وقت علی پور شریف حاضر تھے)

چو باحبیب نشینی و بادہ پیمائی بیاد آہر یفان بادہ پیمارا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عزیز القدر شیخ ذاکر علی صاحب قبلہ عالم روحی فداہ کی زیارت سے دہلی میں شرف اندوز ہوئے اور اب علی پور شریف بھی پہنچ گئے۔ اس دعا گو نے بھی رخصت کی درخواست دی ہے انشاء اللہ دربار گوہر بارہ میں حاضر ہوگا بواپسی ڈاک اس دور افتادہ کو اطلاع دیں کہ حضرت قبلہ عالم روحی فداہ کا مزاج مبارک بالکل صحت و عافیت کی حالت میں ہے اور حضرت صاحب قبلہ عالم روحی فداہ کی بارگاہ اقدس میں اس خاکسار کی طرف سے دست بستہ ہدیہ سلام علیکم پیش کر دیں اور عرض کر دیں کہ وہ انشاء اللہ جلدی حاضر ہوگا حضور کے مراسم خروانہ اور شمس قلبی کا محتاج ہے۔ بادشاہوں کے درباروں کی شانوں کا کیا ٹھکانا ہے کہ الہی کبریائی کے آئینہ دار ہیں ۷

شہان فقر کہ با گنج فقر ناز اند ز ناز و نعمت کو نہیں بے نیاز اند

حضرت صاحب قبلہ عالم روحی فداہ کی صحت مزاج مبارک کی خبر سے بواپسی ڈاک مطمئن کریں۔

● مکتوب الیہ نامعلوم

عزیز القدر من سلمہ ربہ - السلام علیکم

صورت یہ ہے کہ سچ اور سچے کی ضرورت پہلے آزمائش ہوتی ہے اگر استقامت کی توفیق رہی تو ایسی آزمائش فتح باب کا باعث ہوتی ہے گھبرانا نہیں چاہئے اس رستہ والوں نے تو فرمایا ہے

عاشق بر لطف و بر تہریش بجد اے عجب من عاشق این ہر دو ضد

دیگر ہے

بدم گفتی و خور سدم عفاک اللہ نکو گفتی جواب تلخ می زید لب لعل شکر خارا

ہر ایک امر اس مالک حقیقی کی طرف سے ہے اور فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمت اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہے۔ حوصلہ رکھیں وہ باری تعالیٰ بہتر کرے گا پہلے کانٹا ظاہر ہوتا ہے پھر پھول۔ جب کانٹا ظاہر ہوا ہے تو پھول کی امید ہے۔ فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا عزیزم! من کان باللہ کان اللہ لہ

چو ازوے شدی دو جہاں از تو شد

اول شدن ہو جانا ہے دوم شدن چلا جانا ہے

جدائی مبادا مرا از خدا دگر ہر چہ می آیدم شایدم

● مکتوبات بنام سعید ازل ماسٹر فضل حسین خاں صاحب کلانوری

از کرناں ۲۷ مئی ۱۹۲۰ء

السلام علیکم

عزیز القدر من سلمہ

محبت نامہ کاشف حالات پر طہ کر طبیعت میں تشویش ہوتی مگر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے

اطمینان دلایا گیا کہ تسلی دی جاوے اور کھاجاوے سے
 دامن یکساں نماںد حال دوران غم مخور کلبہ ازال شود روزے گلستاں غم مخور
 عزیز من! دنیاوی تکالیف انسان کے لئے معمول و نسیان کا کفارہ ہیں اور جو گناہ اور
 غلطیاں بشریت کے تقاضے سے کبھی سرزد ہو جاتی ہیں یہ انکار ان کے بخشے جانے کا
 باعث ہیں یہ دعا گو تم کو تسلی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمہارے لئے قبولیت ہے
 بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کے کاموں پر راضی برضا ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ رب العالمین
 میں عرض کیا کہ الہ العالمین تیری ذات مجھ سے راضی ہے، ارشاد ہوا کہ اے ہمارے برگزیدہ
 تو اپنے دل میں دیکھ اگر تیرا دل میرے کاموں پر راضی ہے تو میں تجھ سے راضی ہوں۔
 انسان کو یہ غور کرنا چاہیے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے کیسی مختلف حالات کی مخلوق دنیا
 میں اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کی ہے بعض ماورزا و اندھے ہیں بعض کوڑھی ہیں اور ساری
 عمر اندھے اور کوڑھی رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار احسان ہے کہ ہم کو ان میں سے نہیں کیا
 اللہ تعالیٰ اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے یہ سارے غم دور کر دے گا
 دل کو قائم رکھو کہ اللہ جو ہمارا خالق و مالک ہے وہ ہم سب کی بہتری ہماری نسبت زیادہ
 اچھی جانتا ہے اور اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہے جس طرح کے حالات پیش آویں
 اس کے کاموں پر خوش رہنا چاہیے۔ اور خوش رہنے سے کیا مراد ہے؟ کہ یہ ایمان رکھنا چاہیے
 کہ اس میں کچھ بھلائی ہوگی جو اس وقت میری سمجھ میں نہیں آتی حضرت رسول مقبول صلی اللہ
 علیہ وسلم پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے بذریعہ حدیث قدسی ظاہر فرمایا یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
 من لم یصبر علی بلانی ولم یشکر علی نعمائی فیطلب سباً سوائی یعنی جو میری بلا پر صبر
 نہیں کرتا اور میری دی ہوئی نعمت پر شکر نہیں کرتا وہ میرے سوا کسی اور سب کی تلاش کرے۔
 پس جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اچھی چیزیں ملی ہوئی ہیں ان کو یاد کر کے شکر کرتا رہے
 اور جو صورت تکلیف کی ہو اسے اس اعتقاد سے بھلانے کی کوشش کرے کہ اس میں جو اللہ تعالیٰ

کے نزدیک میرے لئے اور میرے خاندان کے لئے بھلائی ہے اس کو میں نہیں سمجھ سکتا اللہ کے تمام کام بہتر ہیں کیونکہ وہ ارحم الراحمین ہے۔

یہ ضروری ہے کہ ہر وقت اس فقر کے چہرہ کا تصور دل میں قائم کرنے کی کوشش کرتے رہو اور یہ خیال کرتے رہو کہ تم میرے سامنے بیٹھے ہو اور ذکر الہی میں مصروف ہو اور نیز درود شریف اللہم صلی علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد بعدد کل ذرۃ مائۃ الف الف مرۃ بعد لوافل تہجد و نماز فجر و نماز عصر و نماز عشاء حضوراً حضوراً پڑھ کر آٹھ پہر میں ۳۱۳ مرتبہ پورا کر لیا کریں بلکہ اس درود شریف کو مفصل خط میں اپنی والدہ صاحبہ اور ہمشیرہ کے پاس بھی لکھ کر بھیج دیں ان کو بھی میری طرف سے اس درود شریف کو پڑھنے کی اجازت ہے۔

اور اس خط کے پہنچنے ہی اللہ کی بارگاہ سے امید ہے کہ ایک طرح کی تسلی تمہارے قلب میں پیدا ہوگی جو حضرت خواجگان کے دلوں کی طرف سے طالبوں کے دلوں میں ڈالی جاتی ہے اور جس سے ایمان کا درخت دل کی زمین میں سرسبز ہوتا ہے فوراً اس خط کے پہنچنے پر اپنے قلب کا حال لکھنا اور یہ خط جب کسی طرح کا فکر لاحق ہو تو ایک دو مرتبہ پڑھ لیا کرو۔

(۷۹)

انکہ مال نواب گنج غلہ منڈی ۱۱ جولائی ۱۹۲۰ء

عزیز القدر عزیزانہ جان بر خور دار من سلمہ ربہ السلام علیکم

اللہ تعالیٰ اس عزیز کو بہ طفیل اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم من کل الوجوہ حفظ و امان میں رکھے آمین ثم آمین۔

عزیز کسی حالت میں بھی گھبرانا نہیں چاہیے پہلے بھی لکھا تھا کہ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمة یعنی حکیم حقیقی کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا جو معاملات انسان کو پیش آتے ہیں وہ اس احکم الحاکمین کے حکم سے ہوتے ہیں جو سب حاکموں سے برتر اور اعلیٰ حاکم ہے اور سب حکموں

سے بڑا حکیم ہے اس کا کوئی حکم حکمت سے خالی نہیں جو صورت پیش آوے اگر اس وقت اس کی حکمت سمجھ میں نہ آوے تو کسی نہ کسی وقت اس کی حکمت ضرور منکشف ہو جاتی ہے حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرمایا کرتے تھے اللہ صمدنا حقائق الاشیاء کماھی یعنی اے اللہ العالمین! ہم کو چیزوں کی حقیقت جیسی کچھ ہے دکھلا دے۔ جب چیزوں کی حقیقت جیسی کہ ہے اس پر منکشف ہو جاتی ہے تو سب سے بڑی نعمت جو اس کو ملتی ہے وہ یہ ہے کہ ہر ایک حکموں پر راضی ہو جانا ہے جس قدر مقامات قلب انسانی کے لئے ترقی کے ہیں ان سب سے بلند تر مقام جو اعلیٰ ترین ہے وہ مقام رضا و تسلیم ہے۔

زندہ کنی عطائے تو، و رہ کشتی رضائے تو، دل من مبتلائے تو، ہست حسین گدائے تو
نیز ہ مفسا نیم آمدہ در کوئے تو

شبیلاً للث از جمال روئے تو

یہ آخری شعر ہر ایک نماز کے بعد گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھا کریں اور وقتاً فوقتاً خیر خیریت کہتے رہا کریں۔ نوافل تہجد، درود شریف، ذکر فکر، مراقبہ، تصور ان سب چیزوں کو مداومت کیساتھ جیسے کہ سلسلہ کا طریق تلقین کیا گیا ہے۔ لازمی طور پر اختیار کرنا چاہیے اور جب طبیعت میں گھبراہٹ پیدا ہو تو اس خط کو ایک نظر پڑھ لیا کریں اور اس کو حفاظت سے اپنے پاس رکھیں نور احمد کی طرف سے السلام علیکم۔

(۸۰)

اذکرناں، فروری ۱۹۲۳ء

عزیز القدر من سلمہ ربہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محبت نامے پڑھنے سے بڑی خوشی ہوئی اللہ تبارک و تعالیٰ اس کو نہال کھو باقیات صالحات کی صورت میں عمر و راز، صاحب سعادت و اقبال کرے۔ آمین ثم آمین

اے مکتوب الیہ ماسٹر فضل حسین صاحب کو اللہ تعالیٰ نے صاحبزادہ عطا کیا اس خط میں بچہ کو دعائیں دی ہیں اور اس کا نام بھی رکھا ہے۔

یہ وہ نعمت ہے جس کے لئے پیغمبروں کی زبان سے دعائیں نکلے اور قرآن پاک میں ہے رب
لا تذر فی فردا وانت خیر الوارثین حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہ رب العالمین
میں دعا کی کہ اے اللہ العالمین! مجھ کو اکیلا نہ رکھ اور وارثوں میں سب سے بہتر تو تیری ذات ہے وہ
مالک پاک اس عزیز القدر کو جمعہ اس نو بہال کے مراتب علیا بخشے اور اس عزیز کے نفس کو مقام
فنا کی نعمت بخشے اور مقام فقر کا سہرا پہنا کر سعادت دارین سے مالا مال کرے (آمین ثم آمین)۔
سبح کسراتا نکر وادنا نیست را در بارگاہ کبریا

ہمارے سلسلہ کے سب سرداران فانی فی اللہ ہی تھے اور حضرت امام ربانی مجدد الف
ثانی رحمۃ اللہ علیہ سرہندی کے پیر مبارک دہلی والے فانی فی اللہ باقی باللہ تھے کیونکہ ادھر سے
جب فیضان آتا ہے تو طالب کی ہستی کو بہا لے جاتا ہے اور حیات جاودانی کی ہستی کا نمونہ
قائم کر دیتا ہے۔ نہ ہے سعادت کہ ہم ایسے سرداروں کے آخر غلام ہیں خواہ کیسے ہی ہیں مگر یہ سب
کچھ اس کا فضل ہے ورنہ من آمم کہ من دامن۔ الہی من و تو بجلادے تاکہ "من و تو ذنہ و خدا
ماندہ" کا مصداق ہو جاوے۔ محمد حسین اور فضل حسین اپنی ہستی سے فنا اور تیری ذات سے
بقا کی نعمت حاصل کریں اور نیا شگوفہ عنایت حسین تیری عنایتوں سے من کل الوجوہ بہرہ
در ہو جاوے بحق جد الحسن والحسین۔

محمد حسین عفی عنہ

(۸۱)

از تصور دروازہ پتواں مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۲۳ء

مخلصی اخلصی عزیز القدر من سلمہ ربہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
محبت نامہ پنچا۔ طالب خیریت بخیریت۔ عزیزم! درویشوں سے محبت کرنے والوں کے
حالات میں اختلافات اور پریشانی لازمی ہے۔ اختلافات کے بارے میں تو کہا گیا ہے
اگر درویش بیک حال ماندے سرخو دوازہ دو عالم بردشتاندے

اور پریشانی کا تو یہ خاصہ ہے کہ

درویش ہماں بہ کہ پریشاں باشد
پر شود خانہ ز خورشید چو ویراں باشد
یہ پریشاں اوصاف سے توڑنے اور اوصاف جوڑنے کے واسطے بھی جاتی ہیں ٹوٹے کون اور
جوڑے کون۔ سلوک سفر ہے یعنی سیرالی اللہ ہے اور سفر کبھی پریشانی سے خالی نہیں ہوتا

(۸۲)

اذکرناں ۴ جولائی ۱۹۲۳ء یوم جمعہ المبارک

عزیز القدر سعید ازل سلمہ ربہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عزیزم! مجھ کو تنہا سے وجود سے بڑی خدمات دینی کی توقعات ہیں جو مغفتمات سے ہوں
گی۔ یہ سب کچھ اسی طرح سے ہے کہ ہندی کوئی جائے پسی جائے بھگوئی جائے تب وہ رنگ
لائی ہے۔ میرے دل میں تمہاری نسبت اطمینان ہے تو تم بھی اطمینان رکھو اور ہرگز نہ گھبراؤ نہ
گھبراہٹ کا کسی پر اظہار کرو جب زیادہ پریشانی ہو کرے تو چند روز کی رخصت کا انتظام کر کے
اس فقیہ کے پاس آجایا کرو اور فقیہ کی جانب سے یہ ہدایت و تاکید ہے کہ علاوہ فرائض و عبادت
شرعیہ و طریقت کے فرائض منصبی کو باقاعدگی کے ساتھ ادا کیا کریں انشاء اللہ یہ طبیعت
کی کمزوریاں بھی رفع ہو جائیں گی۔

اور منصبی فرائض کے ادا کرنے کی محنت میں اور اپنے گھر کے اخراجات میں میانہ روی کا
خیال رکھیں اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سلسلہ کے سرداروں کی اور اس فقیہ کی
خوشنودی اسی میں ہے میانہ روی کے متعلق قرآن پاک میں ہدایت موجود ہے حضور رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ سے حکم ہوتا ہے کہ اے ہمارے رسول آپ نہ تو
ماعتوں کو تنگ رکھیں اور نہ اتنا فراخ کریں کہ خود طول و حیران بیٹھے رہ جائیں خود مقروض ہونے
کی صورت میں خدمت مسکین کا خیال خاص فضل ربانی ہے اس کے نمونے اہل بیت اطہار میں

لے پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل

تو موجود ہیں مگر راجپوتی گھرانے میں اس کا نمونہ نظر آنے کا موقعہ خال خال ہے۔ باوجود ان کمزوریوں کے جو بتقاضائے بشریت موجود ہیں ایشیا کی صفت جو صحابہ کرام میں نظر آیا کرتی تھی اس زمانہ میں اس سعید ازل کے وجود میں دیکھ کر بڑی توقعات پیدا ہوتی ہیں وہ مالک پاک سکینت اور اطمینان عطا فرماوے اور اس کمی کو اپنے فضل سے پورا فرمائے آمین ثم آمین کہ مسکینت اور ایشیا کے ساتھ سکینت اور اطمینان جمع ہو جائے۔

نیز یہ ہدایت ہے کہ آئندہ ایسے خرچوں کے معاملات میں جب کہ یہ فقیر ہر وقت جسمانی طور پر تمہارے پاس موجود نہیں ہے۔ اگرچہ روحانی طور پر ہے مناسب ہے کہ اپنی والدہ صاحبہ سے استصواب واستمزاج کر لیا کریں۔ اس نگہداشت اور فرمانبرداری سے دینی بہتری کے علاوہ دنیاوی بہتری بھی متصور ہے وہ مولیٰ پاک مراتب علیا عطا فرمائے آمین

(۸۳)

عزیز القدر سعید ازل سلمہ ربہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
محبت نامہ پہنچا۔ ۸ جولائی ۱۹۲۵ء کو ہی شیخ صاحب موصوف کے پاس تاکیدی خط بھیج دیا تھا۔ دیگر جو انتظام ضروری ہو کرتے رہیں۔ انشاء اللہ یہاں سے بھی مزید تاکید ہوتی رہے گی اور سب حول و قوت اس مالک پاک خالق کون و مکاں کے لئے ہے جس کی قدرت کی انگلیوں میں سب مخلوقات کے دل ہیں۔ اللہ بہتر کرنے والا ہے۔ اس کی بارگاہ سے بہت سی بھلائیوں کی امیدیں ہیں۔ دیگر اجاب کو السلام علیکم۔

(۸۴)

عزیز القدر سعید ازل سلمہ ربہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
محبت نامہ پہنچا۔ طالب خیریت بخیریت۔ وہ ارحم الراحمین جب کسی کام کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کا سامان غیب سے ظاہر فرمادیتے ہیں۔ فرمایا گیا ہے
کار ساز مابہ فکر کار ما فکر ما در کار آزار ما

اے کس عمدہ ہیرائے سے ماں کی تابعداری سکھائی ہے۔

عزیزم! صرف اس واسطے کہ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ تو کل بھی
 کر اور اونٹ کا گھٹنا بھی باندھ لکھا پڑھا گیا ورنہ کام جو پہلے سے اس کے علم میں آچکے ہیں وہ اپنے
 اپنے وقت پر ہو جاتے ہیں۔ انسان کے لئے استقامت اور ثابت قدمی کی ضرورت ہے یا دوسرے
 لفظوں میں صبر اور تحمل کی۔ اب اللہ کی بارگاہ سے ہر طرح کی بہتریوں کی امیدوں کا وقت آ گیا ہے

(۸۵)

مجمع مکارم اخلاق عزیز القدر من سلمہ ربہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محبت نامہ پنچا۔ طالب خیریت بخیریت۔ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی بنیاد یاران سلسلہ
 کی یاد اور یاد آوری پر ہے۔ دیگر سلسلے مالیہ کی طرح نہیں کہ ان کی بنیاد خلوت اور عزلت پر ہے۔
 جب ہمارے سلسلہ کی بنیاد یہی ہے تو طبعی طور پر یاران سلسلہ کا یاد آنا امر لازمی ہے۔
 روز قیامت ہر کسے در دست گیر و نامہ من نیز حاضر می شوم نہرست یاران در بغل ہے

(۸۶)

عزیز القدر من سلمہ ربہ۔ السلام علیکم

محبت نامہ پنچا۔ طالب خیریت بخیریت۔ چند روز ہوئے میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ خود
 خالی پیجرہ لئے ہوئے آگے آگے چل رہا تھا اور اس کا تیر جو اس پیجرے میں رہا کرتا اس کے پیچھے
 پیچھے چل رہا تھا وہ تیر پیجرے سے اور مالک سے اس درجہ مانوس تھا کہ ان کو چھوڑنا نہیں چاہتا تھا
 لفظ ”مانوس“ انس میں سے ہے اور انس اصل حقیقت انسان کی ہے کیونکہ انسان کے لفظی
 معنی انس والے کے ہیں۔ حیف صد حیف کہ اس جالوز میں تو انس کی صفت دیکھی گئی لیکن بعض

لحاظ پر کے خط (۸۵) میں مکتوب الیہ کے لئے ایک سفارشی خط لکھ دینے کا ذکر فرمایا ہے اب لکھا ہے کہ کام تو
 رب تعالیٰ ہی بناتا ہے بندہ کو چاہیے کہ اسباب کی بجائے مسبب الاسباب پر نظر رکھے۔

لے قیامت کے دن ہر شخص کے ہاتھ میں اس کا اعمال نامہ ہوگا اور میرے بغل میں میرے یاروں کے نام کی
 نہرست ہوگی۔

انسان اس انس کی صفت سے خالی نظر آتے ہیں۔

انس سے صحیح طور پر مراد کیا ہے؟ یہ مراد ہے کہ جس حالت میں خدا تعالیٰ اس کو رکھے اس کے کاموں میں وہ دل تنگ نہ ہو جیسے تیر اپنے مالک کی مرضی سے خوش ہوتا ہے اگر پھرے میں رکھا جائے تو مگن ہے اور جو پھرے سے باہر آزاد چھوڑ دیا جائے تو آزادی میں بھی اس پھرے کے ساتھ ساتھ حسب مرضی مالک چلتا رہے۔ جب انسان اس صفت سے ماٹوس ہو جاتا ہے اور اپنے مالک کی رضا کے مطابق چلتا ہے تو پھر اس کو اس حالت میں رکھا جاتا ہے جس حالت میں اس بندے کی خوشی ہو۔ اس حال میں مالک اور بندے کی خوشی ایک ہو جاتی ہے یہ دونوں خوشیاں علیحدہ علیحدہ نہیں رہتیں۔

(۸۷)

سعید ازل ماسٹر فضل حسین خاں صاحب کلانوری کو ایک مکتوب شریف میں "اولوالامر" کی تفسیر فرماتے ہیں، "اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولوالامر منکم" اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اطاعت کرو اولوالامر کی کہ سب سے برگزیدہ ان میں سے پیران عظام ہیں۔"

(۸۸)

مکتوب شریف بنام منشی عاشق علی خاں صاحب ناطق کلانوری

از کرمال مورخہ ۲۳ جون ۱۹۰۰ء

مخلصی اخلصی فی الدین منشی عاشق علی خاں صاحب

السلام علیکم محبت نامہ سنیچا۔ علالت طبع کا حال معلوم کر کے بہت فکر ہوا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے شفا عاجل عطا فرمائے۔ شاہ جی صاحب مرحوم مغفورا

لے ناطق صاحب کے پاس ایک بزرگ سائیں چین شاہ صاحب وارثی رہا کرتے تھے دونوں کو ایک دوسرے سے بے حد محبت تھی۔ قضا سے سائیں صاحب کا جوانی میں ہی انتقال ہو گیا اس بات سے منشی صاحب کو بے حد صدمہ ہوا۔

(بقیہ حاشیہ پر صفحہ ۲۲۷)

عالم بہ نسیخ میں روحانی ترقی کر رہے ہیں اور اس ترقی میں آپ احباب کا بھی حصہ ہے اور وہ ترقی بڑی سرعت سے ہو رہی ہے یہاں تک کہ ان کی روح کو ادھر کی طرف متوجہ ہونے کی فرصت نہیں جدائی صرف عالم ظاہر میں ہے عالم روحانی میں کوئی جدائی نہیں ہے۔

دردِ عاشقِ مرحلہ قرب و بعد نیست می بینمت عیاں و دعای فرستمت

(۸۹)

مکتوبات شریفہ بنام مخدومی حضرت صاحبزادہ والا تبار قبلہ حافظ نور احمد صاحب مدظلہ العالی

از کرمال مورثہ

برخوردار سعادت اطوار عمر و راز طال عمر بعد اسلمہ مسنونہ و دعوات مزید حیات و ترقی درجائے واضح ہو کہ محبت نامہ کا جواب پہلے بند خط سے مفصل حال معلوم ہوا ہو گا ہم اپنے مالک و خالق کے عاجز بندے ہیں اور اس کے دروازے کے گرد اور درویش ہیں۔ درویشی کی حالت میں اختلافات کا ہونا لازمی امر ہے کہ اس کی باگ ڈور مالک کے ہاتھ ہے۔

اگر درویش بیک حال ماندے
سر دست از دو عالم بہ فشانده

اگر یہ روحانی لذتیں دائم رہیں تو درویش دونوں عالم سے بے پرواہ ہو جائے مگر حکم دونوں عالم کی بھلائی مانگنے کا ہے ”سہ بنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الاخرة حسنة و قنا عذاب النار“ پس دونوں عالم میں بھلائی کے حصول کے لئے جس قدر فرائض ہیں اس کو سب بجالانے چاہئیں یعنی فرائض دینی و دنیاوی۔ دونوں میں کمی نہیں کرنی چاہئے اور بہت جاری رکھنی چاہئے۔ اس

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اس مکتوب شریف میں ناطق صاحب کو تسلی دی گئی ہے کہ عشق کے راستہ میں دوری اور نزدیکی کا سوال نہیں ہے عالم امر ایمان و امکان کی قید سے آزاد ہے۔

لے یہ مکتوبات ان ایام کے ہیں جب حضرت صاحبزادہ صاحب ممدوح امرتسر میڈیکل سکول میں زیر تعلیم تھے (۱۹۲۶-۱۹۲۷) کے اختلافات سے مراد اختلاف احوال ہے۔

کے علاوہ اس روحانی لذت کا بھی طلبگار ہے مگر اس طلب گاری میں ہر دو فرائض میں کوتاہی واقع نہ ہو۔ اس کارڈ میں مختصر پیرایہ میں قریباً وہی مضمون ہے جو پہلے مفصل خط میں تھا اگرچہ طرز بیان میں شاید اختلاف ہو۔ والدہ تمہاری بفضلہ ہر طرح خیریت سے ہیں میں بھی اس مالک پاک کے کرم سے بخیریت ہوں آج منشی عبدالرحمن معہ اپنے لڑکے انعام الحق کے آئے ہوئے ہیں ان کی طرف سے السلام علیکم۔

(۹۰)

برخوردار دنیا ناپیدار ہے لیکن خدمت خلق ہر وقت درکار ہے اور خدمت خلق کے لئے قابلیت پیدا کرنا ناگزیر ہے صرف اس واسطے قابل نہ بنے کہ میں بڑے مرتبے حاصل کروں گا "میں" اور "مرتبوں" دونوں کو بھلا کر اعلیٰ قابلیت حاصل کرنے میں ذرا بھی کوتاہی نہ کرے تاکہ اعلیٰ سے اعلیٰ طرح پر خدمت خلق کر سکے۔ تم اپنی مثال دکھیو اب تم اگر میری خدمت یا کسی اور کی خدمت کرنا چاہو تو نہایت معمولی طرح کی خدمت کر سکتے ہو لیکن اگر اللہ تبارک و تعالیٰ تمہیں عمر دراز عطا کرے اور قابل ڈاکٹر بنا دے تو تم گھر والوں کی اور دوسروں کی کس درجہ کی خدمت کر سکو گے اور جب خدمت کر سکو گے تو مخدوم بھی بنو گے۔

ہر کہ خدمت کر داور مخدوم شد ہر کہ نخوت کر داور محروم شد

(۹۱)

اذکر نال ۵ مارچ ۲۰۲۰ء

برخوردار سعادت اطوار طال عمر۔ بعد اسلمہ مسنونہ دعوات مزید حیات و ترقی و درجات کے واضح ہو کہ محبت نامہ پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی۔ میٹنگ میں تمہارے قرآن شریف سنانے کا فیصلہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ قرآن شریف سنانے میں امسال جو نافعہ کا اندیشہ تھا وہ رفع ہو گیا۔ فقیر کی طرف سے تمہیں اور تمہارے بورڈنگ کے ساتھیوں کو اس دینی کام کو سرانجام کرنے کی دعا اور شروع کرنے کی مبارکباد۔ برخوردار

بہت بلند وارہ کہ نزد خدا و خلق باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو

دیگر

بہر کارے کہ ہمت بستہ گردو اگر خارے بود گلہ سترہ گردو

اعلیٰ معیارہ

دین و دنیا بہم آمیز کہ اکسیر شود

سوائے ہمت عالی اور توفیق ایزدی کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ ہمت عالی کا عطا ہونا تو فنیق ایزدی کی علامات میں سے ہے ورنہ انسان تو بیچ ہے اور اسی واسطے اس بیچ کو ہدایت دینے والے جو توفیق ایزدی سے حصہ دار ہو چکے ہیں یہ فرماتے ہیں

دنیا بیچ است و کار دنیا ہمہ بیچ اے بیچ بہر بیچ در بیچ بیچ
لیکن جب دنیا کے ساتھ دین مل جاوے تو وہ بڑی شان کی چیز ہو جاتی ہے بیچ نہیں رہتی
ایک طالب علم ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کرنے والا مخلوق خدا اور بیمار بنی نوع انسان کی خدمت کی نیت دل میں رکھے اور ڈاکٹری تعلیم میں دن رات سعی کرے تو وہ محنت بھی دینی کام ہو جاوے گا۔ اسی واسطے حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے " نیت اللہ خیر من عملہ " ایک شخص کی نیت یعنی ارادہ نیک اس کے نیک عمل سے بہتر ہوتا ہے۔
دوسری حدیث " الأعمال بالنیات " صحیح حدیث ہے، اعمال کا انحصار نیتوں پر ہے
اللہ تبارک و تعالیٰ نیک نیتی کی توفیق دے اور دینی و دنیاوی برکات شامل حال فرماوے

(۹۲)

برخوردار سعادت اطوار! خوب محنت کرو بھروسہ اللہ کے فضل پر رکھو۔ محنت بھی تب ہی کامیابی کا باعث ہوتی ہے جب اس کا فضل شامل حال ہو۔ اللہ کے فضل پر بھروسہ سے یہ مطلب نہیں کہ اپنی طرف سے سستی کرے ایسے غلط بھروسہ کے یہ معنی ہیں کہ

اس کے فضل سے بے جا فائدہ اٹھاتا ہے گویا فضل باری تعالیٰ کی قدر شناسی نہیں کرتا اور فضل الہی سے جو سب سے اعلیٰ عطیہ انسان کے واسطے ہے (بے قدری کی اور ناشکری کی تو کفران نعمت کی وجہ سے و لمن کفرتم ان عذابى لشدید کے مستوجب ہونے کا اندیشہ ہے کہ فضل جیسے عطیہ کو بے جا طرح پر سمجھا اور اپنے قوائی دماغی کے عطیہ کو بھی کام میں نہ لایا اور یہ قوی بھی عطیہ الہی میں اس لئے اللہ کے فضل پر صحیح بھروسہ کیا ہے کہ اپنی طرف سے جتنا بھی امکاناً نعمت کا فرض اس پر عائد ہوتا ہے اس میں ہر مو فروگذاشت نہ کرے یہی معنی ہیں اس آیت شریف لیس للانسان الا ما سعى کے ورنہ سعی بے فضل بے سود اور فضل پر غلط بھروسہ نامقبول ہے

من طریق سعی می آرم بجا

لیس للانسان الا ما سعى

حقیقتہ سعی کی توفیق علامت ہے اس امر کی کہ فضل الہی شامل ہونے والا ہے ورنہ بغیر توفیق کے سعی بھی نہیں۔ اگر امور اخروی میں سعی کی توفیق ہوئی تو علامت ہے اس بات کی کہ عالم آخرت میں فضل شامل ہوگا اور جو امور دنیوی میں سعی کی توفیق ہوئی تو علامت ہے اس بات کی کہ عالم دنیا میں فضل شامل ہونے کی امید ہے اگر دونوں قسم کے امور میں سعی اور عمل کی توفیق ہوئی تو دونوں جہان میں فضل باری تعالیٰ کی امید ہے یہی مراد ہے مولانا روم کے فرمان کی صحت

ہم دعا از تو اجابت ہم نہ تو لے

صحیح طور پر یہ مسئلہ جبر و قدر اس وقت سمجھنے میں آتا ہے جب کہ انسان کا قلب مقام فنا کو پہنچ جاتا ہے۔ اہل تصوف کے اصول کے لحاظ سے مقام فنا کے سوا مقام

لے یعنی اے مولا کہیم دعا کی قبولیت تو تیرے فضل پر موقوف ہے ہی دعا مانگنے کی توفیق

بھی تیری ہی طرف سے ہے۔

قرب الہی حاصل نہیں ہو سکتا چنانچہ مولانا روم فرماتے ہیں ۵
 بیچ کس رانا نگر ودا و فنا نیست راہ در بارگاہ کبریا
 وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

(۹۳)

مکتوبات بنام رانا شیر جنگ خاں صاحب بی۔ اے (علیگ) ریٹائرڈ ڈپٹی گورنر سٹیٹ
 بینک آف پاکستان۔ کراچی)

عزیزم! جب طالب سلسلہ باطنی میں اپنے شیخ کے ماتحت پر بیعت کرتا ہے تو
 شیخ کے قلب سے ایک کیفیت علوی طالب کے قلب میں بطور انموزج کے پہنچتی ہے
 وہ کیفیت طالب کے قلب میں بطور عکس کے پہنچتی ہے اس کا اپنا قلب ابھی اس
 بلند مقام پر نہیں پہنچتا کہ وہ علوی کیفیت اس کو خود حاصل ہو یا ہمیشہ کے لئے اس کے
 قلب میں جاگزیں ہو جائے مثال اس کی ایسی ہے کہ تیار شدہ دیگ سے ایک شخص نے
 کچھ کھانا حاصل کیا اور اس طعام لذیذ کے کھانے سے فرحت حاصل کی۔ اس سے تلقین
 یہ ہے کہ اگر وہ دائمی طور پر اپنی ملکیت کی صورت میں ایسی باطنی کیفیات حاصل کرنا چاہتا
 ہے تو شیخ کی عکسی کیفیت کے دائمی حصول کے لئے شیخ کے فرمان اور شیخ کے تصور کو
 دائمی دستور العمل بنائے اور اپنے پیر طریقت کی محبت اور عقیدت اور تعلق قلبی بلکہ اتحاد
 قلبی حاصل کرنے کے لئے اتحاد افزا ذرائع یعنی ادب و خدمت اور وقتاً فوقتاً حصول زیارت
 اختیار کرتا رہے تاکہ وہ کیفیت جو بطور حال کے شیخ کے قلب سے اس کے قلب میں
 پہنچی تھی مقام کی صورت اختیار کر کے دائمی ملکہ ہو جاوے جس طرح خاندانی گھر والوں کے
 صاحبزادے ابتدائی عمر سے اعلیٰ سواریوں میں سیر و تفریح کرتے ہیں مگر خود اس درجہ اور قابلیت
 تک پہنچنا کہ ویسی اعلیٰ سواریاں اور موٹر کار خرید سکیں اور ہیا کر سکیں اس کے لئے ایک

زمانہ طویل کی محنتیں اور جفاکشی کی ضرورت ہے۔ اللہ کی بارگاہ سے اس سعادت
منذ عزیز القدر کے لئے بہت کچھ مدارج ترقی کی امید ہے۔
طلب کار باید صبور و جمول
مگر دیدہ کیمیا گر ملول

(۹۴)

عزیزم!

صعبت مرواں اگر یک ساعت است
بہتر از صد چلہ و صد طاقت است

و عیام جن کی ہوس طالب کے دل میں کھٹکتی ہے وہ تو روح کا وصل اولین ہے
اور وصل اولین عجیب شے ہے۔ بعد میں بھی وصل اور ہجر برابر نہیں ہوتے۔ الہومن
صراۃ الہومن مومن کی مثال مومن کے لئے مثل آئینہ کے ہے۔ آئینہ رو برو نمازی
کرتا ہے۔ دعا بھی برابر اپنا اثر کرتی ہے اگر وہ دعا بھی شامل حال نہ ہو تو طالب نماز جو
صورت میں ادا کرتا ہے وہ بھی ادا نہ کر سکے مگر دعا اور رضا ہر ایک کے لئے علیحدہ
علیحدہ مرتبہ ہے۔ دعا لقا کو نہیں پہنچ سکتی اور لقا کو رضا سے کیا نسبت۔

عزیزم!۔

اندریں راہ می تراش و می تراش

یک دے غافل ازاں دلبر مباحش!

طریقیت میں دلبر شیخ ہے شریعت میں حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور
حقیقت میں ذات باری تعالیٰ ہے۔ اپنے گھر سے گلی گلی میں گذرنا طریقیت ہے بزرگ
پر پہنچ کر شارع عام پر چلنا شریعت ہے اور منزل مقصود کے نظر پڑنے کے بعد فنا فی اللہ

کا مقام ہے وہ حضور جو طالب کو ابتداء میں بطور نمونہ کے حاصل ہوتا ہے وہ طالب کی وجدانی چیز نہیں وہ تو شیخ کے قلب کا عکس ہے ان ساری منازل کے طے ہونے کے بعد وہ حضورِ عکسی سے حضورِ اصلی تک پہنچتا ہے۔

(۹۵)

عزیزم! شیخ طریقت کی صحبت میں جب قیام کا موقع نہ ہو تو تصور شیخ کو رفیق بنانا اور لابدی میں سے ہے کہ اس جگہ سے بارگاہ رب العالمین میں اور دربار حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں قرب حاصل ہوتا ہے اور اعمال صالحہ کی توفیق ہوتی ہے فرمایا ہے کہ

صورت شجنت اگر کہ دی قبول

ہم خدا آمد میانش ہم رسول!

اگر صورت شیخ نقش باطن ہو جاوے تو چونکہ شیخ کا باطن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لگا ہوا ہے اور اس کے ظاہری اعضاء اتباع سنت سے اور بجا آوری احکام شریعت سے مزین ہیں تو اس کا ظاہر و باطن بھی اسی رنگ سے رنگا جائے گا۔ صورت شیخ اس طرح طالب کے باطن میں نقش ہو جاوے کہ گویا

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار

جب ذرا گردن تھکائی دیکھ لی

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ کونوا مع الصادقین صادقین

کے ساتھ رہا کرو۔

تو اس فرمان ربی کے مطابق جتنا وقت ظاہری طور پر ان کی خدمت میں رہ سکے وہ تو بہت ہی غنیمت ہے لیکن کم سے کم یہ صورت تو ہو کہ جہاں کہیں بھی ہوا اپنا

باطن ان کی طرف لگا دے تاکہ اس لگن کی تار کے ذریعہ سے برقی محمدی شیخ کی طرف سے جو وجود برقی محمدی کی گویا بیٹری ہے طالب کے قلب میں پہنچتی رہے۔ اس واسطے حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے

جامی اذالایش تن پاک شو

در قلم پاک رواں خاک شو

خصوصاً سوتے وقت شیخ طریقت کی مبارک صورت آئینہ قلب کے محاذ میں قائم کر کے سوئے تو تہجد کے واسطے جاگنا بھی آسان ہوتا ہے اور فرضی نمازوں میں بھی انشاء اللہ باقاعدگی پیدا ہوتی ہے۔

چوں گزیدی پیرہن تسلیم شو

پیش حکم او خم و دو نیم شو

ذیل میں حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے چار انگریزی مکتوبات شریفہ کا اردو ترجمہ درج ہے۔ یہ مکتوبات ڈاکٹر میردایت اللہ صاحب کے نام لکھے گئے ہیں جو اپنے نفس مضمون کے لحاظ سے امتیازی شان کے حامل ہیں۔ ان کا ترجمہ مبعداصل انگریزی علیحدہ بھی شائع ہو چکا ہے۔

(۹۶)

قصور ۲۲ جنوری ۱۹۰۱ء

مخلص میر صاحب

آپ کے ۱۵ ماہ حال کے خط کا شکریہ۔ چونکہ حضرت صاحب قبلہ عالم قصور شریف لائے ہوئے تھے اور میرے ہی یہاں قیام فرماتے تھے اس لئے قبل ازیں آپ کو جواب نہ دے سکا۔ اگرچہ

یہاں حضرت کا قیام دو دن ہی رہا اور یہ دو دن جو کہ صرف دو لمحوں کی طرح گزر گئے مجھے دو سال سے بھی زیادہ عرصہ تک روحانی مسرتوں سے مالا مال کرتے رہیں گے۔

میں نے آپ کا خط جس میں آپ کی ذہنی صلاحیت بلکہ اعلیٰ دماغی قابلیت بھری تھی حضرت کو سنایا تو آپ بے حد خوش ہوئے۔

رمضان کی ستائیسویں رات کو جسے عام طور پر شب قدر کہتے ہیں ہم نے یہاں شبینہ کیا اگلے دن حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ لیلۃ القدر ہر سال ایک ہی تاریخ پر نہیں آتی۔ آپ نے مزید فرمایا کہ امسال رمضان کی ۲۱ ویں رات لیلۃ القدر تھی۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ اس رات بارش ضرور ہوتی ہے خواہ کتنا ہلکا سا پھینٹا ہی پڑے چونکہ ایک ہی وقت میں دینا کے ہر حصے میں ترشح نثار و نادر ہی واقع ہوتا ہے اُس لئے میں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ نہ صرف یہ کہ شب قدر مختلف سالوں میں ہی مختلف تاریخوں میں واقع ہوتی ہے بلکہ ایک ہی سال میں مختلف ملکوں، مختلف شہروں اور قصبوں میں بھی مختلف تاریخوں میں واقع ہوتی ہے تاہم یہ مسئلہ حضرت سے آئندہ ملاقات پر دریافت طلب ہے۔

حضرت یہاں سے امرتسر تشریف لے گئے.....

(نامکمل)

(۹۷)

تصویر ۲
۱۹۰۲

غلام میر صاحب

مجھے آپ کا خط اس مہینے کے شروع میں ملا۔ مگر مختلف وجوہات کی بنا پر اس سے قبل جواب نہ دے سکا۔ ان میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ ہمارے ہیڈ ماسٹر لالہ بہاری لال ایک مہینے کے لئے منصفی کے عہدے پر تشریف لے گئے اور مجھے آج کل زائد کام کرنا پڑتا ہے..... جیسا کہ آپ کے خط کے دوسرے صفحے پر لکھا ہے۔ ”کیا ذکر کا طریقہ جو نقش بند یہ سلسلے میں تعلیم کیا

جاتا ہے بالکل اسی طرح ہے جیسے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بارگاہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تکفین فرمایا یا یہ طریق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ان خود راج کردہ ہے؟ اس سوال سے میں یہ نتیجہ اخذ کرتا ہوں کہ میرے سابقہ خط کا مفہوم اس قدر واضح اور روشن تھا جس سے کوئی دوسرا شخص ذکر کی حقیقت سمجھ سکے۔ کیونکہ اگر اس کی حقیقت سمجھ لی جاتی تو اس قسم کا سوال پیدا ہی نہ ہوتا۔ ایسی باتوں کا کامل ادراک صرف ایک شخص کے سنا دینے اور دوسرے کے سن لینے پر نہیں بلکہ زیادہ تر حضرت صاحب کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ذکر کی کئی سال تک مسلسل عملی مشق پر منحصر ہے۔ تاہم میں آپ کو ذکر کی حقیقت سے آگاہ کرنے کی اپنے اس خط میں ایک بار پھر کوشش کروں گا۔ وہ حقیقت یہ باتیں احساسات ہیں قلب انسانی کے اور الفاظ احساسات کی ترجمانی کرنے سے قاصر ہیں، اگر ایک شخص بچپن ہی سے جسمانی کمزوری میں مبتلا ہو اور آپ اسے طاقت و توانائی اور جوش جوانی سے، جو کہ عمدہ صحت کی علامات ہیں صرف لفظوں سے روشناس کرانا چاہیں تو وہ بے چارہ ان الفاظ کو تو ضرور سنے گا مگر جہاں تک میرا خیال ہے یہ الفاظ اس کے جسم میں جوش جوانی کا حقیقی شعور پیدا نہ کر سکیں گے۔ اسے ان الفاظ کا صحیح شعور دلانے کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ اس کی کمزوری کو رفع کیا جائے اور اسے ایسا صحت مند بنایا جائے کہ قوت و حرارت اور جوش جوانی کی کیفیات اس کی رگ رگ میں سرایت کر جائیں۔ اگرچہ میں ڈاکٹر نہیں ہوں مگر میں نے ایک طبی مثال دی ہے جو آپ کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔

ذکر کی حقیقت مراقبہ کی صورت میں بیٹھ جانا، آنکھوں کا بند کر لینا، سر کا بائیں طرف جھرا دل حرکت کرتا ہے جھکا لینا، سانس کا تیز کر لینا اور نہ بجائے خود سانس، چشمتیہ طریقے کی طرح بلند آواز سے یا نماز کی طرح خاموشی سے اسم اللہ کی تکرار، من ہی من میں اسم اللہ پر غور و فکر کرنا یا اسے اپنے دل کی حرکات سے ہم آہنگ کر لینا نہیں ہے۔ یہ (ذکر کی حقیقت) قلب انسانی کی ایک کیفیت ہے۔ جس کے لئے مذکورہ بالا تمام صورتیں تیاری کی حیثیت رکھتی ہیں سبھی لفظ

”ذکر“ کا صحیح مترادف فارسی زبان میں ”یاد“ ہے جو ”زاموشی“ یا ”بھول“ کا ضد ہے۔ یاد کا صحیح تصور دلانے کے لئے میں آپ کو اپنا ایک ذاتی واقعہ سناتا ہوں جب میرا بچہ خادم حسین جو کہ پانچ سال کی عمر میں فوت ہو گیا بیمار ہوا اور اس کی بیماری طول پکڑ گئی تو مجھے یاد ہے کہ وہ ان دنوں مجھے سکول ٹائم میں صحت مند ہونے کی حالت سے زیادہ یاد آتا تھا۔ شفقت پداری کے باعث اس کی یاد ایک قدرتی بات تھی لیکن دوران تدریس یہ یاد میرے تحت الشعور میں رہتی تھی اور جب وہ بیمار ہوا تو یہ جذبہ محبت جذبہ ہمدردی سے اور زیادہ قوی ہو گیا اور وہ مجھے صبح شام بلکہ پڑھاتے وقت بھی یاد آنے لگا۔ اس یاد کو صحیح معنوں میں ”ذکر“ کہا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ مولانا روم فرماتے ہیں ۷

بمذہب تسبیح و در دل گاؤ خضر این چنین تسبیح کے دار و اثر

خداوند تعالیٰ نے آپ کو ایک اعلیٰ دماغ بخشا ہے اور آپ میرے خیالات کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں اگرچہ میرا بیان کافی واضح نہ بھی ہو۔ لیکن میں ایک اور مثال دیتے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہا جاتا ہے کہ جہانگیر بادشاہ عدالت نہیں کر سکتا تھا جب تک کہ نور جہاں تخت کے درمیان پر وہ ڈال کر اس کی کمر سے کمر لگا کر نہ بیٹھتی تھی۔ کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ جہانگیر بادشاہ تسبیح پر پانچ سو مرتبہ روزانہ نور جہاں کا نام لیا کرتا تھا یا وہ بیٹھ کر نور جہاں کے نام کا مراقبہ کیا کرتا تھا ایسا سوچنا بھی حماقت ہوگا۔ اگرچہ وہ اس کے نام کا کوئی مراقبہ نہ کرتا تھا مگر دن اور رات میں مشکل سے ہی چند لمحے ایسے ہوتے ہوں گے جبکہ نور جہاں کی یاد اس کے دل میں نہ ہو، کسی محبوب شے کے لئے ایسی یاد۔ مسلسل یاد۔ غیر ارادی یاد۔ کو ذکر کی حقیقت سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں ۷

صد کتاب و صد ورق در نار کن جان و دل را جانب دلدار کن

اگر ایک شخص کسی حسین و جمیل شکل کو دیکھے تو وہ اس سے پیار کرتا ہے اور اس کا تصور جمانے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ سے محبت کے سلسلے میں ہمیں یہ دشواری پیش

آتی ہے کہ ہم اسے ان آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے لہذا اس کی محبت میں گرفتار نہیں ہو سکتے اور ہم اسے اس طرح مسلسل اور غیر ارادی طور پر یاد نہیں کر سکتے جیسے ایک محب اپنے دنیوی محبوب کو یاد کرتا ہے لیکن اگر وہ قادر مطلق ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا نہیں جاسکتا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ کسی اور آنکھوں سے بھی نہیں دیکھا جاسکتا۔ ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے اسے باطنی اور روحانی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ یہ عاشق ہیں اور صحیح ذاکر یاد کرنے والے جو اسے باطنی طور پر دیکھتے ہیں وہ بھی دائمی طور پر نہیں دیکھتے۔ شیخ سعدی نے کیا خوب فرمایا ہے

دیدار می نمائی و پرہیز می کنی بازار خویش و آتش مایتری کنی

ایسے سب لوگوں کے مشاہدات بھی یکساں نہیں ہوتے جب یہ ہے کہ مادی اشیاء کا مشاہدہ بھی سب کا یکساں نہیں ہوتا۔ دلیل یہ ہے کہ اگر ایک کرۂ چند آدمیوں کے درمیان رکھ دیا جائے تو ہر شخص کمرے کے صرف اتنے حصے کو دیکھے گا جو اس کی نگاہ کے عین سامنے ہوگا۔ اس طرح سے کوئی دو شخص اس کا بالکل ایک ہی حصہ نہ دیکھیں گے جب تک کہ ہر دو کی نگاہیں ایک دوسرے پر منطبق نہ ہو جائیں۔ لیکن ایک خاص لمحے میں ایسا ہونا ناممکن ہے کیونکہ دو چیزیں ایک ہی وقت میں ایک ہی جگہ میں نہیں سما سکتیں۔ اگر ایک سیکنڈ بعد ایک شخص کی نگاہ دوسرے کی نگاہ کی جگہ بھی نہ ملے بھی ممکن ہے کہ روشنی کی شعاعیں کمرے کے اس حصے پر بدل جائیں لہذا یہ امر مسلم ہے کہ اگر ایک پنسل بھی چند آدمیوں کے درمیان رکھی جائے تو ہر شخص کا دیکھنا مختلف ہوگا۔ جب ایک پنسل جیسی چھوٹی مادی شے کے مشاہدہ کی یہ کیفیت ہو تو پھر چاند سورج اور ہماری زمین جیسے بڑے مادی اجرام کے مشاہدات کا کیا عالم ہوگا اور پھر ایک غیر مادی مشہور کے باطنی مشاہدہ کا کیا حال! ص

اے بے تراز قیاس و گمان ذات پاک تو

ما عرفناک حق معرفتک

نیز

پس ذکر کے دو درجے ہوتے: ذکر قبل از مشاہدہ اور ذکر بعد از مشاہدہ۔ مشاہدہ خداوندی کے
 معنی ہیں ایمان شہودی۔ ذکر قبل از مشاہدہ (ایمان غیبی) ایمان شہودی کی تیاری ہے اور ایمان
 شہودی اطمینان عطا کرتا ہے اول الذکر (ایمان غیبی) سے محبت پیدا ہوتی ہے۔
 نہ تنہا عشق از دیدار خیزد بسا کیوں دولت از گفتار خیزد
 یہاں لفظ گفتار کے معنی ہیں ذکر قبل از دیدار۔ اور دیدار عشق پیدا کرتا ہے۔ پس ذکر
 یا گفتار سے عشق یا محبت پیدا ہوتی ہے اور محبت طلبِ صادقہ کو جنم دیتی ہے۔
 دست از طلب ندارم تا کام من بر آید یا تن رسد بجانا یا جاں ز تن بر آید
 جو طلب عشق سے پہلے ہوتی ہے اسے بوالہوسی کہتے ہیں۔ حضرت بلھے شاہ صاحب فرماتے
 ہیں کہ بوالہوسی بچتہ ہو ہو کہ طلبِ صادقہ بن جایا کرتی ہے۔

ہنسیدیاں ہنسیدیاں گل پے گئی پھانی جند کر ٹکی دے منہ آئی
 یہاں ہنسنے سے مراد جھوٹا موٹ کرنا ہے طلبِ صادقہ سے تلاش پیدا ہوتی ہے اور حیرت سے
 عدم سے جانبِ ہستی تلاش یا میں آئے تلاش گل میں ہم اس واوی پر خا میں آئے
 یہ ”ہستی“ عام زندگی یا یہ عام پیدائش نہیں ہے۔ کیونکہ ہم پیدا ہوتے ہی ”تلاش“ شروع نہیں
 کر دیتے۔ لیکن یہ ہستی وہ ہے جسے حافظ انور علی صاحب نے ”ولادت ثانیہ“ سے تعبیر کیا ہے اور
 جیسا کہ حضور علیہ السلام سے قبل ایک پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے: لن یلج ملکوت السماوات
 حتی لم یلدمرتین۔ اس قسم کی ولادت ثانیہ، تلاش اور تلاش در تلاش کے بعد ایک مقام
 آتا ہے جہاں سالک پکارا اٹھتا ہے۔

وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں
 یہ مقام مقامِ دعا، پکار اور گدائی ہے کس قسم کی گدائی ہے۔ ایسی گدائی جسے خواجہ حافظ
 یوں بیان کرتے ہیں۔

دانی کہ چسپیت دولت دیدار یار دین در کوئے او گدائی بر خسروی گزین

اس مقام پر دعائیں قبول کیجاتی ہیں اور یہ شخص مستجاب الدعوات کہلاتا ہے، یہی گدائی ہے جسے خواجہ حافظ نے ”دیدار یار و دیدن“ کے بعد دکھایا، اور یہیں اجیب دعوتہ الداع اذ اذعان کے معنی منکشف ہوتے ہیں۔ واللہ یختص برحمته من یشاء۔ کا مفہوم بھی یہیں آکر معلوم ہوتا ہے یہاں ایمان یقین کے درجے کو پہنچتا ہے پہلا ایمان وجود باری تعالیٰ سے متعلق تھا یہ ایمان ذات باری تعالیٰ میں اعتماد ہے لہذا ایمانی تجلیات کو معانی میں بھی محدود نہیں کیا جاسکتا۔

مزید عرفان کے لئے رب تعالیٰ اپنے جلال کی تجلی فرماتا ہے تاکہ یہ اعتماد و اطمینان دعوے میں نہ بدل جائے اور محض عنایت خداوندی سمجھتا رہے۔ عرفت ربی بفسخ العزائم حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ارادوں کے ٹوٹ جانے سے اپنے خدا کو پہچانا۔ یعنی میں نے کسی چیز کا ارادہ کیا اور اس کے لئے دعا کی اور میری دعائیں نہ سنی گئیں اس مقام پر سالک پکارا جھٹتا ہے۔

عاشق بر طہف و بر قہر ش عجب
اے عجب من عاشق این ہر دو صد

اس طرح ایمان خوف اور امید کے درمیان متوازن رہتا ہے اور ”الایمان بین الخوف والرجاء“ کے معنی ذہن میں آجاتے ہیں حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا اِنی اعلمکم باللہ و انخشی کم (تحقیق میں تم سب زیادہ اللہ کو جانتا ہوں اور تم سب سے زیادہ اس سے ڈرتا ہوں) لہذا جو زیادہ علم رکھتا ہو وہ زیادہ خوفِ خداوندی رکھتا ہے۔

ذکر کی حقیقت بیان کرنے میں میرا خط بہت طویل ہو گیا ہے لیکن اگر اس حاضر و ناظر اور قوی و قادر خداوند تعالیٰ کے مسلسل اور غیر ارادی دھیان اور محبت کو ذکر کی حقیقت سمجھ لیا جائے تو پھر اس قسم کا سوال پیدا نہیں ہو سکتا کہ کیا ذکر حضور علیہ السلام نے شروع فرمایا یا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے؟ البتہ یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ ذکر کی تیاری یعنی مراقبہ حضور علیہ السلام سے شروع ہو یا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے۔ اس کا صحیح جواب یہ ہے کہ یہ ان دونوں میں سے کسی سے بھی شروع نہیں ہوا۔ حضور

علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے منتخب ہونے کے باعث دیدار الہی کے لئے کسی تیاری اور مراقبہ کے محتاج نہ تھے اگرچہ آپ نے اعلیٰ درجہ کا "ذکر" فرمایا جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔ واذکر اسم ربك وتبتل الیہ تبتیلاً۔ نہ ہی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان تیاریوں کی ضرورت تھی۔ جہاں تک دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تعلق ہے انہوں نے جہاد وغیرہ دوسری قسم کی تیاریاں کیں اب ہمیں لازماً مجاہدہ کرنا چاہیے۔ جو کہ مراقبہ ہے اور جس کے ذریعے سے سالکوں کو مشاہدہ الہی نصیب ہوا ہے۔ ان پر اعتماد کرتے ہوئے ہمیں یہ بات مان لینی چاہیے ۷

بے سجادہ رنگیں کن گرت پیرمغاں گوید کہ سالک بے خبر بنو ذراہ و رسم منزل ہا
خود مجھے بھی یہ تمام شبہات تھے لیکن اب بفضل خدا سب دور ہو گئے ہیں اور ذکر کی حقیقت
منکشف ہو گئی ہے۔ پس میرا حرف آخر یہ ہے:

مومنا! ذکر خدا بسیار گو! تا بیابی در دو عالم آبرو
اس خط کی وصولی کی اطلاع پر میں آپ کے دوسرے سوالات کا جواب دینے کی
کوشش کروں گا۔
آپ کا غلص

دستخط: محمد حسین

(۹۸)

از قصور ۱۹ مارچ ۱۹۰۲ء

مخلص میر صاحب

آپ کے ۲ مارچ کے خط کا شکریہ جو میں نے پرسوں ہی پڑھا ہے۔ کیونکہ میں چند دن کے
لئے گھر سے باہر تھا پہلے امرتسر اور پھر تقریباً ایک ہفتہ علی پور۔

مجھے یہ جان کہ بہت خوشی ہوئی کہ آپ کا روحانی بچہ زندہ و توانا ہے۔ اس بچے کی پیدائش
جو کہ ولادت ثانیہ کہلاتی ہے۔ چند علامات رکھتی ہے۔ پہلی علامت محبت عامہ ہے ۷

طریقت بجز خدمت خلق نیست بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست
 دوسری علامت بیزاری از لذات ہے یہ دونوں علامتیں ایک عارف نے ان دو
 شعروں میں بیان کی ہیں ۛ

اے بیل جاں مست زیاد تو مرا دے پائے غم نیست زیاد تو مرا

یہ مجاہدہ یا عشق کی تعریف ہے۔

لذات جہاں را ہمہ در پا نگند ذوقے کہ دہد دست زیاد تو مرا

یہ بیزاری از لذات کی تعریف ہے۔

اگر آپ یہ محسوس کرتے ہوں کہ یہ رجحانات آپ کو زندگی کی نئی شاہراہ پر گامزن کر رہے
 ہیں تو یہ امر نہایت ہی خوش آئند ہے۔ یہ کہ بچہ مجاہدہ اور فکر کی محنت کے بعد کامیاب زندگی حاصل
 کر چکا ہے اور اگر معاملہ برعکس ہو تو اس کا واحد علاج ایسا ذکر روحی ہے جو اس شعر میں بیان کیا
 گیا ہے ۛ

صد کتاب و صد ورق در ناکن جان و دل را جانب دلدار کن

حضرت صاحب نے مجھے آپ کے ایک دو خط دکھائے جن میں آپ نے پندھی گھیب

کا ذکر کیا ہے۔

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد کسے رہا کسے کارے نباشد

یہ امر حضرت صاحب کے لئے موجب اطمینان ہے اور مجھے آپ کے ایسے پاکیزہ رجحانات
 دیکھ کر بہت خوشی ہوئی اور ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ یہ رجحانات متناسب اور مستقل ترقی پا
 لیں۔ البتہ اس مرحلے پر رہبانیت کی طرف مائل ہونے کا خطرہ ہے اور میں یہ جاننے کے لئے بیحد
 فکر مند ہوں کہ آپ رہبانیت کے اثرات سے پاک ہیں اور روحانی اور دنیوی دونوں کام بیک
 وقت کر سکتے ہیں جیسا کہ کہا گیا ہے ۛ

نہی گویم کہ از عالم جدا باشی بہر کارے کہ باشی با خدا باشی

یا آپ اپنے ڈاکٹری مشاغل کے باعث اپنی روحانی ترقی میں رکاوٹ محسوس کرتے ہیں فطری طور پر انسان آرام پسند ہے ابتداء میں وہ صرف دنیوی کاروبار ہی کرتا ہے اور عبادت کی طرف کم رجحان ہونے کے باعث اسے ترک کر دیتا ہے۔ دوسرے مرحلے میں اس کا رجحان عبادت کی طرف ہو جاتا ہے اور وہ دنیوی دھندے چھوڑ دیتا ہے لیکن ایک ساتھ دونوں بوجھ اٹھانا پسند نہیں کرتا۔ تیسرے مرحلے میں وہ یہ بات جان لیتا ہے کہ یہ ترقی جزوی ترقی ہے اور پھر یہ دونوں بوجھ بیک وقت اٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔ شروع شروع میں وہ اپنے آپ کو بہت بے آرام پاتا ہے تب خدائے رحمان اس کی خستہ حالی پر رحم فرماتا ہے اور اسے اپنے فضل سے برائی سے بچنے کی ہمت اور نیکی کرنے کی قوت عطا فرماتا ہے۔ کیونکہ یہ امر یقینی ہے کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ جب اسے توفیق ایزدی عطا ہو جاتی ہے تو وہ تمام کام دست بکار و دل بیار کے اصول پر انجام دے لیتا ہے توفیق ایزدی اس وقت شامل حال ہوتی ہے جب مالک اسے عاجز پاتا ہے یا اسے ہوائے نفس سے خالی دیکھتا ہے۔ کیونکہ جس طرح کسی برتن میں پانی اس وقت تک داخل نہیں ہوتا جب تک اس میں سے ہوا نہ نکل جائے اسی طرح توفیق ایزدی انسانی روح میں سرایت نہیں کرتی جب تک کہ اس میں سے غرور کی ہوا خارج نہ ہو جائے یہی وجہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ دعا فرمایا کرتے اللہم انی ضعیف فقونی وانی ذلیل فاعزنی وانی فقیر فارزقنی۔ میرے اس عویضے کے جواب میں آپ مہربانی کر کے بتائیں کہ آپ کس منزل میں ہیں۔ اس رستے میں بسط اور قبض کے وقفے آتے ہیں اور دونوں ہی ضروری ہیں۔ بسط راہ کو خوشگوار بنانے کے لئے اور قبض مزید ترقی کی راہ کھولنے کے لئے کیونکہ بسط کامل کے معنی ہیں جمود مطلق۔

آپ کا مخلص

دستخط: محمد حسین

قصور ۲۶ مارچ ۱۹۰۲ء

مخلص میر صاحب

آپ کا ۲۲ مارچ کا خط ابھی موصول ہوا میں اپنے سابقہ خط کی تحریر کے مطابق لاہور نہ جاسکا۔ میں نے ایک اڑتی سی خبر سنی ہے کہ حضرت صاحب قبلہ امرتسر تشریف لے جا چکے ہیں کلمہ ”بریدہ ازہمہ“ وہی مفہوم ادا کرتا ہے جو ”گفتم پر ہیرے“ گفتم ازہر دو جہاں“ البتہ یہ نہایت مشکل ہے کہ ایک (عام) انسان ”بریدہ ازہمہ“ ہو جائے اور دنیا اور آخرت غرضیکہ دونوں عالم کے رنج و راحت اور دکھ سکھ سے بے نیاز ہو جائے۔ لیکن دنیا میں ایسے (بالکمال) لوگ گزرے ضرور ہیں اور اب بھی موجود ہیں جو نہ تو مصیبتوں میں معنوم ہوتے ہیں اور نہ ہی نعمتوں پر مغرور اور صحیح معنوں میں ایسی ہی ہستیوں کو ”گفتار با خدا“ کہا جاسکتا ہے۔ آپ کو یہ مشہور شعر تو یاد ہی ہوگا

ہم معتقد و عموماً باطل نہیں ہوتے سینے میں کسی شخص کے دو دل نہیں ہوتے

یہ تصور قرآن مجید کے پارہ ۲۱۔ سورہ احزاب۔ رکوع اول کی حسب ذیل آیت سے مستفاد ہے:

ما جعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اسی نظریہ کی کیا خوب وضاحت فرمائی ہے:

گہ خیال بکسب و سوداگری	گہ خیال تاجری و داوری
گہ خیال نعتیہ و فرزند و زن	گہ خیال بوالفضل و بوالحران
گہ خیال آسیا و باغ و راع	گہ خیال میخ و ماع و لیغ و لاغ
گہ خیال آشتی و جنگ با	گہ خیال ناقہ و تنگ با
گہ خیال کالا و گاہے تماش	گہ خیال مفرش و گاہے فراش
ہیں بروں از سرازین تخیل با	ہیں بروں از دل چنیں بد چیلہا
ہاں بگو لا حولی ہا در ہر زمان	از زباں تنہا نہ بل از عین جہاں

جہاں تک ”رہبانیت“ کا تعلق ہے تو یاد رہے کہ ”روحانی رہبانیت“ تو جائز ہے۔
جیسا کہ آیت کریمہ (وَقَاتِلِ الْيَاسْتِیْلَیْنَ) سے عیاں ہے۔ (لیکن ”وجہمانی رہبانیت“
جائز نہیں) ایک فارسی شاعر کہتا ہے

دل خود را ازین دنیا جدا کن اخی و جہت و جہی در خدا کن

ظاہری راہبوں کے متعلق قرآن پاک میں پارہ ۱۰ کے وسط میں ارشاد ہے: (یا ایہا
الذین امنوا ان کثیرا من الاحبار والرسہبان لیاکلون اموال الناس بالباطل
ویصدون عن سبیل اللہ)

پس فقط وہی ایک صورت قابل قبول ہے جسے حضرت خواجہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ
علیہ نے بالفاظ ذیل بیان فرمایا ہے

از دلوں شو آشنا و از بروں بیگانه و تش این چنین زیبا روش کم می بود اندر جہاں

حضرت قبلہ عالم شاہ صاحب رحمۃ اللہ کی محبت اور قرآن کریم سے الفت کا پایا جانہ آپ کی
روحانی ترقی کی نہایت عمدہ علامتیں ہیں اور فضل خداوندی جل مجدہ سے مزید رحمت کی توقع
کی جاسکتی ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ بموقعہ عرس شریف حضرت بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو
کہ محرم کے آخر یا صفر کے شروع میں ہوتا ہے، چند روز کی رخصت کیلئے درخواست دوں
اگر چھٹی مل گئی تو پھر انشاء اللہ آپ سے ملاقات ہو سکے گی۔ لیکن میرا خیال ہے کہ بمقابلہ
بالمشافہ گفتگو کے یہ زیادہ مناسب ہوگا کہ آپ میرے خطوط سے ہی لطف اندوز ہوں۔
آپ نے سنا ہوگا! ”بہ از مرد نام مرد“ خصوصاً میرے جیسے ایک عاجز اور گنہگار بندے
کے بارے میں تو یہ بات زیادہ صادق آتی ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ جب ایک شخص
دوسرے کا قریب سے مطالعہ کرتا ہے اور اس سے ”دور رو“ تبادلہ خیالات ہوتا ہے تو اس
کی خدا داد صلاحیتوں اور خوبیوں کے مقابلہ میں خامیاں اور کوتاہیاں زیادہ نمایاں ہو جاتی
ہیں۔ تاہم جب میں آپ کی ملاقات کا تصور کرتا ہوں تو میرا دل مسرت سے لبریز ہو جاتا ہے
لے اللہ اللہ! کیا تواضع اور انکساری ہے! (منشاد)

اور امید ہے کہ ہماری باہمی محبت اور یگانگت کے جذبات مذکورہ بالا فطری کمزوریوں اور کوتاہیوں کو زائل کرنے میں بہت مدد و معاون ثابت ہوں گے۔

خدا تعالیٰ کرے کہ ہماری محبت بالکل بے لوث رہے کیونکہ جو محبت خود غرضی پر مبنی ہو وہ درحقیقت محبت کہلانے کی مستحق نہیں۔ بجز اللہ تعالیٰ ہماری محبت ایسی آلائشوں سے پاک ہے ہمارے تعلقات کی بنیاد نہ تو کسی دنیوی غرض پر ہے اور نہ ہی کسی ظاہر نشتے پر ہم میں سے کوئی ایک دنیوی امور میں دوسرے کا محتاج اور ماتحت بھی نہیں۔ جب ایسی محبت کا دائرہ وسیع ہوتے ہوئے عالمگیر ہو جاتا ہے تو یہ کاملاً "الحب لله" کا مصداق بن جاتی ہے اور اس وقت اسے "عشق" کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

سرمایہ ذوق و جہاں مستی عشق است
 انہا کہ ازاں سے نہ چشیدند نداشتند
 حسب معمول میرا یہ خط آپ کو طویل معلوم ہو گا لیکن بات دراصل یہ ہے کہ میری کچھ عادت ہی ہو گئی ہے کہ آپ کو مفصل خطوط لکھوں۔ جب میں مختصر لکھنا چاہتا ہوں تو لفافے کی بجائے ہمیشہ پوسٹ کارڈ استعمال کرتا ہوں۔ اس لیے فرمائیے کہ رحمت اللہ کی شادی کے لئے کب تشریف لارہے ہیں؟

والسلام

آپ کا مخلص

دستخط: محمد حسین

شکر شریف

حمدیے حد خالق ارض و سما کے واسطے
 جس نے ہم کو دل دیا یا خدا کے واسطے
 گرچہ ہے وقت اجابت تجھ سے لیکن تجھ
 التجا پہلے ہے توفیق دعا کے واسطے

مبدۃ فیاض اباطر دعا کے واسطے !
 گرچہ دروازہ کھلا ہے ہر گدا کے واسطے
 لاکھ اٹھاتا ہوں میں عرض دعا کے واسطے
 سرور عالم محمد مصطفیٰ کے واسطے
 رحم کر صدیق اکبر با صفا کے واسطے
 خواجہ سلمان شاہ اتقیا کے واسطے
 قاسم ابن محمد بے ریا کے واسطے
 جعفر صادق امام الاصفیا کے واسطے
 بایزید پیر کامل رہنما کے واسطے
 بو الحسن خرقانی مشکل کشا کے واسطے
 بو علی شیخ اکمل پیشوا کے واسطے
 یوسف ہمدانی نور خدا کے واسطے
 عبد خالق عجدوانی پارسا کے واسطے
 عارف کامل ولی حق نما کے واسطے
 حضرت محمود شاہ اولیاء کے واسطے
 خواجہ رامیتنی نور الہدی کے واسطے
 خواجہ یاسما سی با خدا کے واسطے
 سید میر کلال بادشاہ کے واسطے
 نقشبند خواجہ مشکک شاہ کے واسطے
 حضرت عطار پیر و مقتدا کے واسطے
 خواجہ یعقوب چرخنی با حیا کے واسطے !
 خواجہ حسرت شاہ اولیاء کے واسطے

پھر رجوع ہوتا ہے یہ بندہ ترا تیری طرف
 میں وہ سائل ہوں کہ مجھ کو مانگنا آتا نہیں
 یزی ہی توفیق سے اور تیری ہی تعلیم سے
 اپنے پیرے کی الہی بخت امت تمام
 امت عاصی کے عصیاں سے خدایا در گذر
 در در دل دے یا الہی تار ہے کھڑکا لگا
 اور عطا کر امت احمد کو اخلاص و ہمتیں
 ساری امت کو خدایا کر عطا صدق و صفا
 ایدنا یا رب صراط المستقیم اھدنا
 امت مرحومہ کی سب مشکلیں آسان کر
 سنت نبوی کو کل امت بنا لے پیشوا
 ظلمتیں مٹ جائیں سب اور کابوئے ظہور
 ہونہ مقصود دلی بندے کا بس تیرے سوا
 منکشف ہو بحر نفس اور دائمی عرفان حق
 زلیست گزے یاد میں اور عاقبت محمود ہو
 ہم کو بس راہ ہدایت پر تو رکھ ثابت قدم
 ہم رہیں یا رب سرد سناں بکار و دل بیابا
 اپنا ہی کر لے گدا لے بادشاہ دو جہاں !
 نقش مستحی مٹ کے نقش حق ہو نقش کا اجر
 ہم کو کامل اقتدار پر دل کی یارب کر نصیب
 صاف دل ہو ماسوا کے سائے اٹھ جائیں حجاب
 رات دن بڑھتا رہے عشق محمد یا خدا

بخش توفیق عمل اور زہد و تقویٰ کے عطا
 یا الہی ہو نظر فقرِ نحسی پر سدا
 خواہشیں مٹ جائیں اور حال ہو سلیم و رضا
 اپنی ہستی ہو فنا ہو جائے اور حاصل بقا
 عارف سیرِ حقیقت ہادی راہ طریق
 عودۃ الوثقیٰ امامِ وقت قیومِ زماں
 عالمِ علم لدنی واقفِ اسرارِ حق
 منبعِ لطف و عطا اور معدنِ جو دوسخا
 قطبِ عالمِ غوثِ اعظم خواجہ بندہ نواز
 صاحبِ علم و عمل اور وارثِ ختمِ الرسل
 شاہِ بازارِ لامکاں مشککشائے درو مند
 فیضِ بخشِ خاصِ عام و ہادی راہِ خدا
 زبدۃ ابدالِ دوراں مظہرِ نورِ خدا
 تاجِ فقرِ جہاں و مرجعِ شاہ و گدا
 حضرت شاہِ جماعتِ نورِ حشیم سیدہ
 سید و حاجی و عارف اور محدثِ پیشوا
 میرے مولیٰ میرے آقا میرے پیر و سنگیر
 غنچہ باغِ ولایت حضرت نور و ظہور
 تیرے پیارے کی ہے پیاری اے میرے رب غفور
 گرچہ ناکارہ ہوں میں لیکن مجھے ربِ قدیر
 امتِ احمد میں میرا خاتمہ بالخیر ہو
 بندہ مسکینِ قصوریٰ اُپر اور پرتے سے

آن محمد زاہد شیخ علا کے واسطے
 خواجہ درد و لیش محمد با خدا کے واسطے
 خواجہ امکنگی مشککشائے واسطے
 خواجہ باقی باللہ شاہِ اصفیا کے واسطے
 حضرت احمد امامِ الاولیا کے واسطے
 خواجہ معصوم پیر اولیا کے واسطے
 حجۃ اللہ آلِ امامِ اتقیا کے واسطے
 عارفِ کامل زبیر اولیا کے واسطے
 خواجہ قطب الدین اشرف رہنما کے واسطے
 شاہ جمال اللہ پیر و مقتدا کے واسطے
 شاہ عیسے دافعِ درد و بلا کے واسطے
 بابا فیض اللہ شاہ اولیا کے واسطے
 خواجہ نور محمد مجتبیٰ کے واسطے
 حضرت بابا فقیر و پیشوا کے واسطے
 مصدق فیض و کرم نجم الہدی کے واسطے
 پیر کامل صاحبِ جو دوسخا کے واسطے
 حضرت محمد حسین پیشوا کے واسطے
 منبعِ لطف و عطا نور و ضیا کے واسطے
 امتِ عاصی کو بخش آلِ عبا کے واسطے
 بخشِ ہمت اقتدائے اولیا کے واسطے
 یا الہی شافعِ روزِ جزا کے واسطے
 اپنا ہی کر لے اسے خیر الوری کیو واسطے

